به عون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان
بمطبع نامی منشی نولکشور مزین بزیور الطبع مطبوع شد

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان
گنج شہیدان منظوم
ترجمہ
قصۃ الشہدا
بمطبع نامی منشی نولکشور میں بطبع مطبوع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رحیما رحم کرنا کام تیرا
دوائے دردمندان نام تیرا

نظر رحمت کی جس پر تو کریگا
بلا مین مبتلا اوسکو کریگا

ولی و اولیا و انبیا سب
مصائب مین رہی ہین مبتلا سب

ہوا جتنا کوئی مقبول درگاہ
پھنسا آفت مین ہر شام و سحر آہ

بلا بی شبہہ ہے جمعیت دل
غم و درد و الم ہے راحت دل

بلا ہے صیقل آئینۂ دل
بلا ہے مرہم ہر زخم بسمل

بلا ہی وجہ عید لایزالی
بلا ہی باعث صاحب کمالی

بلا ہے موجب قرب الٰہی
بلا ہی خوان نعمائے کماہی

بلا ہی ہمنشین عشق بازان
بلا ہی درد نمکین عشق بازات

بلا ہین رتبہ ہائے انبیا کے
بلا ہین گل و گلزار اولیا کے

جو ہین منظور انظار الٰہی
بلا کو جانتے ہین بادشاہی

اول احوال پیغمبران ع

ذرا احوال آدم پر نظر کر — سہی صدمے جہان سے ہوکے باہر
عیان یون حال حضرت نوح ہیگی — ہوئی غرق آب طوفان بلا کے
خلیل اللہ کو نمرود لعین نے — گرایا آتش سوزان مین کین سے
ذبیح اللہ اسمعیل عالی — ہوئی بس ذبح ہوجانے پہ راضی
ہوا یعقوب کا اسطرح نقشا — کیا آنکھونکو اپنے روکے اندھا
عدو جان ہوئی یوسف کی بھائی — مصیبت چاہ و زندان کی اوٹھائی
جفا موسی پہ فرعون لعین نے — انکی کم ظلم قوم روسیہ سے
عیان ایوب کا ہے صبر دیکھو — تنکی اُت کھایا کیڑون نی بدن کو
چلا گو زکریا کے سر پہ آرا — وہ ضابط تھی کہ ہرگز دم نہ مارا
ہوا جنگ احد مین ماجرا یہ — قیامت کا ہے گویا سانحا یہ
کہ دندان جناب مصطفی را — رسید از سنگ صدمہ وائے ویلا
بحق شافع محشر خدایا — بحق حیدر صفدر خدایا
بحق آل و یاران محمد — بحق دوستداران محمد
بحق سرور سردار عالم — بحق افضل اولاد آدم
بعلی احمد غریب ابن رضا کو (اسم مصنف) — اور استاد اوسکی جوشش باصفا کو
جہان مین عزت و حرمت سے رکھنا — بصد شوکت بصد حشمت سے رکھنا (تخلص استاد مصنف)
بارشاد جناب احمد حسنی خان — نہادم نام این گنج شہیدان
درود صبح گاہی بر محمد (اسم استاد مصنف) — سدا افضل الٰہی بر محمد

احوال حضرت امیر حمزہ صاحب

جو تھے حمزہ چچا خیر الوریٰ کے ۔ وہ تھے مقتول ہندے کبریا کے
ز دست وحشیٔ ملعون و اظلم ۔ پیا جام شہادت ہو کے بیغم
وہ مرگ فاطمہ زہرا کا صدما ۔ ہوا شیر خدا کے دلپہ دونا
امیر المومنین شیر الٰہی ۔ گئے پڑھنے نماز صبح گاہی
کہ ابن ملجم سفاک و اظلم ۔ گھسا کوفے کی مسجد مین اوسیدم
لگا زاوی فی تھے سجدے مین حضرت ۔ کہ پائی دست ملجم سے شہادت
دریغا گلبن باغ ولایت ۔ دریغا اختر چرخ کرامت
حسن کو زہر قاتل نے کھلایا ۔ مزا شہد شہادت کا چکھایا
جگر کٹ کٹ کی ٹکڑے ہو گیا تھا ۔ ہر اک دم دم تھا تیغ مرتضیٰ کا
مصیبت اہل بیت مصطفیٰ کی ۔ وہ کیفیت شہید کربلا کی
بشر تو کیا ملائک پر عیان ہے ۔ تمام عالم مین گھر گھر داستان ہے
سوا اونکے جو تھے ہمراہ اونکے ۔ وہ تھے دلسے ترقی خواہ اونکے
ہزارون آفتین لاکھون بلائین ۔ ہوئین اونپر بھی نازل کیا بتائین
نشانی بنگئے تیر بلا کے ۔ جو تھے ہمرہ شہید کربلا کے
برائے حق علی احمد مزن دم ۔ سخن کوتاہ کن واللہ اعلم
اگر ہو سنکے ٹکڑے دل بجا ہے ۔ عجب قصہ عجائب ماجرا ہے

بیان از کتاب معتبر

کتاب معتبر مین یون لکھا ہے ۔ نہین جھوٹ اسمین اصلا سب بجا ہے

اگر دکھلائی دے ماہ محرم ۔ تو لازم ہی کہ ہر اولاد آدم
ز عزہ تا دہم ہر وقت ہر دم ۔ کرے آل نبی کا وسے ماتم
دریغا نور چشم مصطفا پر ۔ دریغا یادگار مرتضا پر
دریغا جان خاتون ارم پر ۔ دریغا شفق جان امم پر
شود برنا خدا ترسان اظلم ۔ ہزاران لعنت و نفرین بعالم
نہ لائے خوف بھی کلمے کا ملعون ۔ کیا آل نبی کا بیگنہ خون
بکسب دولت دنیائے فانی ۔ دیا شاہ شہیدان کو نہ پانی
تڑپتی ہی گئے دنیا سے بیکس ۔ رضینا بالقضا کہتی تھے اور بس
زمین کربلا سب خون سے تر تھی ۔ خدا پر اون شہیدونکی نظر تھی
بجائے آب اشک دیدۂ تر ۔ بہانا چاہیے اوس سرزمین پر
بجھے کچھ تشنگی شاہ مردان ۔ ثواب آخرت پائین مسلمان
لکھا ہے ماتم شاہ زمن پر ۔ شہید کربلا تشنہ دہن پر
کہ جو جاری کرے آنکھوں سے آنسو ۔ بہشت جاودان حاصل ہو اوسکو
ہر اک آنسو کا قطرہ مومنو کو ۔ ملے گا گلشن جنت مین گھر ہو
ثواب آل پیمبر کا ہے ماتم ۔ روا شبیر و شبر کا ہے ماتم
مجھے گر مرا ہر مو زبان ہو ۔ نہین ممکن کہ حال شہ بیان ہو
علی احمد مجھے ہے یہ مناسب ۔ زمانہ دید کا جسکے ہے طالب
رقم کر حال اوس شاہ زمن کا ۔ امیر المومنین حضرت حسن کا

احوال ولادت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

شواہد مین لکھا ہی حال سارا
اوسے کرتے ہین اب ہم آشکارا

امیر المومنین حضرت حسن ہے
قسیم خلد ہے شاہ زمن ہے

امام ثانی ہے سید لقب ہے
تقی بھی اسم ہے عالی نسب ہے

بیان کرتا ہی سچ اسطرح راوی
مہینہ صوم کا سن تین ہجری

خدا کے فضل سے باہم تھی دو نو
ہوئی پیدا جو شاہنشاہ خوشخو

ہوئے اہل مدینہ سنکے مسرور
کیا تقسیم زر کو حسب مقدور

حریر خلد پر تھا نام لکھا
اوسے جبریل لیکر آپ آیا

پس از حمد خدا نبی ہر دو عالم
محمدؐ کو سنایا ہو کے خرم

حسن کو لیکے حضرت نے بہ آغوش
کہی بانگ اذان آہستہ در گوش

بگوش چپ وہین قامت سنائی
صدا آمین کی ہر جانب سی آئی

در حق امام حسن روایت کردن نظر رحمت حضرت نبی کریمؐ

روایت ہے کہ محبوب خدا نے
محمد مصطفی بدر الدجا نے

حسن کو اپنے شانے پر چڑھایا
زبانکو لیکے خود منہ مین ہلایا

جو اصحاب دیگر بھی موجود تھی وان
کہا حضرت نے اونسے ہو کی خندان

جو تھی دوست اس میرے پسر کو
مین اپنا دوست جانون اوس بشر کو

کہا حضرت سے اکدن فاطمہ نے
حسن کی حق مین کچھ کہتی ہون سنئی

نظر رحمت کی اسکے سمت کیجے
تبرک اپنا کچھ تو اوسکو دیجے

کہا حضرت نے اسے نور بصارت
اسے دی ہے سیادت اور سیرت

نبی کی جا کے خود بالا سے منبر
حسن کے منہ پہ رحمت سی نظر کر

کہا یہ افضل قوم بشر ہے | کہ بلق و بردباری خوب تر ہے
مدینے مین جو ہے مشہور مسجد | وہ مثل کعبہ ہے پر نور مسجد
محمد اوسکے در مین جلوہ گر تھے | کہ اتنے مین حسن کو لوگ لائے
بلا کر آپ نے با صد محبت | بٹھایا گود مین اپنی بہ شفقت
حسن نے دست نازک کو اوٹھا کر | چھوے مو ہاے ریش پاک اونے
نبی نے پیار سے روے حسن پر | دیا بوسہ بہت مسرور ہو کر
غضب ہے ایسے آل مصطفا پر | ستم ہے ایسے ابن مرتضا پر
روا رکھے ستم ملعون کوئی | نجات اوسکی کہو کسطرح ہوگی
عدو ہے حضرت خیر النسا کا | وہ ہے مردود درگاہ خدا کا
عدو ہے وہ جناب مصطفا کا | عدو ہے وہ علی شیر خدا کا

معجزہ امام حسن رضی اللہ عنہ

ہوا اک معجزہ حضرت سے ظاہر | بیان کرتا ہون تا سب ہون ماہر
سفر مین تھے حسن ابن علی ایک | تھا ہمرہ آپ کے ابن زبیر ایک
ہوا اوس باغ مین انکا گذارا | کہ تھا وہ باغ بالکل خشک سارا
ملازم نے حسن ابن علی کے | بچھایا فرش زیر نخل سوکھے
جو تھا ابن زبیر اوس شہ کے ہمراہ | کہا اوسنے کہ اے میرے شہنشاہ
اگر یہ نخل خشک اسوقت تر ہو | چھہارے ہی کھائین ہم لطف دگر ہو
کہا حضرت نے ہنسکے کیا ہے مرضی | چھہارے ہی کھانیکی خواہش ہے تیری
کہا یا شاہ ہے یہ ہی تمنا | ملے تو کھائیے تازہ چھہارا

حسن نے ہاتھ اوپر کو اوٹھائے
مناجاتی ہوئے اور لب ہلائے

وہاں ونکے تھا جو نخل سوکھا
لگے پھل ہو گیا سرسبز سارا

غرض سا جو کہ تھے موجود اوس جا
ہوئی خرمونکو کھا کے خوش بہت سا

شتربان ساتھ کا تھا سخت گمراہ
لگا کہنے عجب جادو ہے واللہ

ابن زبیر مرد فق سے
ہوا یہ معجزہ ابن علی سے

روایت براے بیعت آمدن مردمان

یہ راوی صاحب خبر
ہوا ثابت کتاب معتبر سے

کہ بعد فوت اوس شیر خدا کے
شہ مردان علی مرتضا کے

حسن ابن علی منبر پہ آیا
نہایت لطف سے خطبہ سنایا

کہا اے مومنو ہیہات ہیہات
چھپا خورشید ظاہر ہو گئی رات

علی مرتضے شیر خدا نے
کیا فردوس میں آرام جا کے

پیمبر کی امم کا پیشوا تھا
رہ دین خدا کا رہنما تھا

مجھے بھی آرزو یہ ہے نہایت
کروں کفار بیدین کو ہدایت

رہ بیعت سے وہ راہ دین سی یکبار
ہوئی قیس ابن سعد اول خریدار

لکھا ہی دولت بیعت کو لینے
قریب چل ہزار آدم پھر آئے

غرض وے دن بدن اس کار کی تھی
ترقی دین کے بازار کی تھی

ازاں پس سیکڑوں از خاص تا عام
نے بیعت کو کرکے اہل اسلام

تولد شدن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

لکھوں حال تولد دل ہی کہتا
حسین ابن علی شیر خدا کا

روایت سے ہوا ہے مجکو معلوم / امام ثلث تھا یہ شاہ مظلوم

بہ پنجم ماہ سن از ربع ہجرت / مدینے مین ہوئی انکی ولادت

خبر راوی نے یہ لکھی ہے یہ بھی / سہ شنبہ اور تھی شعبان کی چوتھی

شہید کربلا فضل خدا سے / رہے ہے برج حمل مین چھ مہینے

حسن سے ہفت ماہ اور بست ایام / تھے چھوٹے یہ حسین نیک انجام

علی کو شادمانی تھی یہ دہ چند / محمد بھی ہوئے بس سنکے خورسند

پس از ہفتہ عقیقہ اون کا کر کر / تراشا سر کو اور اوتنا دیا زر

حسین پاک ہے اسم مبارک / لقب سید زکی پایا ہے بیشک

لکھا ہے ایک راوی نے یہ احوال / کہ جب پیدا ہوا شاہ خوش اقبال

ہوا حکم خداوند دو عالم / کہ اے جبرئیل جا دنیا مین اسدم

محمد کو مبارکباد دیجو یہ / وزان پس عذر ماتم اوسکا کیجو

چنانچہ وہ خدا کا حکم لیکر / اوسی دم آئے پس نزد پیمبر

نبی دیتے تھے بوسے پیار کر کر / گلوے پاک و صاف شاہ دین پر

کہا جبریل نے حکم خدا کو / تعجب سا ہوا خیر الورا کو

کہا ماتم کا باعث آج کیا ہے / مبارکباد تو دینا بجا ہے

کہا جبریل نے سر کو جھکا کے / رسول اللہ ختم الانبیا سے

گلا جو چومتے ہو یا پیمبر / چلیگی تیغ قاتل اوسکے اوپر

نہ تم نے فاطمہ ہونگی نہ حیدر / نہ ہوئے گا حسن شاہ دلاور

زمین کربلا مدفن بنے گی / کہون کیا اور لکھنے راز مخفی

یہ بیت سنکے حضرت خوب روئی
گہر اشکون کے مژگانین پروئی

جو تھی حضرت علی اوسوقت موجود
نبی کا غم جو دیکھا حد سی افزود

کہا رونا یہ کیسا وقت شادی
خدا را مجھسے تو کہئے شتابی

سنا تھا جو فرشتی سے نبی نے
مفصل کہدیا وہ سب علی سے

علی نے سنتے ہی اک آہ کھینچی
کلیجے پر لگی گویا کی برچھی

وہانسے آپ اوٹھکے گھر مین آئے
عجائب حال زار اپنا بنائے

جو دیکھا فاطمہ نے حد کا غمناک
قریب آکر کہا یہ ہوکے بیباک

بوقت شادمانی رونا کیسا
یہ تخم غم کا دل مین بونا کیسا

کہا اے فاطمہ دلبند تیرا
حسین مہ لقا فرزند تیرا

شہیدون کا بنیگا تاج و افسر
زمین کربلا پہ زخم کھا کر

خبر جبرئیل نے اسطرح دی ہے
عیان نانانے اوسکے مجھسے کی ہے

سنا خیر النسا نے جب یہ احوال
کیا درد والم نے اوسکو پامال

کہا رو رو کے اوسنے یا الٰہی
مرے معصوم پر اتنی تباہی

لگی رونے ہوئے پر درد وغمناک
حضور بادشاہ ارض و افلاک

کہا یا شاہ جو عالم مرا ہے
خداوند دو عالم جانتا ہے

کہو سب حال مجھ اندوہگین سے
سنا ہے تمنے جو روح الامین سے

کہا خیر البشر نے راست وہ سب
سنا روح الامین سی تھا جو مطلب

یہ سنکر فاطمہ نے رو کے پوچھا
خطا ہے کیا گنہ اس سے خدا کا

کہ اس معصوم پر اتنا ستم ہو
زمین و آسمان کو جسکا غم ہو

کہا پھر خواجہ ہر دو سرا نے — نہیں معلوم کیا سمجھا خدا نے

تو اے جان پدر اتنا نہ اب رو — رضا اللہ کی ہوئی ہو۔ جو ہو

لڑکپن میں نہ آئینگی بلائیں — جوانی میں مگر ہونگی جفائیں

مصیبت اسپہ ہوگی اوس زمانیں — نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے جہاں میں

علی بھی اور حسن بھی اس جہاں سے — چنیں گے جا کے گل باغ جنان سے

یہ سنکر فاطمہ بیکس بیچاری — لگی پھر کرنے دلسے آہ و زاری

بیان کرتی تھے یہ رو رو کے ہیہم — کہ ہے اس بات کا مجکو سوا غم

کرے گا کون تیرا سوگ جانی — کرے گا کون تجہیز نوحہ خوانی

اگر میری بھی ہوتی زندگانی — بچھاتی میں صف ماتم کو جانی

یکایک غیب سے آواز آئی — فرشتے نے صدا یہ نئی سنائی

کہ جب ہر سال آئے گا محرم — مسلمان سب کرینگے اسکا ماتم

سنو اے مومنو اک ماجرا تم — سنو اے مومنو اک معجزا تم

مبارکباد جب جبرئیل لائے — فلک سے بر زمین خرسند آئے

پڑا دیکھا فرشتہ اک زمین پر — غضب نازل تھا اوس اندوہگیں پر

سنی روح الامین نے آہ و زاری — تھی مثل مرغ بسمل بیقراری

قریب آئے تو پہچانا کہا یا رب — تو اتنا کیوں ہے آفت میں گرفتار

کہا فطرس نے اے میرے برادر — کہوں کیا حال جو صدمہ ہے مجھپر

خدا نے کام کو مجھسے کہا تھا — بلا کر حکم خاص اپنا دیا تھا

مگر قسمت نے یہ مجھسے بدی کی — ہوئی اوس کام کے کرنے میں سستی

وہین برق غضب نی اوسکی گر کر
جلائے ایکدم مین میری سب پر

فلک پر کل تلک حاصل تھی عزت
پڑا ہون آج دنیا مین بذلت

کہان جاتی ہو اے روح الامین تم
مجھے لیسلو نہ چھوڑو بر زمین تم

کہا جاتا ہون محبوب خدا پاس
محمد مصطفے حیدر الورا پاس

مبارکباد دینے کو مہ جبین کے
حسین ابن علی شاہ دین کے

کہا کیا ہو جو مجھکو لیچلو تم
بھلا ہو جائے میرا گر کہو تم

سفارش گر کرین حق سے پیمبر
نکل آوین ابھی تن پہ مرے پر

خداوند زمن کا حکم پاؤن
زمین سے اوڑ کی سوئے چرخ جاؤن

وہ فطرس ساتھ ہی روح الامین کے
گیا حجرے مین ختم المرسلین کے

حسین اسوقت تھی گود مین موجود
کہا جبریل نے جو کچھہ تھا مقصود

کہا فطرس سے پھر خیر البشر نے
کہ مل اپنا بدن سب اس پسر سے

ملا فطرس نے پھر اپنے بدن کو
حسین ابن علی کے تن سے خوش ہو

جو پائے اوسنے اپنے بال اور پر
گیا پرواز کرکے وہ فلک پر

سنا جو حال قتل اوس گلبدن کا
حسین ابن علی شاہ زمن کا

تو رو رو کر چرخ پر فطرس پکارا
الٰہی گر مجھے ہوتا اشارا

جو اوسکے قتل کا آہنگ کرتا
مع فوج ملک مین جنگ کرتا

جواب آیا کہ جو واقف نہ تھا تو
مع فوج ملک اب جلد جا تو

مزار شاہ پر جھاڑو دیا کر
سحر اور شام بس زاری کیا کر

ہوا حکم خدا مین کچھہ نہ تھا قاصر
رہا تربت پہ وہ دن رات حاضر

بہت روئی ملایک جسکے غم مین پڑا اک غلغلہ ملک عدم مین
مسلمان اوسکے غم مین کیون نہ روئین ثواب آخرت کسطور کھوئین
خدایا اونکو بس جنت عطا ہو کہ جو روئین شہید کربلا کو

تذکرۂ شہادت دوم حضرت امام حسین علیہ السلام

یہ ام الفضل سے ہے اک روایت کہ تھین وہ دایۂ شاہ ولایت
بیان کرتی ہین وہ آئی جو حضرت ہوا گھر میرا رشک باغ جنت
کیا ارشاد حضرت نے کہ لاؤ جگر گوشے کو تم میرے دکھاؤ
دیا آغوش مین مینے اوسے لا بہت شفقت سے حضرت نے بٹھایا
نہایت خوش ہوئے دیدار سے آپ لگے منہہ چومنے پھر پیار سے آپ
حسین ابن علی ایسے حسین تھے خجل جنسے مہ و انجم مبین تھے
کہون کیا اونکی صورت کا مین نقشا مشابہ تھے محمدؐ سے سراپا
روایت ہے کہ اوس شاہ زمن مین تفاوت کچھہ نہ تھا شکل حسن مین
حدیث اک یہ بھی ہے معروف مشہور کہ جو رکھے پسر کو میرے مسرور
بلاشک دوست مین اوسکو کہونگا شفاعت اوسکی محشر مین کرونگا
نبوت کے گلستان کا ہے وہ گل زمانے کو اوسی سے ہے توسل
لیا حضرت نے جب اوسکو در آغوش بصد لطف و بصد مہر و بصد جوش
شتابی اونکو دیسے اوٹھا کر لیا آغوش مین مینے مکدر
لگے رونے حسین ابن علی خوب ہوئے آزردہ و برہم نبی خوب
کہا اے ام فضل اسطرح سے لے نہو تکلیف کچھہ پیارے کو میرے

نہین خوش آتی مجھکو اسکی زاری — بہت ہوتی ہے دلکو بیقراری
یہی کہتے ہی تھے اوسدم پیمبر — کہ لائے وحی جبریل اوسجگہ پر
کہا حضرت سے کیون تم مضمحل ہو — مگر رونے سے اسکے تنگدل ہو
جدائی دیتے ہین ہم تکو یا شاہ — سر سو بھی نہین ہے فرق واللہ
حسین پاک کا تیغ عدو سے — بھرے گا تن بدن سارا لہو سے
لگین گے تیر اعدا تن پہ کاری — ملیگا ایک قطرہ بھی نہ پانی
جب اوسپر اسطرح کا جور ہوگا — تمہارا اوس گھڑی کیا طور ہوگا
ہوے سنکر محمد سخت غمناک — جگر بھی دل کی صورت ہوگیا چاک
علی احمد جو روئے سنکے یہ حال — اوسی کا دولت عقبیٰ ہے پامال
محمد مصطفےٰ ہون اوس سے خوشنود — دو عالم مین ہوا اوسکی قدر افزود
اسی صدمے سے نالان جانور ہین — اسی آتش مین بریان کل بشر ہین
اسی طوفان مین غرق آب ہے نوح — اسی غم مین خلیل اللہ کی ہے روح
اسی ماتم مین موسے مبتلا ہے — اسی کا رنج عیسے کو بڑا ہے
دل ہراو لیا صد چاک زین غم — قیامت ہے مگر ماہ محرم
اگر حضرت علی روئین بجا ہے — کرین جو فاطمہ ماتم روا ہے
یہ ماتم ہے زمین سے آسمان تک — بشر کیا ہین خبر کروبیان تک

حقیقت دحیۂ کلبی و حال شہادت سوم

سنو دحیہ کی اب مجھسے حقیقت — کہ تھا اصحاب کرتا تھا تجارت
بہت خوشخو تھا بیت خوبرو تھا — خدا سے طین پہ ود مہ بہو تھا

نبی بھی اوسکو رکھتے تھے گرامی — ہر اک حالت مین جو دل رہتی تھی حامی
سفر جب کرکے حضرت پاس آتا — تو کچھ تحفہ وہ اپنے ساتھ لاتا
حسن کو اور حسین ابن علی کو — وہ میوہ دیکھتا تھا کہ کھاؤ
کبھی مسجد مین گہ حجرے کے اندر — چلے جاتے تھے وہ دونو برادر
کنار وحیہ کلبی مین آکر — محمد مصطفیٰ کو شاد پاکر
میان آستین وحیہ گاہے — بڑھا دیتے تھے دونو ہاتھ اپنے
گریبان مین کبھی مسرور ہوکر — تلاش میوہ کرتے تھے وہ اکثر
روایت ہے کہ شکل وحیہ نبکر — انھی جبریل بھی آتے تھے اکثر
قضارا ایک دن جبریل مہتر — نبی پاس آئے شکل وحیہ نبکر
یکایک شاہزادے دونو آئے — جو دیکھا وحیہ کو تو مسکرائے
خوشی سے گود مین جا بیٹھے دونو — یہی کچھ دل مین اپنی سونچی دونو
گریبان مین بغل مین ہاتھ ڈالیں — وہی لایئے کہ کچھ ہم لیکے کھائیں
جو دیکھا مصطفیٰ نے ماجرا یہ — تو سمجھے دل مین اپنے ناروا یہ
ہوا غصے سے چہرا سرخ گلنار — یہ چاہا انکو اب کیجے خبردار
کہا جبریل نے تم کچھ نہ کہنا — یہ ہین معصوم انکو سب ہے زیبا
کہا حضرت نے مین کیونکر نہ بولون — تمہارا بھید لازم ہے کہ کھولون
تمھین یہ وحیہ بلکل جانتے ہین — ابھی بچے ہین کیا پہچانتے ہین
کہا جبریل نے اے فخر آدم — سراسر باعث ایجاد عالم
سنو وہ خاطر اقدس پہ کچھ بار — ہوا ہے اسطرح جیسے تو کبھی بار

کہ اکثر فاطمہ پڑھکر تہجد
گئے ہین سو مصلے پر وہین خود

او سیدم اتفاقاً جاگے سبطین
ہوئے رونے پہ آمادہ ادا ہین

ہوا حکم خداوند دو عالم
کہ جا جبریل دنیا مین اسیدم

خبر لے فاطمہ کی سو گئی ہین
تہجد پڑھکے غافل ہو گئی ہین

نہ رونے پائین یہ لڑکے خبردار
نہو تکلیف مین زہرا اگر فتار

بجا لایا ہین حکم رب اکبر
بہت عجلت سی اوس گھر مین پہنچکر

پکڑکر پالنا اون کا ہلایا
نہ روئے سو گئے آرام پایا

اگر آغوش مین بیٹھی عجب کیا
تمہاری برہی کا ہے سبب کیا

مگر اسبات کی ہے دلکو حیرت
بتا دیجے مجھے یہ سر حضرت

یہ طفلان حسین کیا دیکھتے ہین
گریبان آستین کیا دیکھتے ہین

کہا آتی تھی جب وحیہ یہان پر
تو لاتی تھی ضروری میوۂ تر

نہان کرکے گریبان آستین مین
وہی عادت ہی طفلان حسین مین

یہ سن جبریل نے جو ہاتھ اوٹھائے
انار انگور جنت توڑ لائے

ہوا منظور میوی کو اوٹھائین
خوشی سی دونو بھائی ملکی کھائین

وہین درویش بھوکا ایک آیا
کہا میوہ نہین مدت سے کھایا

مجھی اس مین سی کچھ حضرت دلاؤ
مزا اس میوے کا مجکو چکھا دو

اوسی دینے کو حضرت نی اوٹھایا
وہین جبریل نے سر کو ہلایا

کہا میوہ اسے حضرت نہ دیجی
یہ ہی شیطان بد پرہیز کیجی

حرام اسپر ہین کل جنت کے میوے
مناسب ہی کچھ اسکو سخت کہیی

لعین ناپاک یہ اوس وقت سمجھا | عیان اب ہوگیا سب جہل میرا
گیا محروم میوہ کچھہ نہ پایا | اماموں نے خوشی سے ملکے کھایا
یہ کھاتے تھی نبی سنہ دیکھتے تھے | کہا اوس وقت یہ روح الامین نے
کہ اے سید ترے فرزند زیرک | شہید و نین گئے جائین گے لاشک
حسن تو زہر قاتل سے مرے گا | سفر دنیاے فانی سے کرے گا
حسین ابن علی مقتول ہوگا | خدا کا بندہ مقبول ہوگا
مصیبت ہے شفاعت کا سبب ہے | نجات اہل امت کا سبب ہے

ذکر روایت شہادت سیوم در روایت دوم

مصابیح القلوب معتبر سے | عجائب یہ خبر ہے اسکو سنیے
جنان کا میوہ جب جبریل بہتر | لے آئے پہر سبطین مطہر
بہی تھی سیب تھا اور تھا انار ایک | ہوئی آنے سے اونکی یہ بہار ایک
کہا حضرت نے دو نو بہائیوں سے | پدر کے اور مان کے اپنے آگے
انہین لیجا کے کھانا تم خبردار | مگر نا اسمین دقعا تم خبردار
اوٹھی دو نون یہان سے ادہر اور آئے | ہوئے یون ملتمس ہم میوہ لائے
ازان پس حکم لیکر بے محابا | رکھا کچھہ میوہ باقی اور کھایا
جو اگلے روز پھر کھانیکو آئے | تو وہ پھل ویسے ہی ثابوت پائے
یونہین ہر روز اوس میویکو کھاتے | جو رہتا نصف اوسے ثابوت پاتے
بجا جب فاطمہ کا کوس رحلت | گئین دنیا سے سوئے باغ جنت
انار خلد پھر ہرگز نہ پایا | خدا نے اسطرح سے اوسکو کھویا

شہادت جب ہوئی شیر خدا کی
شہ مردان علی مرتضیٰ کی

بہی جاتی رہی ڈھونڈہی نہ پائی
وہ آک سیب از حکم الٰہی

حسین اوس سیب کو رکھتی تھی ہمراہ
ہوئی جب کربلا مین آب کی چاہ

تو سونگھا او سگھڑی سیب جان کو
تسلی ہوگئی کچھ مرغ جان کو

پیا جب آپنی جام شہادت
ہوا وہ سیب بھی دنیا سے رخصت

مگر اوس سیب کی باقی رہی بو
معطر ہے جو گور شاہ خوش خو

یہ زین العابدین سی ہے روایت
محرم مین جو دیکھے جا کے تربت

وہی آتی ہے بوئی سیب جنت
خدا کی شان خالق کی ہی قدرت

خبر چہارم شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام

بیان کرتا ہون اب چوتھی خبر یہ
سنا ہے مینے قول معتبر یہ

کہ تھی چوتھے برس مین شاہ مظلوم
شہید کربلا مقتول و مسموم

کنار شفقت حیدر الور امین
حصار امن و حفظ مصطفیٰ مین

نہایت شادمان بیٹھی تھی اوس دم
نہ تھا دل کو کوئی اندوہ نی غم

محمد مصطفیٰ خورسند ہو سکے
گلو و رخ کے بوسے رہے تھے

کہ آئے وحی دان جبریل لیکہ
کہا حضرت سے اے حق کے پیمبر

بہت اس طفل کو تم چاہتے ہو
کہا حضرت نے کچھ مجھسے نہ پوچھو

حسین پاک کی گردن مین اک تھا
نشان رشتۂ تعویذ پیدا تھا

پڑی جبریل کی آ او سپر نظر جو
کئی باری ہلایا اپنی سر کو

محمد نے جو دیکھا تو یہ پوچھا
کہ ہے سر کے ہلانے کا سبب کیا

کہا رو رو کے جبریل امین نے تو پوچھو یا محمد حال مجھسے
نشان رشتہ تعویذ گردن جو ہی اس طفل کے ای شفیق من
بخون آلود خواہد بود لاشک سمجھ جاؤ کیا ہی حق نی زیرک
یہ سنکر آپکو اور مرتضی کو ہوا صدمہ نہایت کیا بیان ہو
سنی جو فاطمہ نی یہ حکایت او سیدم روکی برپا کی قیامت

خبر پنجم شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

سنو یارو روایت پانچوین ہے جہان اک سرسری نقش نگین ہے
میان حجرۂ سلطان عالم حسین پاک آئی شاد و خرم
کہا نانا ہمین کچھ عیدی دلوائی لباس نو منگا کر جلد پہناؤ
سحر ہی عید کی دن ہی خوشی کا ہماری دلکو بھی یہ ہے تمنا
سبھی لڑکے عرب کی بن سنور کر بہت بشاش و خوش پھرتی ہین گھر گھر
مگر عیدی نہین کچھ اور درکار نئی کپڑے پہناؤ کرکے تیار
ہوا یہ سنکے حضرت کو بہت غم کہا سنے لائیے پوشاک اس دم
نئی کپڑے نہین اسوقت گھر مین کہ جو پہناؤن شہزادونکی بر مین
اسی فکر و تردد مین تھی حضرت خدا کی بارگہ مین تھے منت بہ
کہ لائی حلہ ہائی خلد جبریل بتائی آپکو پھر اوسکی تفصیل
عجب انداز کے حلے سلے تھے کہ شہزادونکی تن پر ٹھیک نکلے
مگر وہ حلۂ جنت بہم تھا ہوئے خوشدل نہ کچھ دو نور زار
کہا حضرت نی کیون اندوہ گین ہو تم غمین کیون شبر و شبیر ہو تم

کہا امت سے ای محبوب رب کی
منگا دو ہمکو بھی رنگین کپڑے
سفیدان طون کی رنگت ہی ایشا
یہ ضد شبیر کی تھی نے حسن کی
محمد فکر مین آئے یہ سنکر
منگاؤ طشت اور پانی ذرا سا
ملو کپڑونکو تم مین پانی ڈالون
مگر جو انکو ہو منظور خاطر
منگا کر طشت و آب اول حسن سے
کہا حضرت نے جامہ سبز تر ہو
رنگو کپڑے رسول ذوالمنن نے
حسین ابن علی اوس حد مین تھے
جو پوچھا اونسے کیا ہی خواہش دل
کہا ابن علی نے مصطفے سے
رنگو جبریل واحمد نے او سیدم
او نہین پہنا حسین ابن علی نے
لگی جبریل کرنے آہ و زاری
وہین جبریل سے حضرت نے پوچھا
کہا وہ قصۂ قصر و جنان کچھ

ہین ملبوس بدن رنگین سب کی
تمنا ہے دلی کچھ تو بر آوے
کسی صورت نہین مرغوب والا
مگر مشہور ہے ہٹ بالی پن کی
کہا جبریل نے سر اپنا دُھن کر
رنگو کپڑونکو انکے بے محابا
نچوڑو انکو تم مین دیکھون بھائون
رنگو ویسے ہی کپڑے ہوکے ماہر
یہ پوچھا کیسے رنگت کی ہون کپڑے
خجل اوس سی مگر طوطی کا پر ہو
کیا زیب بدن اونکو حسن نے
حسن بھائی سی اپنی سن مین چھوٹے
ہی طبع پاک کس رنگت پہ مائل
مرے کپڑونکی رنگت سرخ ہووے
نہایت دل مین اپنی ہوکے خرم
پسند طبع کرکے کس خوشی سے
ہوئی دلکو نہایت بیقراری
خوشی مین آج رونیکا سبب کیا
نہین ہے یاد تمکو مہربان کچھ

تب معراج مین چرخ بہرین پر — گئے تھے آپ جسدن اے پیمبر
نظر آتی تھے جنت مین محل دو — برنگ سبز و سرخ ای شاہ خوشخو
وہین پر آپ نی پوچھا تھا مجھسے — یہ ہین دونون مکان عمدہ کسکے
کیا تھا اے پیمبر عرض مینے — رہین گے انمین تیرے دونون بیٹے
اسی باعث سی انکو ای جہاندار — پسند آئی ہین کپڑے سبز و گلنار
اثر سے زہر کے بعد شہادت — حسن کے تن کی ہو گی سبز رنگت
حسین ابن علی کا روے انور — لہو سے ہو گا بعد قتل احمر

روایت دیگر

شواہد مین لکھی ہے یہ روایت — زبانی عائشہ کی فی الحقیقت
کہ اکدن پاس محبوب خدا کے — اخی جبریل بھی بیٹھے تھے آکے
کہ آئے حجرے مین شاہ شہیدان — کہا جبریل نے اے شاہ شاہان
بتاؤ مجکو یہ کسکا پسر ہے — کہا حضرت نی یہ میرا پسر ہے
اخی جبریل نی یہ سنکے جلد ہی — بچشم غور دیکھی شکل اوسکی
کیا اول تو اوسکو پیار بیحد — کہا با صد فغان باز از محمد
کرین گے قتل اسے اشخاص ناپاک — یہ سنکر خوب روئی شاہ لولاک
کہا پھر ای اخی ہین کون دشمن — کہا امت کی تیرے لوگ بدظن
بجانو تو بتا تمکو بتاؤن ہاہا — زمین کربلا کی خاک لاؤن
اوسیدم کربلا کی خاک لاکے — محمد مصطفے کو دے جتاکے
رکھو محفوظ اسی شیشے کے اندر — کہو دیتے ہین ہم تمسے مکرر

حسین ابن علی جب قتل ہو گا | او سیدن سرخ ہو گا رنگ اسکا
رکھا شیشے مین خاک کربلا کو | ہوا صدمہ نہایت مصطفےٰ کو
کہین وہ خاک ہو سرمہ سی بہتر | پڑا ہے جیسے خون پاک سرور

روایت دیگر

روایت اب جو کہتا ہون مغموم | وہ ہی کنز الغرائب مین بھی مرقوم
اک اعرابی بہادر خوب صورت | شکار افگن نہایت پاک طینت
پکڑ کر بچہ آہوے صحرا | لے آیا پیش شاہ دین و دنیا
حسین ابن علی حاضر تھے اوسجا | کہا ہم لینگے اس بچے کو نانا
دیا حضرت نے وہ بچہ حسن کو | خبر پہنچی حسین خستہ تن کو
حسین ابن علی سنتے ہی آئے | رسول اللہ کی خدمت مین پہنچے
ہوئی یون ملتمس شاہ خوشخو | دیا بچہ ہرن کا کیون حسن کو
مجھے بھی ایسا ہی بچہ منگا دو | نہین اسکو بھی جنگل کو بھگا دو
تسلی اونکی کرتے تھے پیمبر | مگر تھے دلمین کچھ حیران و ششدر
کہ بچہ دوسرا لاؤن کہان سے | جو ہو لن مین سرخ رو اس خستہ جان سے
غضب ہوگا اگر رونے لگے گا | تہ و بالا ابھی ہوگا زمانا
یکایک اہل مسجد نے کیا غل | لگے سب دیکھنے کیسا ہوا غل
کہ دیکھا نا وہ آہوئی چالاک | چلی آتی ہے سوئے شاہ لولاک
بگدہے دوسرا بچہ بھی ہمراہ | قریب آکر کہا حضرت سے یا شاہ
مری بچے تھے دو فضل خدا سے | کسی آہو کے تھے ویسے نہ بچے

شکاری ایک بچہ لے گیا تھا
مجھے وہ داغ اوسکا دے گیا تھا

یہ بچہ دوسرا جو رہ گیا تھا
یہی تھا زیست کا میرے سہارا

ابھی مین چاہتی تھی دودہ اسے دون
ندا آئی یکایک غیب سے یون

اسے لیکر بہ تسلیم و رضا تو
محمد مصطفے کے پاس جا تو

حسین آگے محمد کے کھڑا ہے
طلب بچے کی اوس سے کر رہا ہے

فرشتے دیکھتے ہین سب تماشا
پہنچ جلدی کسی صورت سے اوسجا

اگر گریہ کنان وہ طفل ہوگا
نہ تو ہوگی نہ یہہ بچہ نہ دنیا

ملایک بھی کرینگے آہ و زاری
بڑی ہوگی زمانے مین خرابی

غرض وہ مادۂ آہو شتابی
مسافت کرکے سطے اوسجا پہ پہنچی

اگر روتے حسین آتی خرابی
ملک بھی کرتے فوراً آہ و زاری

ہوئے اصحاب حضرت شاد و خرم
لگے کرنے وہ یاد رب عالم

محمد مصطفے نے بھی بہ شادی
اوسے اور اوسکے بچے کو دعا دی

حسین اوس بچے کو لیکر اوسیدم
گئے مان پاس اپنے شاد و خرم

محبوا سقدر رتبے ہون جسکے
محبو جو ہون احمد کے نواسے

ملایک جنکی غم مین مبتلا ہون
فدا جنپر علی مرتضے ہون

اونھین دنیا کے خاطر اہل دنیا
کرین مقتول ہے رونیکی یہہ جا

غضب ہے یعنی محمد جسکے بوسے
ہین اوس رخ پہ ہے ہی خونکے قطرے

روایت دیگر

سنو منقول ہوا از ابن عباس
کہ آئین فاطمہ روتی نبی پاس

کہا جان پدر روتی ہی کیون تو — کہا اسواسطے ایستادہ خوش خو

مری دلبند دونون آج تنہا — گئی ہین سیر کرنے سوئی صحرا

نہین اسدم علی مرتضی بھی — جنھین بھیجون خبر لینے کو اونکی

یہ سن حضرت نے خالق سے دعا کی — کہ تو مالک ہی اونکا میری والی

اگر صحرا مین ہون دونون یہ اور — نہ آئے کوئی آفت اونکے سر پر

وگر دریا مین ہون وہ دریکتا — نکال اونکو سلامت حق سے ربا

کہ لیکر وحی کو جبریل لائے — تسلی کے بہت کلمے سنائے

کہا حق کی طرف سے وان ہین حاضر — فرشتے دو نگھبانی کی خاطر

نہ کھائین رنج حضرت آپ اتنا — کہ ہے اونکا نگھبان حق تعالے

غرض پہنچے جو حضرت مصطفے وان — تو دیکھی آپنے شان خدا وان

کہ ہی اوس دشت مین اک پر فضا جا — کھڑے ہین اوس مین دونون ماہ سیما

فرشتے دو ہین استادہ چپ و راست — نہین ہی جھوٹ آمین ہی یہ سب راست

حسن کو آپنے جا کر اوٹھایا — ملک نے دوسرے کو سر چڑھایا

مگر خلق خدا یہ دیکھتی تھی — اوٹھائی ہین نبی نے دونون بھائی

ابو ایوب انصاری نے جا کر — کہا حضرت سے اے حق کے پیمبر

مجھی انمین سے دیجے ایک لڑکا — کہ ہو جائے تمہارا بوجھ ہلکا

اگر لیلونگا مین انکو در آغوش — غم دنیا و دین ہوگا فراموش

کہا حضرت نے اوسنے ہنسکے ای یار — نہین ان کمسنون کا بوجھ کچھ بار

نجابت انکی یون ہی اس جہا نمین — کہ جیسے شمع روشن ہو مکانمین

خدیجہ جدہ ہین نانا پیمبر — پدر ہے شیر خدا زہرا ہین مادر
علی احمد اگر دفتر ہو کونین — نہ لکھی جائین اوسیر وصف سبطین
مناسب ہی کہ لکھ احوال کچھ اور — اسے اب چھوڑا دینین دیکھی کر غور

احوال حضرت امام حسن مع شہادت وجواب وسوال از امیر معاویہ

لکھی ہے ایک راوی نے روایت — نہیں ہے جھوٹ سچ ہے فی الحقیقت
زمرگ حیدر کرار وجرار — ہوا جو شام کا حاکم جفا دار
پچاس اور دہ ہزار اشخاص لیکے — چلا ملک عراق خاص سینے ہو
حسن اس حال سے ہو کر خبردار — قریب چل ہزار اشخاص جرار
لکھا راوی نے ہے ہمراہ لیکر — چلے آئے زشہر کوفہ باہر
جہان پر عبد رحمان کا تھا دیر — وہین لشکر حسن کا آکے ٹھہرا
ازان پس قیس ابن سعد جرار — بنا دہ دو ہزار آدم کا سردار
غرض پہنچی بساباط مدائن — توقف کچھ کیا اوس جا پہ لیکن
توقف سے یہ سمجھے اہل لشکر — نہین لڑنیکے اوس سے ابن حیدر
کہا کرتے تھے اکثر شاہ دیندار — نہین پر خاش سے مجکو سروکار
مری شایان نہین اس کا سرانجام — کرونگی نیکی کہ میرا ہی حسن نام
یہ دل مین سوچکر اشخاص لشکر — ہجوم آور دہ و بر ہم سراسر
جو تھا اسباب ہمراہی وہ لوٹا — یہان تک ایک تنکا بھی نہ چھوڑا
دہ مسند جسپہ خود بیٹھے تھے حضرت — وہ چادر جسکو خود اوڑھے تھے حضرت

سراپردی مین گھسکر وہ بھی لیلی پہ ... کمر غارتگری پہ ایسی باندہی

غرض ابن علی اسوار ہوکر ... مدینے کو چلے ہشیار ہوکر

قبیصہ کا تھا اک جراح بیٹھا ... میان رہ کمین گہ مین تھا بیٹھا

نکل کر اوسنے وانسے ایک خنجر ... لگا یاران پاک شاہ دین پر

لگا اسطرح کا خنجر وہ کاری ... ہوئی پس ران کی ہڈی بھی زخمی

جو تھی اک یار حضرت عبد بن فضل ... بہادر تھے نہایت عبد بن فضل

اونھون نے چھین کر جراح پہ سے ... ہزارون ہی کیے خنجر کے ٹکڑے

حسن ابن علی آکر او سید لن ... بقصر ابیض شہر مدائن

رہے آکر کیا اپنا مداوا ... گئی دنمین ہوا وہ زخم اچھا

معالج تھے کئی جراح کامل ... کیا انعام دیکر اونکو خوشدل

لئے جب آزما کوفی حسن نے ... کہا پھر اوسے یہ افسوس کرکے

پدر سے یون کیا مجھسے کیا یون ... غرض بقول مین سب کوفی دون

بہت سو انسے جو آزار کھینچے ... ہوا دل سرد شہ کا کوفیون سے

کئی جا کر صلح خاص از حاکم شام ... حسن سے کوفیون سے ہوکی تا کام

جو آپس درمیان مین چند شرطین ... نہایت طول ہے اونکو جو لکھین

مگر آپس مین ملکے کوفیون نے ... بہت کی فتنہ انگیزی حسن سے

علی کچھ بھی نہ او نیر اونکی قدرت ... منہ لعن مروان نے کہا کی نصرت

حسن ابن علی با فوج جرار ... چلے آئے مدینے مین سبکبار

خبر یہ ہے کہ اکدن در مدینہ ... علی ابن بشیر بافتنہ

حسن کے پاس آئے اور کہا آہ — تمہین لازم نہ تھا یہ ای شہنشاہ

کہ ملک شام کے حاکم سے جا کر — ملو تم اے شہنشاہ دلاور

کہا سنکر کہ رہ خاموش اے یار — بہت ہین صلح کرلینے مین اسرار

ترا تو سیم و زر سے گھر ہے پر نور — مرا سینہ ہے راز حق سے معمور

غرض یہ صلح سے تھی لے فداؤن — نہووی تا تلف نقد دل و جان

مری باعث نہ جائین ماری احباب — رہین امن و امان مین ساری احباب

تجھی معلوم ہے کوفے کا احوال — کیا جو کوفیون نے مجھسے فی الحال

کیا خیمہ مرا غارت سراسر — لگا یاران پر ایک تیز خنجر

علی کو مسجد کوفہ مین گھسکر — شہید وہین کیا داخل سراسر

توقع کیا ہے ان بدگوہرون سے — بچائے رب مجھے انکے شرون سے

قسم کھا کر خدا کی ہون یہ کہتا — اگر مین شام کی حاکم سے لڑتا

شجر اور کوہ میرے ساتھ ہوتے — بڑے انبوہ میرے ساتھ ہوتے

کسی صورت نہ پاتا فتح او سیر — تلف ہو جاتا میرا سارا لشکر

نہ آئے گر یقین اے یار تمکو — دلیل اسپر ہے خواب احمد کا سنلو

مجھے ہے یاد خواب مصطفے کل — بیان کرتا ہون اوسکو بی تامل

بظاہر سوتے تھے باطن مین بیدار — دکھایا اونکو حق نے ایک اسرار

کہ از قوم امیہ چند افسر — او ترتے چڑھتے ہین بالائے منبر

محمد نے جو ایسا خواب دیکھا — خطر کچھ خاطر اقدس مین آیا

اوسیدم آگے جبریل امین سنے — سنائے انا اعطینا کہ آئے

کہ یعنی جو ہوئے شہر ین اک ارم کی ۔ ہے کوثر نام اوس کا مجھکو بخشی

پھر اوترا سورۂ فی لیلۃ القدر ۔ کہا احمد سے اے کونین کے بدر

کہ ہست این شب زالف شہر بہتر ۔ مراد از الف شہر نیست بنگر

کہ ہے ملک امیہ کی درازی ۔ مثال الف مہ کہتا ہے راوی

ہوئی تھی صلح کو بس چند ایام ۔ پھر اقوال وقسم سے حاکم شام

ہوئی سب شامیونکی مصلحت یون ۔ امام المتقین کا کیجئے خون ہا

دغا سے زور سے جسطرح ہووے ۔ حسن ابن علی کو قتل کیجے ہا

کیا اول اونھون نے ایک یہ شر ۔ سنین سب دوستداران پیمبر

کہ تھے بصرے مین جتنے باقی شر ۔ اونھین یہ ورغلانا سب کی جا پر

حسن ابن علی کے جو ملازم ۔ یہان بصری ہین جہین مدت سے قایم

اونھین شب خون جا کر قتل کیجے ۔ نہ زندہ ایک کو بھی جانے دیجے

غرض سب اہل بصرہ بانی شر ۔ بجا حکم اونکا لائے سر جھکا کر

لڑے ابن علی کے نوکروں سے ۔ چنانچہ ہشت وسی اونمین سے مارے

رہے جو باقی وہ پہنچے مدینے ۔ کہی رو کر حقیقت شاہ دین سے

سنی جب شامیونکی بیوفائی ۔ کہ یون بیوجہہ کی آکر لڑائی

یقین جاتا رہا اونکی قسم کا ۔ ہوا دل مضطرب شاہ امم کا

جو پایا آپنے دل تنگ اپنا ۔ کیا سوئے دمشق آہنگ اپنا

عزیزون مین نہ تھا جز پاس ہمراہ ۔ ہوئے عبد اللہ بن عباس ہمراہ

اتر نے جس جگہ ابن علی تھے ۔ بجالاتے تھے خدمت لوگ ولسے

یہان تک شہر موصل مین گئو آپ | معہ ہمراہیان اوسمین رہے آپ
رئیس اوس شہر کا تھا عم مختار | خدا دان مرد مومن خوب ہشیار
ہوا حضرت کی آنیسے جو آگاہ | بہت سی تحفے لیکر اپنے ہمراہ
گیا فی الفور خدمت مین حسن کی | بہت کی آبرو شاہ زمن کی
دی تحفے ہوا تو یان کہا یون | زہی قسمت زہے بخت ہمایون
قدم آئے جو اسجا پر تمھارے | چمک پر ہین مری طالع کی تارے
غرض پھر چند دن کی بعد حضرت | ہوئی سوئی دمشق اوسجا سی رخصت
گئی حاکم سے کہہ سن حال سارا | ہوئے سوئے مدینہ پھر روانا
چنانچہ شہر موصل مین پھر آکے | رہی گھر مین اک اپنے آشنا کے
مگر حضرت نے یان آنیسے پہلے | جتا رکھا تھا اوسکو شامیون نے
کسی صورت حسن کو زہر دینا | تغافل وقت پر کرنا نہ اصلا
اگر بن آئیگا یہ کام تجھسے | بہت خوش ہوگا شاہ شام تجھسے
تجھی دینار و دولت خوب دیگا | تو نگر ایک ساعت مین کریگا
غرض وہ کافر ملعون زناکار | ہوا دنیا کا دین کھو کر طلبگار
ہوا خوش آنے سے سبط نبی کے | طعام تحفہ پکوا کے کھلانے
اوڈان پس کی یہ اوسنے بدشعاری | دیا زہر ہلاہل تین باری
ہوئی ہر بار طبع پاک بیمار | دعا مانگی تو صحت پائی ہر بار
ہوا فضل الٰہی سے نہ اصلا | موثر زہر دینا اوس لعین کا
لکھا نامہ شتابی شامیون کو | یہ کیسا زہر تھا کچھ حال لکھو

دیا کھانی مین شہ کو بینے سہ بار
گیا نامہ پڑہا سب کوفیون نے
کہ ہمراہ شتر اسوار عاقل ہا
اگر اسکا پڑے دریا مین قطرا
حسن کو دیجیو یہ زہر قاتل
شتر اسوار لیکر زہر و نامہ
غرض اک نخل کا دیکھا جو سایا
اوٹھا دردا اور ہوا یکبار بیہوش
مہار اشتر ملعون اظلم
نہ بھاگا رہ گیا استادہ اوس جا
ملازم اک حسن ابن علی کا
جو دیکھا اوسنے آنکھون سے یہ عالم
تک دوکی تو پایا مال مردود
اوسے لا کر دیا شاہ زمن کو
پڑہا جو آپنے اوس خط کو وا کر
نہ جانے تا کوئی راز نہان کو
ولیکن پڑہتی ہی اوس خط کی اک بار
جو تھی حاضر کہا سب نے کہ یا شاہ
کہ یہ خط آپکو کسنے لکھا ہے

اثر کچھ بھی کیا اوسنے نہ زنہار
جواب اوسکا لکھا سب کوفیون نے
پہنچتا ہے تمھین زہر ہلاہل
تڑپکر مچھلیان مرجائین صد ہا
نہو جانا خدارا اس سے غافل
ہوا موصل کے جانب کو روانہ
اوتر کر اونٹ سے وان کھانا کھایا
کہا گرگ بیابان نی اوسے نوش
بندہی تھی نخل صحرا سے جو محکم
سنو اب دوسرا ایک اور قصا
کسی جانب سے وانپر آ کے پہنچا
شتر کو نخل سے کھولا او سیدم
خط مہری و شیشہ زہر آلود
تعجب سا ہوا حضرت حسن کو
مصلے کے تلے رکھا چھپا کر
ندامت ہوگی میرے میزبان کو
ہوا غصے سے روئے پاک گلنار
ہمین بھی کیجے اس سر سے آگاہ
یہ شیشہ زہر کا کیون یان دہرا ہے

بہت بیک بیک کے سینے سے پھر آیا
جواب اک بات کا لیکن نہ پایا

حدیث مصطفےٰ پڑھتے حسن تھے
کہ تا خاموش ہون سب لوگ سنتے

یہ موقع پاکے سعد موصلی نے
نکالا خط مصلے کے تلے سے

نگاہ پاک حضرت کی بچا کر
پڑھا اوس خط کو بالکل اوسنے وا کر

ہوا غصے سے مثل بید لرزان
کہا حضرت سے مین ہون تیرے قربان

اگر ارشاد ہو تو مین زبان کو
بلا کر پوچھون اس راز نہان کو

کہ کیا ہے تجکو شہ سے بدگمانی
بنا ہے تو جو اون کا خصم جانی

کہا حضرت نے سعد موصلی سے
نکر شرمندہ اونکو جانے بھی دے

نہ مانا سعد نے پوچھا بلا کے
کہ کیا تجکو عداوت ہے حسن سے

اونھون نے تجکو کیا صدمہ دیا ہے
کبھی کچھ چھین کر تیرا لیا ہے

دیا پہونچا ہے صدمہ مصطفےٰ سے
کہ ہے نالان علی شیر خدا سے

کہا احمد کو مینے خواب مین بھی
کبھی دیکھا نہین تا زیست اپنی

بھلا پہنچا ہے اونسے مجکو کیا رنج
بیان کرتا ہون تجھسے بی کشش و پیچ

علی شیر خدا کا تھا مین نوکر
کرم کرتے تھے وہ مجھپر سراسر

ہوا پھر سعد با ایمان غضبناک
کہا سن تو سہی او خوک ناپاک

دیا کیون زہر شہ کو تین باری
یہی تھا حق شرط دوستداری

لکھا کیون شامیون کو حال سارا
کہو اب کیا کرون عالم تمہارا

ہوا وہ دشمن دین صاف منکر
کہا واقف نہین مین کیا ہے یہ شر

ادسے پھر سعد اسعد نے پکڑ کر
زدہ ایسا کہ فوراً ہی گیا مر

چنانچہ شہر موصل سے سلامت
عضارا ایک رومی کی کنیزک
بہت چالاک دلالی کے فن مین
وہ آئی اکدن مروان کے گھر مین
سنی مروان نے جو آواز اوسکی یا
الگ چل تو کہون اک راز تجھسے
بخوبی گر تو کر دیگی مرا کار
قبول اوسنے کیا کہنے کو اوسکے
لعین سنتے ہی بولا بے محابا
کہا اوسنے کہ ہان جاتی ہون اکثر
کہا پیغام سے اور جلد جا تو
کہ اے جعدہ جواب ہی حاکم شام
سنا ہے جبسے تیرا حسن جانان
شنوگی سے تمھارے زندگانی
یہ لکھکر اپنے جانب سے تو کہنا
اگر پیش یزید اسدم تو جائے
ملے دولت تجھے اور جاہ و حشمت
جو جعدہ سنکے خوش ہوا اور رضی
یہ سنتے ہی چلی دلالہ یان سے

مدینے مین رہے پھر آکے حضرت
کہ تھا اسعو نیہ نام اوسکا بیشک
پھر اکر ڈھونڈتے گھر گھر مرد و زن مین
سمجھکر یہ کہ اوس سے چلکے پوچھین
کہا تھی جستجو خود مجکو تیری
مگر یہ شرط ہے افشا نہ ہووے
ہزار اوسوقت دونگا تجکو دینار
کہا ہرگز نہوگا ایسا مجھسے یا
حسن کے گھر مین تو جاتی ہی ہے بلا
ترا مطلب ہے کیا مجھسے تو بیان کر
کسی صورت سے جعدہ کو سنا تو
تری پاس اوسنے یہ بھیجا ہے پیغام
بہت ہی دیکھنے کا دل کو ارمان
جمال اپنا دکھاؤ یار جانی
قسم دیتا ہون تجکو چپ نہ رہنا
کہا تو آدمی سے شہزادی بناے
عراق و شام کی پائی حکومت
تو دون انعام و خلعت تجکو بھاری
گئی گھر مین حسن ابن علی کے

حسن ابن علی اوسدن مختار ا — گئے تھے سیر کرنے کو کسی جا
اکیلی گھر مین خود جعدہ تھی بیٹھی — چلی آئی یکایک واں پہ کٹنی
بلائین پہلے لین باتین بناکر — پھر آئی اپنے حرف مدعا پر
کہا بلکل یزید خسد کا پیغام — سنا جعدہ نے جسدم زر کا پیغام
طمع زر کی ہوئی غالب جو اوسپر — کہا اوس سے یہ اپنے ہوکے خوشتر
کہ ملک و مال کا ہونا بھلا ہے — حسن مفلس بچارے پاس کیا ہے
کہا دلالہ سے ہو ہو کے مسرور — جو تو کہتی ہے وہ مجکو ہے منظور
یہ سن دلالہ مروان پاس آئی — حقیقت اوس لعین کو سب سنائی
لعین سنکی ہوا خوش اور خرم — کہا پھر جا تو اوسکے پاس اسیدم
یہ کہنا ہے حسن جب تک کہ زندہ — نہ بر آئے گی کچھ دلکی تمنا
کہا کٹنی نے جب پیغام اسطور — جواب اوسکو دیا جعدہ نے فی الفور
کروں کیونکر ہلاک ابن علی کو — بجا لاؤں مین اوسکو تو کہے جو
غرض مروان نے لیکر زہر اندک — دیا دلالہ نے جعدہ کو بیشک
ہوئی قتل حسن پہ جعدہ طیار — برا اچھا نہ سوچی کچھ ستمگار
ملاکر شہد مین زہر ہلاہل — دیا ابن علی کو بنکے قاتل
اوٹھا درد شکم شدت سی یکبار — بیاپے قی لگا کرنے وہ بیمار
غرض کاٹی وہ شب کیا کہیے کیونکر — سحر کے ہوتے ہی بیتاب و مضطر
حسن اوٹھکر گئے دار الشفا مین — کہ یعنے روضۂ خیر الوریٰ مین
ملا چوکھٹ سے سب اندام اپنا — نکالا حسب مرضی کام اپنا

ہوئی صحت گئی سب سم کی تاثیر — ہوئی جعدہ سی بدظن اور دلگیر

پھر اوسکی گھر گیا بھی نہ کھایا — لگی جب بھوک تھا سم سے منگایا

خود اپنے ہاتھ سے قاسم کی مادر — پکاتی اور کھلاتی شہ کو جاکر

کبھی بھائی کے اپنے گھر سے منگوا — حسن کھاتے تھے صبح اور شام کھانا

جو گذری اسطرح سے ایکمدت — گئی پھر خانۂ جعدہ مین حضرت

کہا اوسنی کہ کچھ تازی چھہارے — رکھے ہین گھر مین حصے کی تمہارے

اگر کھانی کو دل چاہے تو لاؤن — کہا حضرت نے لا جلدی سے کھاؤن

گئی فوراً اہی جعدہ ہوگی خوشدل — چھہارونمین ملایا زہر قاتل

اگرچہ تھی وہ خشک و تر چھہارے — لے آئی خوانمین رکھکر چھہارے

کہا حضرت نے اوس سے تو بھی کچھ کھا — مناسب جانکر بولی وہ اچھا

غرض جو تھی چھہاری زہر آلود — کھلائے وہ حسن کو ہو کے خوشنود

جو اچھے تھے نشانی کر چھہارے — اوٹھا کر خوانسے وہ آپ کھائے

ہوئی طبع حسن فوراً گسلمند — ہوا جعدہ کا دل مسرور و خورسند

غرض غصے مین آکر ابن حیدر — اوٹھی اور اپنے گھر مین آئے مضطر

تڑپتے اور قے کرتے ہی کرتے — وہ شب کاٹی حسن کے دشمنوں نے

سحر ہوتی ہی گھر سے گرتے پڑتے — گئے روضے مین حضرت مصطفے کے

کہا یا جد بہت بیمار ہون مین — نہایت مضطر و ناچار ہون مین

کرو رحمت کی اب مجھپر نظر تم — کہ فضل رب سے ہو خیر البشر تم

ہوا سیدم از طفیل روح احمد — گیا آزار صحت پائی بیحد

کہا حضرت نی پھر جعدہ سے آکر | کہ تیرے گھر مین کل خرمونکو کھاکر

کھون کیا ہین جو کچھہ صدمہ اوٹھایا | سبب اوسکا کھلا لیکن نہ اصلا

یہ سنکر جعدہ نی تیوری چڑہائی | ہوئی غصے نہایت کی رو کھائی

کہا یا شاہ میری کیا خطا ہے | بھلائی کرنی کی یہ ہی سزا ہے

چھوہارے تازے تمکو کل کھلائے | تمھارے ساتہ بیٹھے خود بھی کھائے

نہین معلوم یہ کیا ماجرا ہے | خداوند دو عالم جانتا ہے

ہوی غصے حسن یہ بات سنکر | اوٹھی فرق مبارک اپنا دہن کر

کہا ہے رب عجب ہین سخت ایام | بہت برہم ہوا ہی اب مرا کام

سفر مین بہین آتا نہ گھر مین | بھرے رہتے ہین آنسو چشم تر مین

الہی کیا کرون جاؤن کدہر مین | نہین ہون حال سے اپنے خبر مین

تمہاری دوستی سنے دشمنی ہے | ولیکن میرے جی پر آبنی ہے

یہی کہتی ہوئے باہر کو آئے | عزیز و اقربا اپنے بلائے

کہا مین دو برس سے اے عزیزان | وطن مین رہتا ہون رنجور و نالان

نہین آب و ہوا اچھا نکی وراس | حیات اپنی سے ہے بالکل مجھے یاس

مناسب ہی سفر یا شے کرون مین | کوئی دن جاکے موصل مین رہون مین

غرض ہمراہ لیکر اک جماعت | ہوی موصل کی جانب آپ رخصت

زبس رکھتے تھے الفت ابن عباس | گئے ہمراہ حضرت ابن عباس

جو پہنچا شہر موصل مین وہ رنجور | ہوئی سب دوست سنکر شاد و مسرور

عدو اوس شہر مین ہی تھے جتنے | ہوئی رنجیدہ دل آنے شہ کے

بیاں کرتا ہے اب اسطرح راوی — کہ تھا اک شخص نابینا حرامی
لکھا ہے یہ ہے دمشق اوسکا تھا مسکن — وہ اہل بیت کا تہا ویسے دشمن
سنا اوسنے حسن موصل میں آئے — ہوا خوش وہ لیے منصوبے بنائے
کہ آیا ہے ترے دشمن کا بیٹا — تو چل اوس سے آجکل لے اپنا بدلا
ہماروں جب تلک راضی نہیں میں — یہ ہے بہتر کہ جا بیٹھوں کہیں میں
دغا سے ماروں کوئی نہ جانے — مزاحم کون ہوگا بعد اوس کے
کروں میں دوستی میں کار ایسا — نہو دشمن سے بھی زنہار ویسا
عصائے آہنی تھا پاس اوسکے — نہایت تیز برچھی کی انی سے
اوسے ہمراہ لیکر اپنے اندہا — چلا گھر سے یہاں موصل میں پہنچا
ملا ابن علی سے آکے ظالم — بنائی دوستی کی اوسنے قائم
کہا میں بھی غلام باوفا ہوں — تمہاری زندگانی چاہتا ہوں
حدیث و وعظ حضرت سے اکثر — کیا کرتا تھا زاری وہ ستمگر
نماز پنجگانہ بھی ہمیشہ — پڑھا کرتا تھا ساتھ اونکے وہ اندہا
مگر یہ فکر تھی جو گھات پاؤں — عصا اعضائے شہ میں میں لگاؤں
چبھے گی گر عصا کی نوک تن میں — رہے گی پھر نہ جان باقی بدن میں
لکھا ہے ایکدن فرزند حیدر — نماز شام مسجد میں ادا کر
در مسجد کی دکانوں میں جو وہ ماہ — ہوئے جلوہ فگن آکے بصد جاہ
جو دہنا پاؤں تھا اوسکو اوٹھا کر — رکھا حضرت نے اپنے بائیں پیر پر
ہوئے مشغول پھر باتوں میں ناگاہ — لگے سنے جو تھے حضرت کے ہمراہ

کہا اوس اندھے نے مسجد سے نکل کر ۔ دعائیں شہ کو دین دے سے سراسر
عصا کو جا بجا ٹیکوں میں زمین پر ۔ پڑی نوک اوسکی پائے شاہ دین پر
جو سمجھا وہ پڑی یہ پشت پا پر ۔ کیا داخل تہ زور اوسنے عصا پر
سنان کے لگتے ہی حضرت نے ناگاہ ۔ دل پر درد سے کھینچی بس اک آہ
لگا جو پشت پا پر زخم کاری ۔ ہوا اوس زخم سے پھر خون جاری
ورم بھی ہو گیا شدت کا پیدا ۔ گری حضرت ہوا دلکو وہ صدما
جو تھے عبداللہ بن عباس غازی ۔ انھوں نے شہ کی یہ حالت جو دیکھی
کیا یہ قصد اندھے کو پکڑ کر ۔ لگا دوں ان ایسے کوڑے مرجائے یہ مر
کہا حضرت نے جانے دو نہ مارو ۔ اسے کچھ بھی نہ تم اسدم سزا دو
قیامت میں یہ اندھا ہی اوٹھے گا ۔ خدا پوچھے نہ یہ کافر کیے کا
جو ہیں عبداللہ نے اسکو چھوڑا ۔ ہوا پوشیدہ نظروں سے وہ اندھا
لگا جو درد کرنے پاؤں سارا ۔ تو فرمایا یہ شہ نے سب سے محابا
وطن کو چھوڑ کر آیا تھا اسجا ۔ کہ دیکھوں گا نہ ظلم و جور اعدا
جدھر جاتا ہوں دیتے ہیں ستمگار ۔ مجھے صدمے پہ صدمہ اور آزار
بلایا آخرش جراح کامل ۔ کیا زخم دیکھ اوسکو شاد و خوشدل
دل شہ پر تھا گو شدت کا صدما ۔ بیان اوس سے کیا کل حال اپنا
سنان زہر آلود اک عدو نے ۔ لگائی پشت پا پر میرے آکے
بڑا ہی مدعی کا کام ہے یہ ۔ مجھے تو موت کا پیغام ہے یہ
کہا تب سعد اسعد نے کہ یا شاہ ۔ نہ چھوڑونگا میں اوسکو شہ واللہ

اوسے چھڑوا دیا تا حق کو تمنے
کہا حضرت نے پاویگا سزا وہ
خدا کو میں نے اپنا کام سونپا
جو تھا جراح کامل مرد ہشیار
دوا کرنے لگا مرہم لگایا
مگر تھے لوگ سب اس جستجو میں
مگر وہ یحییا ایسا چھپا تھا
لکھا ہے بعد چودہ نکلا پانسے
اوسے دن اتفاقاً گھر سے عباس
جو دیکھا آپنے کور لعین کو
لپک کر ہاتھ سے اوسکی عصا کو
لگایا تھا جو غصے سے عصا کو
اندھا اس پس آپکا پایا جو اندھا
ادھر تھا قتل شقی کا شور اور غل
غرض مختار نے اور سعد نے آ
ہوئے سوئے مدینہ شاہ رخصت
کہ پہنچے شام سے پہلے جو حضرت
مدینے میں وہاں سے آئے پھر کر
سبب یہہ تھا کہ تھے رنجور بیمار

پکڑ لاتا ہوں اوس ڈھونڈھیکو جاکے
نتیجہ دیکھہ لیگا یحییا وہ بد بد
نزاول تا سرانجام سونپا
رگوں سے سم کو کھینچا اوسے یکبار
وہ زخم پا قریب صحت آیا
جو پایا ان کو رکو فوراً پکڑ لیں
نہ ملتا تھا پتا ڈھونڈھی سے اصلا
چلا سوئے دمشق اپنا عصا لے
چلو چلا تو تھے سعد موصلی پاس
پکڑ پایا تا یہ بازو آستین کو
لیا چھین اور لگایا بر سر و رو
کیا بعد پارہ خندق یحییا کو
غلاموں نے اوسکا کاٹ ڈالا
سنا موصل کے باشندوں نے وہ کل
جلایا اوسکے مردے کو سراپا
مگر اک یہہ بھی لکھی ہے روایت
ملے نا کہ ہے اور کی خوب حجت
گئے لیکن نہ چھوڑے مکان میں
نہ تھی چلنے کی طاقت پاؤں میں نہ آ

سنا مروان نے جو حضرت کا آنا
کیا ایسا تہیہ کو پھر روانہ

کئی ہیرے کی لیکر پھر وہ کٹنی
گئی جعدہ کی گھر پہ پھر وہ کٹنی

اور اوسکے ساتھ کچھ تھوڑا جواہر
بہت تحفہ بہت عمدہ جواہر

غرض جعدہ کے جو وہ پاس لائی
بجھی تھی آگ آکر پھر لگائی

کہا جعدہ تجھے اب سوچ کیا ہے
یزید اب تجھپہ بیحد مبتلا ہے

لگی ہے آگ اسکے تن بدن مین
ہین کانٹے تار کے جا پیرہن مین

کرے جو تو ہم آخر حسن کی
برآوے آرزو سب تیرے من کی

شتابی کر ارے جعدہ شتابی
کہ ہے تجھ بن نہایت بیقراری

کئی ہیرے کی شربت مین ملا دے
کسی صورت حسن کو تو پلادے

جگر کٹ کٹ کے بہ جاویگا اوسکا
نہین بچنے کا احمد کا نواسا

جو دیکھے جعدہ نے وہ لعل و گوہر
ہوئی آمادہ پھر قتل حسن پر

غرض لاکھوں ہی تدبیرین وہ سوچی
مقدر سے نہ بن آئی کوئی بھی

سبب یہ تھا کہ جعدہ نے رسائی
مکان شاہ مین ہرگز نپائی

مگر اک روز قدرے لیکے الماس
چلی وہ فاجرہ حضرت حسن پاس

شب آدینہ و ماہ صفر تھا
تھی اٹھائیسوین لکھا ہے ایسا

یہ کہتی جاتی تھی وہ دل سے اپنے
اگر پوچھیگا کوئی شخص مجھسے

کہ تو جاتی کہاں ہے ہمکو بتلا
تو کہہ دونگی یہ اوس سے بے محابا

حسن ابن علی مجھسے خفا تھے
نہین آتے تھے گھر مدتین سے میرے

سنا ہے یہ کہ وہ بیمار ہین اب
نہایت ناتوان و زار ہین اب

یہ سنتی ہی ہوا بیتاب دل جو
چلی آئی ہین اونکے دیکھنے کو

مزاحم گر نہوگا کوئی مجھسے
چلی آونگی اپنا کام کرکے

غرض جعدہ چڑہی کوٹھی پہ آکر
نگہ کی جانب شاہ دلاور

تو دیکھا خواب مین ہین شاہ دیندار
نہین دنیا و دین سے کچھ سروکار

بہن اور بیٹیان اور لونڈیان بھی
پڑی سوتی ہین گرد و پیش ساری

سرہانے پانی کا کوزہ رکھا ہے
اور اوسکے منہ پہ اک کپڑا بندہا ہے

لگی ہے مہر بھی ڈوری پہ اوسکی
اوٹھایا اوسکو آہستہ سے اوسنے

نہ توڑی مہر نے کپڑے کو کھولا
مگر اوسنے سم کو پانی مین ملایا

اوسی صورت سے پھر وان رکھ کے کوزا
چلی آئی مکان کو اپنے اسما (یعنی جعدہ ۱۲)

ہوا سوتے سے کوئی بھی نہ بیدار
جو ہوتا کار اسما سے خبردار (نام دیگر جعدہ ۱۲)

حسن سوتے سے جو اکبار جاگے
کہا زینب کو فوراً ہی جگا کے

ابھی دیکھا ہے مینے خواب مین ہان
پدر کو ما کو اور نانا کو گریان

اوٹھو جلدی ذرا پانی منگاؤ
مناسب ہی وضو مجھکو کرا دو

یہ کہکر ہاتھ خود اپنا بڑہایا
سرہانے سے وہ کوزہ اوٹھایا

جو دیکھا مہر اور کپڑا وہی ہے
بھرا ہے آب اور کوزا وہی ہے

پیا اک گھونٹ پانی اوس مین لیکے
کہا منہ کو بنا کر شاہ دین نے

نہین معلوم یہ کیسا تھا پانی
کہ پیتے ہی ہوئی حالت یہ میری

جگر دل درد سے ٹکڑے ہوگئے ہین
دہن سے خون کی قطرے گر رہی ہین

یہ کہکر اپنے بھائی کو بلایا
حسین اس حال کو سن جلد آیا

ہوا تنہا [illegible] بے عقل و صبر
سنو تم گوش دل سے حال میرا
علی مرتضیٰ کو فاطمہ کو
کہ دونوں آ کے کہتے تھے یہی بات تم
کرو سیر جنان و حور جنت
فراغت پاؤ شر دشمنان سے
کہ دیکھا ہوں تجھے یاد رکھنا
یکایک آنکھ میری جو کھلی تھا
کلیجا ہو گیا سب ٹکڑے ٹکڑے
جہاں سے اب ہمارا کل سفر ہے
یہ غم ہے تو اکیلا اب رہے گا
غنیمت ہے کوئی دم تیرا دیدار
نظارہ تو بھی کر لے آج میرا
بگوش ہوش سنتے ہی یہ بات
لگے شبیر رونے حال سنکر یہ
کہ میں پانی میں یہ دیکھوں تو کیا ہے
یہ کہکر ہاتھ سے کوزہ اوٹھایا
حسن نے توڑ ڈالا کوزہ لیکر
زمیں پکنے لگی اور جوش مارا

یہ کہکر رو دیے پھر حضرت شبیر
ابھی میں نے میاں اک خواب دیکھا
اور اپنے نانا احمد مجتبیٰ کو یہ
بتایا خلد میں آکر مکان تم یہ
رہو اب اسمیں تم با عیش و عشرت
بچو سب رنج و آفات جہاں سے
سفر دنیا سے کل کی شب کو ہوگا
پیا پانی اوٹھا کر میں نے کوزا
نکل آئے دہن سے خون کے قطرے
عدم کا راستہ پیش نظر ہے
لعینوں کی جفا ونکو سہے گا
بہت ہے عمر کوتہ قصہ بے یار
کہ ہے کل یاں سے جانے کا ارادا
قیامت میں کروں گا اب ملاقات
کہا بھائی سے سر کو اپنے دھن کر
نہیں معلوم کیا اس میں ملا ہے
کیا پانی کے پینے کا ارادا یہ
گرا اوس میں سے کچھ پانی زمیں پر
شگاف اوس میں ہوئے فوراً ہی پیدا

غرض اوٹھا حسن کے پیٹ مین درد | ہوئی صدمی سے رنگت سبز گہ زرد
طپیدہ مثل بسمل ہو کے حضرت | زمین پر گر پڑے اشکونکی صورت
کہ اتنی مین ہوا اسوسچ نمایان | لگے قے کرنے پھر شاہ شہیدان
جگر کے دل کے ٹکڑے منہ سو نکلے | رکھا جلدی منگا کے طشت آگے
گنے تو ایک سو ستر تھے ٹکڑے | لبالب ہو گیا وہ طشت خون سے

غزل

چڑھا دن تو ہوا رنگ حسن سبز | مثال شاخ نخل یاسمن سبز
یہی تھی وجہ جو شہ زندگی مین | پہن ستے تھے ہمیشہ پیرہن سبز
دکھائی زہر نے تاثیر ایسی یا | پس مردن ہوا سب شہ کا تن سبز
ہوا اکل خون دل سی پیرہن سرخ | بنا سب زہر قاتل سے بدن سبز
پسند طبع شہ تھی سبز رنگت | بجا ہے دین اگر اونکو کفن سبز

ذکر شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام

ہرا جب ہو گیا سب تن حسن کا | تو رو کر یون ہوئے اوس وقت گویا
کہا تھا جو رسول مجتبی نے یا | وہی آیا ہے اسدم میرے آگے
حسین ابن علی بھی سنکے یہ حال | ہوئے اندوہ و رنج و غم سے پامال
کہا سچ ہی حدیث شاہ لولاک | ہوئی ہم پر بھی ظاہر زیر افلاک
یہ کہکر بھائی کے گردن مین ڈالا | حسین ابن علی نے ہاتھ اپنا
ملا کر منہ سے منہ دونون ہوا دم | ہوئے گریہ کنان اوسدم برابر
نہ رونین کسطرح سے دونون بھائی | جدائی کی گھڑی ہے سر پہ آئی

لگی جب رونے وہ دونو بہادر — تو پوچھا سب نے یہ با دیدۂ تر
کہ اے ابن رسول اللہ سچ کہہ — خدا کے رمز کے آگاہ سچ کہہ
کہا تھا مصطفے نے آپ سے کیا — بیان ہمسے بھی کیجے حال اوسکا
کہا حضرت حسن نے ای عزیزان — کہا کرتے تھے مجھسے شاہ دوران
یعنی رسول خدا ۱۲
شب معراج مین جو آسمان پر — گیا تھا آنحضرت خلدونکے مین اندر
تو دیکھے باغ الوگونگے مینے ۱۲ — محل اور باغ تحفہ اور دریچے
سوا اونکے نظر آئے محل دو — ہوا مین دیکھکر حیران اونکو
بنا تھا سبز ایک اونین سے ایسا — زمرد رنگ سے جسکے خجل تھا
نہایت سرخ تھی ثانی کی رنگت — نہ تھی یاقوت کی بھی ویسی رنگت
کہا رضوانسے مینے ہو کے خوشتر — یہ ہین دونون محل کسکے بیان کر
کہا اوسنے کہ ای صاحب کرامات — یہ ہین تیرے نواسونکے مکانات
جو پوچھی مینے پھر رضوانسے یہ بات — نہین اک رنگ کی کیون یہ مکانات
یہ سنکر ہو رہا خاموش رضوان — کہا جبریل نے اے شاہ شاہان
حیا و شرم سے رضوان نہ بولا — بیان کرتا ہون اب مین حال سارا
حسن کا زہر سے جب تن ہرا ہو — محل سبز یہ رہنے کی جا ہو
حسین ابن علی تیغ عدو سے — بلاشک کربلا مین قتل ہونگے
دم آخر بھریگا خونسے سب تن — محل سرخ ہوگا اونکا مسکن
حسن یہ حال کہکر خوب روئے — گہر اشکون کی مژگان مین پروئے
گلے سے بھائیکو اپنے لگایا ۱۲ — جدائیکا بہت صدمہ اوٹھایا

غرض حاضر تھے جو اشخاص و امیر | ہوا صدمہ نہایت انکی بیان سے

در و دیوار تلک گریہ کنان تھے | غم آلودہ زمین و آسمان تھے

جو ہے المشہور فصل الخطاب اک | روایت کی ہے وہ گویا کتاب اک

لکھا ہے اوسمین خواجہ پارسا نے | کہا تھا راست قول اوسکو خدا نے

دیا حضرت حسن کو زہر چھہ بار | نہ نکلا پانچ باری اوس سے کچھ کار

ہوا پھر کارگر آخر چھٹے بار | کہ اک دم کا ہوا اٹھنا بھی دشوار

حسین اسوقت بیٹھے تھے سرہانے | کہا رو روکے یہ اپنے اخی سے

دیا ہے تمکو کسنے زہر یہ لو | اخی اس غم سے پریشان شہر بھر ہو

ذرا بدکار خونی کو بتا دو | خدا کیواسطے کچھ تو پتا دو

کہ میں بھی اوسکو دشمن بن کر مارون | بھلا کچھ تو بخار دل نکالون

کہا حضرت حسن نے او سنتے خاموش | نہ پوچھو اب کرو دل سے فراموش

پدر مادر خدیجہ اور نانا | چغل خوری نہ کرتے تھے اصلا

چغل خوری نہین ہے پیشہ میرا | نہین بتلاؤنگا میں نام اوسکا

جواب صاف جب اسکو سنایا | مگر اسکو خلوت میں بلایا

کہا حضرت نے اسے بانو کچھ بدخو | بظاہر دوست باطن میں خفا جو

بنی کس واسطے تو خصم جانی | نکی کچھ بھی تونے مہربانی

برا میں نے کبھی تجھکو کہا تھا | دیا کیون زہر کیا تیرا لیا تھا

نہ تھا دشمن نہ کچھ بدخواہ تیرا | کیا کیون تونے یہ بدحال میرا

کیا جو تونے حق میں میرے آخر | مسلمان سے کرے کوئی نہ کافر

سلوک اب بھی کیا ہے بیٹے ایسا
کہ دل ابھی جانتا ہووے گا تیرا

کسی پر بھی نہ تیرا راز کھولا
یہان تک کچھ نہ بھائیکو بتایا

خدا سے شرم کچھ تجھکو نہ آئی
محبت اور شفقت سب بھلائی

کہا آخر کو اوٹھ جا اب یہان سے
نہ پہنچیگی کبھی مقصد کو اپنے

نکلے گا زمانے مین ترا کام
ہوئی تو دین مین دنیا مین بدنام

یہ کہکر اوس سے منہ موڑا حسن نے
عزیز و اقربا اپنے بلائے

محبت سے وصیت سبکو کر کے
کہا کلثوم سے پھر آہ بھر کے

بلا قاسم کو حسرت دیکھ لوئین
جو کہتا ہے وہ اوس سے اب کہو نین

لکھا ہے جبکہ قاسم پاس آیا
گلے سے آپنے اوس کو لگایا

دیا تعویذ رخسارون کو چوما
کہا اسکو کہین پوشیدہ رکھنا

پڑے جب کوئی مشکل تجھپہ آکر
تو اس تعویذ کو پڑہنا نکور

خدا آسان سب مشکل کرے گا
جو مطلب ہوگا وہ حاصل کریگا

پکڑ کر دست قاسم پھر شتابی
کہا شبیر سے با آہ و زاری

فلان دختر کا اپنے اے برادر
تو اس سے عقد کر دینا مقرر

زن و فرزند اپنے اے برادر
تجھی اب اپنے سونپے اے برادر

یتیمونکی نزا برداشت کرنا
خدا حافظ ہے تجھے خالق کو سونپا

یہ کہہ بھائیکی سرپہ ہاتھ پھیرا
یکایک پھر اجل نے آکے گھیرا

صفر کو ماہ کی اونتیسوین تھی
غضب مین شہ کے جو جان حزین تھی

شب شنبہ تھی یہ لکھتا ہے راوی
ابھی عشوانسے آدھی رات گذری

کہا کلمہ شہادت کا زبان سے | ہوئی رخصت شہ دین اس جہان سے
جو تھی زندہ عزیزہ شاہ معصوف | ہوئی تجہیز و تکفین مین وہ مصروف
غرض پھر لاشہ حضرت اوٹھا کر | بقیعہ مین کیا مدفون جا کر
جہان روضہ تھا جدہ فاطمہ کا | وہ دختر تھین اسد کی ہی یہ لکھا
تھی عمر شاہ سینتالیس سالہ | پیا جو موت کے کا پیالہ
زمین کانپی فلک سے خون برسا | ہوا مروانکے دلمین پھر یہ خدشا
اگر اس بھید سے آگاہ ہوگا | عدو شبیر عالی جاہ ہوگا
کہ اسمانے دیا از حکم مروان | مری بہائیکو کرکے زہر پنہان
مدینے مین بنی ہاشم ہین جتنے | فساد و شر یہ سب موجود ہونگے
نہ مین زندہ رہونگا اور نہ اسما | سوا مرنیکے پھر ہوگا نہ چارا
مناسب ہے کہ اسما کو چھپا دین | یہ شر جو ہونے والا ہے مٹادین
کہا اسماسے مروان لعین نے | کہ کیا بیٹھی تو بیہوش ہوکے
جہان تک تجھسے بھاگا جائے اب بھاگ | کہ ہے اب پھر بھڑکنے والی اک آگ
حسین پاک کو تیری ہے اب فکر | رہا کرتا ہے بس دن رات یہ ذکر
ڈری اسما بہت یہ حال سنکر | بہت پچھتائی دل مین بانی شر
لگی پچھتانے مجھسے ہوتا ہے اب کیا | جو ہونا تھا ہوا وہ بے محابا
غرض جا کر رہی مروانکے گھر مین | نکلکر خلد سے پہنچی سقر مین
لئے دو غلام اور یک کنیزک | گئے ہمراہ اسماکے بلاشک
کہا یجا نزد حاکم شام | مری جانب سے دو اوسکو یہ پیغام

کہ اس عورت کو پوشیدہ کسی جا | بٹھا دینا نکرنا سہو اصلا

نہو اس حال سے کوئی خبردار | وگرنہ ہوگا فتنہ خفتہ بیدار

اگر تم چاہتے میرا بھلا ہو | نہ یہ راز نہانی برملا ہو

دمشق اندر جو خط اور جعدہ کھینچے | خبر حاکم نے ان دونوں کی سن لی

اگرچہ پہلے ہی حاکم نے سارا | سنا تھا واقعہ حضرت حسن کا

کہا ہان بند کردو آج بازار | سیہ پہنے لباس افواج سرکار

سیہ ہون شہر کے دروازے سارے | سیہ پہنے ہر اک شخص آج کپڑے

غرض سہ دن رہا ماتم برابر | ازان پس یہ کیا جعدہ کو بلا کر

کہا اوس فاجرہ نے حال سارا | حسن کے ساتھ جو جو کچھ کیا تھا

کہا پھر یہ کہ خاطر سے تمہاری | اور الفت سے یزید خوش سیر کی

پیمبر سے خدا سے پھر گئی مین | اور اپنے قول پر ثابت رہی مین

کہا حاکم نے لعنت تجھپہ او زن | ہوئی کیون تو حسن سے اتنی بدظن

خدا سے شرم کچھ تجھکو نہ آئی | غضب سے مصطفے کی کچھ نہ سہمی

دریغا نور چشمان نبی کو | دریغا قوت جسم علی کو

دریغا فاطمہ کی روح و جان کو | دریغا رہنمائے مومنان کو

دیا اے فاجرہ زہر ہلاہل | ہوا اس امر سے کیا تجھکو حاصل

یزید اب تجھکو کیونکر گھر مین ڈالے | تجھی صحبت مین اپنے کیا جگہ دے

سنجانی اوسکے حق مین کیا کریگی | بھلا اب تجھسے اوس سے کیا بنیگی

تو گمراہونکی ایزن پیشوا ہے | ترا شیطان بیشک رہنما ہے

گئی ہر وضع نہایت ستمگر اسما | [illegible]
کہا حاکم نے آپ دو دوزخ میں گہر کر | [illegible]
ثواب روتی ہے کیا حاصل ہی رونا | شہیدی [illegible] بہتر ہوتا
کہا ہی تین دن ہو خوب روئی | نہ کہا [illegible] کچھ [illegible] ہوئی
بیان کرتی تھی غصے تو گنوائی | [illegible]
کہا حاکم نے اسکو یہ سزا دو | کسی گھوڑے کی دم میں اسکو باندھو
وہیں تھا اک شخص باندھا سخت اسکو | لگا پھرانے [illegible] سخت اسکو
دیا پھر حکم اسکے دست و پا کو | رسن سے باندھ کے دریا میں ڈالو
چنانچہ لیکے اسکو سوئے دریا | چلی از حکم حاکم سے [illegible] پایا
ابھی سطے کرنے پائی تھی نہ سب راہ | چلی آندھی اوٹھا طوفان ناگاہ
اوسی طوفان میں غائب ہو گئی وہ | رہی جیتی نہ پانی یا مری وہ
غرض جیسا کیا تھا ویسا پایا | رہی لعنت خدا کی اب ہمیشا

نشانیدن معاویہ یزید پلید را بر تخت خلافت و گفت شنود از امام حسین رضی اللہ عنہ

ہوا جب واقعہ شاہ زمن کا | امیر المومنین حضرت حسن کا
ہوا اسطرح قصد والی شام | کروں اسباب کا اب میں سرانجام
پسر کو تخت شاہی پہ بٹھاؤں | خلیفہ اسکو اب اپنا بناؤں
کروں بیعت سبھی ادنا و اعلا | دو بالا ہو یہ کار بول بالا
یہ دے مشورہ عالم سے کرکے | بہت شہروں میں نامے لکھکر بھیجے

کہ تم سب جمع ہو کے یان پہ آؤ
پسر کو تخت پر میرے بٹھاؤ

غرض پہلے شریفان حجازی
ہوئے بیعت کے کو لینے پہ راضی

مگر اہل مدینہ اور مکا
ہوئے خط پڑھکے آرزدہ بیجا

سنی جب یہ خبر حاکم نے آکر
اونہین بھی کر لیا راضی سراسر

مگر دل سے نہین راضی ہوئی وہ
بخوف حکم حاکم آملے وہ بھہ

ولیکن چار شخصون نے تمانا
رہے اک قول پر قائم سراپا

حسین ابن علی مرد خدادان
جو ابن نیک سیرت عبد رحمان

زبیر سعد کے عبداللہ بیٹے
عمر کے اک پسر عبداللہ جو تھے

یعنی نیک ۱۲

نہین راضی ہوئی بیعت پہ زنہار
کیا حاکم نے اس مین خوب اصرار

مدینے سے غرض چارون نے یکسر
کیا مکے مین اپنا جا کے بستر

گیا حاکم بھی ان چارونکے پیچھے
بہت سمجھایا لیکن کچھ نہ سمجھے

اسی جھگڑے مین آخر مر گیا وہ
مگر بیٹے کو حاکم کر گیا وہ

چو رفتہ در ممالک صیت شہرت
کہ شد حاکم یزید خوک صورت

ہوئی مخلوق حاضر بہر بیعت
بدل لوگون نے کی آکر اطاعت

ہوئی جو جمع بعض فتنہ انگیز
کیا یون آگ کو فتنے کے پھر تیز

اگر مد نظر ہے بادشاہت
تو ہے ابن علی سے دست بیعت

پدر نے تیرے چاہا تھا بہت سا
نہین راضی ہوا حیدر کا بیٹا

کرے گا گر نہ بیعت ابن حیدر
خلل ہوگا حکومت مین سراسر

خوشامد سے لڑائی سے ہو جسطرح
کرو اسکی فکر اے نادان فی الفور

یزید اسباب پر براضی ہوا جب
وہ تھا اوس عہد مین حاکم وہانکا
لکھا نامے مین اے یار وفاکیش
قضا سے باپ میرا مرگیا ہے
مگر دہشت ہے یہ آل نبی کی
مدینے کے ہین جتنے رہنے والے
خصوصاً جا کی اون چار وستی تیلے
اگر پائین تو بہتر اس سے کیا ہے
ولید اوس خط کو پڑہکر بولا بس یون
مگر فوراً ہی مروا انکو بلایا
کہا مروان نے اب سستی نہ کر تو
اگر بیعت کرین چارون تو بہتر
کہا جسدم یہ مروان لعین نے
بلایا ڈرتے ڈرتے اک پیادہ
کہا جلدی سے جا ابن علی پاس
حسین اسوقت عبد اللہ کے ہمراہ
گئے تھے گھر سے مسجد کی طرف کو
کہ اتنے مین پیادہ جا کے پہنچا
بلاتا ہے ولید اسوقت تمکو

ولید ابن عتبہ کو لکھا تب
نہایت زیرک وہشیار و دانا
مہم سخت ہے اک تجکو درپیش
مجھے کشور کا حاکم کر گیا ہے
نہ مانے وہ نگے میری بادشاہی
طلب بیعت کی کر یکبار سب سے
کہا تھا زیست مین جیسے پدر نے
والا مارنا اون کا روا ہے
کہ ہین آل نبی کا کیون کرون خون
جو تھا مضمون نامہ سب سنایا
بلا بیعت کی خاطر گھر سے اونکو
والا دے سزا اونکو بپا ہر
تو فوراً ہی ولید بدیقین نے
اوسے تاکید کی حد سے زیادہ
بلا لا اونکو تو میرے ابھی پاس
جو تھا ابن زبیر نیک و ذی جاہ
غرض پہنچے تو بیٹھے جاکے دونو
کہا دونو سے اوسنے مجتبایا
ذرا تکلیف کر کے چلکے سنلو

کہا جا کر کہو آتے ہین دو نو
گیا وہ پوچھا عبد اللہ نے یا شاہ
کہا حضرت نے نہین واقف ہون آیا
یہ شب کو خواب مین دیکھا تھا کہ آگ
لگی ہے آگ بھی اوسکے مکانمین
یزید بھیجا اوسکے پسر نے
جو وہ مردود از تاکید بسیار
کہا یا شاہ جو ہو رنگ اسطور
کہا وہ ہے شرابی اور زناکار
مین آل مصطفےٰ فرزند حیدر
یہ بھی کہتے تھے جو قاصد پھر آیا
کہا حضرت نے غصے سے کہ جا تو
کہ کیا ہے تمکو اتنی بیقراری
کہ مین خود ابھی آتا ہون جلدی
پھرا قاصد جواب شہ سنایا
کہ شہزادے کا حیلہ ہے سراپا
ولید اوس سے یہ بولا کہ چپ کر
حسین راست گو ہے نام اوسکا
نبیرہ ہے پیمبر [illegible] ہے

خبر حاکم کو دو آتے ہین دو نو
بلایا کیون ہے کچھ تم بھی ہو آگاہ
مرا ہے شام کا بے شبہ سردار
کہ منبر ہو گیا اوس کا نگونسار
خبر پہنچی ہے یہ خورد و کلان مین
لکھا شاید ہے حاکم کو یہان سے
ہوا ہے ہمسے بیعت کا طلبگار
کرو گے کونسی تدبیر فی الفور
ہمیشہ رہتا ہے بیہوش و سرشار
کرون بیعت زناکار و لسی کیونکر
کہا جلدی سے تمکو بلایا شہ نے
ولید ابن عتبہ کو سنا تو شہ
نہ آئے تو نہ آئے اور رکھو نی
دل مضطر کو دو اپنے تسلی شہ
لعین مروان نگر یہ بول اوٹھا
نہین آئینگے تیرے پاس جانا
نہین حیلہ وہ ہے سچا سراسر
وفا و عہد کا کرنا کام اوسکا
نہین اوس سا کوئی [illegible]

لکھا راوی نے ہے شاہ معظم | گئے ہمراہ لیکر تیس آدم
مسلح اور مرتب تھے وہ اشخاص | دیا تھا حکم شہ نے انکو یہ خاص
در دولت پہ تم چلکر ٹھہرنا | کسی سی بھی نہ تعرض کچھہ تکرنا
مگر جسوقت سنا میرا اغرا | پہ چلے آنا مکان مین بے محابا
چلو لیکے شہنشاہ خدا جو | عصائے حضرت خیر الوریٰ کو
ولید ابن عتبہ کے مکان پر | جو پہنچے وہ شہنشاہ دلاور
کہا ہمراہیون سے در پہ ٹھہرو | گئے اندر مکان کے شاہ خوشخو
لعین مروان و ولید ابن عتبہ | اوٹھے تعظیم کو وان دست بستہ
جگہ پر اپنے خود شاہ زمانہ | ہوئی بس جلوہ گر جا کی شہانہ
کہا حضرت نے کیون مجکو بلایا | جو کہنا تھا اونھون نی کہہ سنایا
کہا حضرت نی یہ اچھی ہے صورت | ہنو تنہائی مین خواہان بیعت
سحر کو جمع ہون سب اہل اسلام | او سید ہم جو کہو گے ہوگا وہ کام
کہا خوش ہو کے حاکم نی بہت خوب | یہ اے شاہ جہان اچھا ہے اسلوب
خوشی سے آپ اسدم گھر کو جائین | سحر کو پھر یہان تشریف لائین
کہا مروان نے یہ کیا ہے حماقت | نہ دے گھر جانیکی انکو اجازت
حسین ابن علی کو قید کر لے | شکار مفت ہے یہ صید کر لے
اگر بیعت کو یہ مانین تو بہتر | نہین ان کا جدا کر جسم سے سر
کہا حضرت نے اوسکو چھوڑ کر یہ | ارادہ اپنے دل سے دور کر یہ
زمانے مین نہین ہے کوئی ایسا | لڑے اگر جو مجھسے بے محابا

اگر ایسا کرے تو قتل کر کے / زمین کو لال کر دون اوسکی خون سے

ولید ابن عتبہ سے کہا پھر / نہین کیا اس حقیقت سی تو ماہر

کہ مین ہون سرو بستان رسالت / دُر شہوار دریائے امامت

ملک ہوتے ہین میری گھر پہ نازل / مرا نانا ہے احمد شاہ عادل

یزید بیحیا تو ہے زناکار / کنیزک زادہ ہی فاسق ہی مےخوار

قبول اوسکی کرون کسطرح بیعت / نہین ہے میرے شایان سیادت

اگر کل جمع ہون گر اہل اسلام / تو ہوگا میرے جانب سی یہ پیغام

کہو یارو خلافت کس کا حق ہے / کہو یارو حکومت کس کا حق ہے

غرض آواز شاہنشاہ سنکے / نہ جانا آپ کے ہمراہیون نے

مسلح گھر مین باہر سے گھسین ہم / عوض مروانسے شاہنشہ کا لین ہم

خبر یہ پاکے گھر سے ابن حیدر / نکل آئے پریشان ہوکے باہر

ہوی ہمراہیون کو اپنے بارغ / مشیت پر رہے خالق کی فارغ

غرض وانسی مع ہمراہیان آپ / بہت جلد آگئے سوئے مکان آپ

لعین مروان نی مضطر ہو کی آخر / ولید ابن عتبہ سے کہا پھر

نمانا آپنے کہنے کو میرے / عبث جانے دیا شہ کو یہاسے

نہوگا حکم اب کوئی بھی جاری / کہ بازی جیت کر خود تمنی ہاری

ولید ابن عتبہ نے کہا یار / نہوگا مجھسے قتل شاہ زنہار

اگر دنیا کی دین مجکو ممالک / نہونگا جب بھی مین اس رہ کا سالک

کشندہ اوس امام پاک دین کا / نہوگا سرخرو محشر مین اصلا

پہ سنکا ہو گیا خاموش مروان — ولید ابن عتبہ نے مگر ہان کہا
گیا اک شخص کو فورًا روانا — کہ عبد اللہ کو تو جا کر بلا لا
گیا عبد اللہ کو اوسنے بلایا — مگر وہ پاس حاکم کے نہ آیا
ہوئی جب شب تو لیکر چند کس وہ — روانہ ہو گیا مکہ کو بس وہ
یہ سنکر حاکم نادان نے جلدی — گرفتاری کو بھیجی فوج اپنی
کہیں بھی مگر اوسکو نہ پایا — جو گذرا آکے حاکم کو سنایا
ولید ابن عتبہ نے شتابی — یہ سب احوال لیکر بھیجی عرضی

نوشتن حقیقت حال بذریعہ عرضی بحاکم شام

غرض پہنچی وہ عرضی شام مین جب — پڑہا اوس کو امیر شام نے سب
وہانسے در جواب اوسکے یہ لکھا — کہ یہ احوال تجہہ پر ہو ہویدا
گمان بیکار عبد اللہ پر ہے — مری بیعت اوسے مد نظر ہے
حسین کرنیگا وہ انکار بیعت — حسین سبط احمد سے ہے دہشت
کہ وہ بیعت نہین کرنیکا زنہار — اوسی کے سر کا ہون تجہسے طلبگار
اگر تو کاٹکے سر اوسکا بھیجے — بہرون دامن تری خواہش کا زرسے
عطا ہو تجہے کر مملکت کی شاہا — حکومت دون بشرط کارسازی
وہ فرمان امیر شام اظلم — پڑہا آخر تلک اول سے جبندم
کہا لاحول کہکر اوسنے صد بار — کبھی مجھسے نہ ہو ویگا یہ زنہار
کرون مین خون آل مصطفا کا — قیامت مین بنون مجرم خدا کا
اگر بدبخت امیر شام ہو گا — تو یہ جب بھی نہ مجھسے کام ہو گا

دیا فرمان وہ اپنے آدمی کو
مری جانب سے تو دینا یہ پیغام
کرون پوشیدہ اب مین تجھسے تا کے
کہ قتل آل رسول اللہ کر تو
کرون کیا سخت ہون ناچار و حیران
خبر ملنے سے دے تمکو یہ شبیر
پڑہا نامہ ہوئے حضرت جگر زار
گئے شبیر قبر مصطفا پر
پُر فریاد مین آیا ہون نانا
یہ امت کو ہوئی مجھسے عداوت
بہت کی ساتھ میرے بیوفائی
کیا ہی چاہتے ہین خون میرا
مفصل کہہ نہین سکتا ہون سب بات
بہت روئے حقیقت کچہ سنا کر
سحر کے وقت گھر تشریف لائے
بدرگاہ الہی کی مناجات
ازان پس روئے ایسے آگیا خواب
محمد مصطفا تشریف لائے
مرا سر لیکے چھاتی سے لگایا

کہا دے آ حسین ابن علی کو
کہ اے ابن علی شاد نکو نام
امیر شام لکھتا ہے پیاپے
وگرنہ قہر سلطانی سے ڈر تو
اسی اندیشے مین رہتا ہون پریشان
اسے پہ ہلکر کرو تم بہتی تدبیر
گذر کر دن جب آئی شب تار
بیان کرنے لگی اوسدم یہ رو کر
شب تاریک مین تنہا ہون نانا
بھلادی آپکی ساری وصیت
مری اوپر ہے اون سبکی چڑہائی
نہین کرتے خدا کا خوف اصلا
کرون گا عرض جب ہوگی ملاقات
نماز صبح پھر دل سے ادا کر
ہوئی جب رات پھر روضے مین آئے
نکالی سب ضروری تھی جو حاجات
کہ دیکھا آپنے با چشم پر آب
ملائک بھی بہت ہین ساتھ اونکے
دیا آنکھونپہ بوسہ اور ستایا

بہت نزدیک ہے امت کے بدکار
کرینگے قتل اور دینگے آزار
زمین کربلا مدفن ہے تیرا
بہشت جاودان مسکن ہے تیرا
تو اوس حالت مین ہوگا خوب پیاسا
نہ دینگے تجکو وہ پانی ذرا سا
پھر اس جور و ستم پہ وہ جفا کار
شفاعت کو مرے ہونگے طلب گار
مگر محشر مین وہ آسکے خدا کے
شفاعت سے مرے محروم ہونگے
تری ماباپ اور بھائی ہین مغموم
مرے پاس آئے تھے مجکو ہے معلوم
بہت ہین دیکھنے کے تیرے مشتاق
جدائی تیری دلپر اونکے ہے شاق
ہین تیرے واسطے جنت مین درجے
تجھی بعد شہادت سب ملین گے
کہا یا جد نہین دنیا سے مطلب
مجھی ساتھ اپنے لیجیے قبر مین اب
کہا حضرت نے یہ غمناک ہوکے
ابھی دنیا مین رہ تو اور جیا ہے
ملے دولت شہادت کی تو لوسکے
چلا آنا تو میرے پاس پانے
ہوئے جو خواب سے بیدار حضرت
مدینے کی نہ خوش آئی سکونت
سفر کے کا اپنے دل مین ٹھانا
عیال اطفال کو جلدی بلایا
جو دیکھا تھا بیان خواب وہ سب
کہا حضرت نے اون سے جو مطلب
گئے دو نوں وہ سب یہ حال سنکر
کرین کیا رہ گئے سر اپنا دھن کر
کٹا دن گریہ و زاری مین سارا
کہ چمکا آسمان پر شب کا تارا
گئے قبر حسن پر پہلے حضرت
کہا اے بھائی اب ہوتا ہوں رخصت
مجاور قبر کا بنتا مین تیرے
مگر کی ظالمون نے یہ جدائی
وہان سے آئے قبر فاطمہ پہ
کہا رو رو کے حضرت نے کہ مادر

سلام ارواح اطہر پر ہو میرا
غلام باوفا ہون واسطے تیرا

بلائے ناگہانی مین پھنسا ہون
عذاب سخت مین مین مبتلا ہون

ذرا بولو کہ وقت آخری ہے
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

جواب آیا یہ تربت سے یکایک
کہ اے لخت جگر حیرت بلا شک

ترے ہی غم سے سینہ چاک ہے نہین
نہین بس میرا مشت خاک ہو نہین

نہین چارہ ز تقدیر الٰہی
لکھی ہے یونہین قسمت مین تباہی

رضینا بالقضا اسد کہہ تو
پڑی ہے جو سخت آفت اوسکو سہہ تو

سنی جب اسطرح آواز نادر
لگے رونے شہنشاہ دلاور

اسی عنوان سے آدھی رات گذری
وہ شب یا گذری نہین آفات گذری

ز قبر تربت جد پاک ہوکے رخصت
گئے روضے پہ پھر نانا کی حضرت

سلام و لفظ یا جدی سنا کر
نماز اوس پاک روضے مین ادا کر

یہ پایا تھا کہ ہو نین پا لیسی رخصت
کہ دیکھی خواب مین نانا کی صورت

لیا سر گود مین حضرت نے شہ کا
دیا رخسار گلگون پہ بوسا

کہا شہ نے کہ ظلم و جور امت
ذرا دیکھین بچشم غور حضرت

وطن کو بھی سبب مجھسے چھڑایا
خدا کا خوف کچھ دلمین نہ آیا

مری رخصت یہ لیتے آخری ہے
غضب کی آفتین جان پر پڑی ہے

کہا حضرت نے شہ سے اے مری جان
جہا نہین چند دن ہے اب تو مہمان

پدر مادر برادر جیسے تیر سے
ملی تجھے مجھسے اپنی جاتین دیکھے

او بھی سو رستی تو بھی قتل ہوکے
ملی گا گلشن جنت مین مجھسے ہا

مگر جنت میں جس دم آئیگا تو
ہزاروں نعمتیں بس پائیگا تو

نہایت عمدہ میوے آب کوثر
نہیں کے کھانے پینے کو برابر

غرض مردانہ رہو بس اے بہادر
تو ہی تجھ سا جہان میں بے بہا در

محمد نے جو دی آکر بشارت
ہوا دل غمناک نے پائی مسرت

ہوئے معلوم ایام شہادت
کہ ہے لبریز اب جام شہادت

حقیقت جیسی ہم سبکو سنائی
کہ صورت مجکو نانا نے دکھائی

غبار آلودہ گیسو رنگ و زرد
مثال زعفران بس مو بمو زرد

کہا میں نے کہ حضرت حال کیا ہے
غبار آلودہ گیسو کیون ہوا ہے

کہا یہ خاک دشت کربلا ہے
تمہارا قتل ہونا وان لکھا ہے

یہ سنکر خواب سب یکبار روئے
زن و فرزند و خویش و یار روئے

شب آدینہ تھی شعبان کی چوتھی یا
چلی گئے مدینہ سے سواری

کہا سب دوستداروں نے کہ یا شاہ
چلے ہو کیون تم آج ناگاہ

شکستہ دل ہوا جاتا ہے سبکا
غنیمت ہے ہمیں ملنا تمہارا شہ

کہا میرا نہین کچھ اختیار اب
ہوئی خاموش سن یہ ماجرا سب

کہا شہ نے اگر ملتا خدا تا
نہ جاتا گھر سے اور اوسکو نہ لیتا

مزار جد سے کیون منہ موڑتا مین
وطن کی حب نہ ہرگز چھوڑتا مین

ولیکن ظالمون نے گھر چھڑایا
نہین بس میرا مین اسکو کرون کیا

غرض مل جلکے سب سے ہو کے رخصت
چلے جاتے تھے سوئے مکہ حضرت

براستہ مین ملا عبداللہ ناگاہ
چلا آتا تھا مکہ کو وہ اس راہ

کہا یا شاہ جاتی ہو کہاں تم   کہو اس حال کو مجھسے بیان تم

کہا مین نا موسے تنگ ہو کر   حرم کے سمت جاتا ہون برادر

کہا حضرت کا گر مین حکم پاؤن   جو کچھہ کہنا ہے مجکو کہہ سناؤن

کہ کہہ تو سنین گے تا بمقدور   ترا کہنا بدل ہے ہمکو منظور

کہا یا شاہ مکے مین رہو تم   وہین آرام و راحت اب کرو تم

فدا ہوئین تمہیہ سب ملک کے ساکن   ترقی جاہ کی زائد ہو ہر دن

ولیکن قصد کوفے کا نکیجو شہ   بلاوین تو جواب صاف دیجو

تمھارے باپ سے کیا کچھہ کیا ہے   حسن کو زہر انہین نے تو دیا ہے

بلاسے بن نہین رہنے کے کوفی   کہ ہین مکار زائد سب سے کوفی

دغا دینگے بلا کر شاہ تجکو   سمجھتے ہین عدو واللہ تجکو

بھروسا کوفیون کا کچھہ نہ کرنا   ہمیشہ خوف کھانا اور ڈرنا

دعا دی اوسکو حضرت نے کہا جا   بدل منظور ہے سب تیرا کہنا

غرض جب شہ قریب مکہ آئے   خبر سنکر شریف مکہ دوڑے

بڑے اعزاز سے مکہ مین لائے   دو سب کے سب بھی خود ہمراہ آئے

یزید بیحیا نے بس یہ سنکر   کہ عبد اللہ زبیر اور ابن حیدر

رہے ہین جا کے مکہ مین مقرر   خفا ہو کر ولید بیحیا پر

یہ لکھہ بھیجا کہ اے نادان و احمق   نہ آیا خوف میرا تجکو مطلق

حسین ابن علی سے ملکے تو نے   فراری کر دیا او نکو یہانسے

حکومت سے کیا معزول تجکو   سزا دی مین نے یہ معقول تجکو

تمنا ہی کہ سب تمپر فدا ہوں ۔ نہ تمسے جیتے جی ہرگز جدا ہوں

امام مسلمین ہو پیشوا ہو ۔ جہان مین یادگار مرتضیٰ ہو

تمھاری ہمپہ واجب ہی اطاعت ۔ بجالائینگے ہم بھی شرط تبعیت

اگر امی شاہ تم کوفے مین آؤ ۔ جہاں پاک کو اسکے دکھا دو

تو نعمان بشیر اک مرد زیرک ۔ ہے ہم لوگون کا حاکم اب یہانتک

بہت دبلا نہایت ناتوان ہے ۔ بلاشک ایک مشت استخوان ہے

سوا گھر کے نہین جاتا کہین وہ ۔ کسی کو دیکھا نہین آتا نہین وہ

مگر دن جمعہ کو اور عید کے دن ۔ نکلتا ہی وہ باہر گھر سے لیکن

نہین ہوتا کسی سے بھی سخن سنج ۔ چلا آتا ہی پھر کرکے پشش رنج

نکالین ہم اوسے کوفے سے باہر ۔ اکٹھا کرکے پھر اک جنگی لشکر

پہونچائی شام مین جا کر کرین ہم ۔ لڑے جو ہمسے خوب اوس سے لڑین ہم

نکالین چھین کر ملک اوس لعین کو ۔ کرین تر خون سے اوسکی زمین کو

غرض عبداللہ اور ہانی کو لیکر ۔ جو پہنچے پاس شہ کے مثل صرصر

(بن سبیع ہمدانی ۱۲)

حسین ابن علی نے پڑھ کے نامہ ۔ نہ لکھا کچھ جواب نامہ اصلا

اذان پس اہل کوفہ نے مکرر ۔ بشیر و عبدرحمان کو برابر

(بن مسہر صیداوی ۱۲ ، بن عبید ارحبی ۱۲)

لکھا راوی نے خط پنجاہ دیکے ۔ طلب مین شاہ کی بھیجا یہانسے

مگر نور الائمہ کے بیان سے ۔ وہ تھا خوارزم کی باشندگانسے

ہوا ثابت کہ اکسو بیس نامے ۔ یہانسے کوفیون نے لکھ کے بھیجے

حسین ابن علی نے جب بھی اصلا ۔ جواب اک خط کا بھی لکھکر نہ بھیجا

دگر بارہ لکھا سب کوفیوں نے
بہت سے خط مُہری اپنی دیکے

سعید ابن عبد اللہ کو بھیجا پھر
ازان پس ابن ہانی ہانی کو بھیجا

غرض جب ایک ہی مضمون کے نامے
پیاپے کوفیون نے لکھ کے بھیجے

حسین ابن علی نے ہو کے ناچار
جواب اون سب کا لکھا ایک ہی بار

جواب نامہ کوفیان از جانب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

بہت سے خط تمہارے ہمکو پہنچے
جو کچھ لکھا تھا تمنے ہم وہ سمجھے

یقیں ہے تمکو میرا شوق دیدار
نہایت ہے مری الفت کا آزار

مگر اقرار سے قول وقسم سے
نہین پھرنے کے تم زنہار اپنے

برائے امتحان عم زادہ اپنا
کہ مسلم نام ہے اوس نوجوانکا

کیا ہے پہلے اوس جانب روانا
اگر کچھ پاس ہے قول وقسم کا

کرین سب اہل کوفہ اوس سے بیعت
بجا لائین بدل اشتراط خدمت

اگر خوش ہوکے تمسے وہ برادر
لکھیگا حال بیعت کا سراسر

تو پھر مین بھی یہانسے شاد وخرم
روانہ ہونگا اوس جانب اے ہمدم

غرض یہ حال لکھکر شہ نے سارا
کیا یہ قصد بھیجے خط روانہ

کہ عبد اللہ بن عباس بولا
نہ بھیجو سوئے کوفہ خط روانا

قسم اور قول سب جھوٹا ہے اونکا
یقین جانو یہ کاذب ہین سراپا

نہو مغرور انکے قول پر تم
یہ سنکر شہ نے فرمایا تبسم سے

کہا اک مصلحت ہے اسمین اے یار
نہین ہے اوس سے تو اصلا خبردار

بجید جتنا ہوا وہ ابن عباس
کیا شہ نے نہ اوسکی کہنے کا پاس

نہ مانا شاہ نے ہرگز نہ مانا
کیا کوفے کے جانب خط روانا

خط روانہ کردن حضرت امام حسین علیہ السلام مع حضرت مسلم جانب کوفہ

قضا یون تھی قدر یون تھی قضا یون
کہا حیدر اسد نے دہ نا تھا کیون

کہا مسلم سے بھائی تم بھی جاؤ
قدم کوفے کی جانب اب اوٹھاؤ

غرض مسلم ہوئے حضرت سے رخصت
گوارا کر لی کوفے کی مسافت

کوئی ہے ہاتھ سے اونکے شکاری
دوان آیا لیے آہوئے وحشی

پکڑ کر اوسنے وہ آہوئے صحرا
کیا بسم اللہ کہکر ذبح اوسکو

جو مسلم نے یہ دیکھا سانحہ وان
پھرا جلدی وہان سے با حال پریشان

کہا ابن علی سے اوسنے آکے
کہ ایسا سانحہ دیکھا ہے میں نے

شگون بد ہے مرا جانا خطا ہے
نہیں کچھ خیر کوفے میں دغا ہے

کہا حضرت نے بھائی ڈر گیا تو
عجب کیا ہے کیا جو ذبح آہو

یہی کرتے ہین کام اکثر شکاری
نہین جانی یہ جو مرضی تمہاری

تو بیٹھ رہے تمہارے بھیجدون اور
ولی جانا تمھین لازم ہے سوئے الکوفہ

کہا مسلم نے اے شاہ شہیدان
کرون تمپر مین اپنی جان قربان

پھرا اتھا یون کہ تمسے حال کہدون
ڈرا اتھا یون کہ کیونکر مین جدا ہون

نہین طاقت کہ مین کہنا نہ مانون
نہین لازم کہ حکم شاہ ٹالون

ولیکن شک ہے میرے دل مین اے شاہ
نہین ملنے کا مین پھر تمسے واللہ

دکھاؤ مجکو اپنا روئے گلنار
ذرا مین دیکھ لون اب دوسری بار

حسین اسباب سے گھبرائے روئے
نہایت دل میں پچھتائے روئے

مگر رخصت کیا مسلم کو شہ نے
لگا اک آہ بھر کے وہ یہ کہنے

کہ اے تقدیر ہے شکوہ یہ تجھسے
کیا مجکو جدا سرور سے تو نے

کہا مسلم سے کوفے تھے جو ہمراہ
کہ تم مرنے سے ڈرتے ہوگے واللہ

کہا مرنا ہے کسکو شش و پنج
مگر ہے شہ کے دوری کا مجھے رنج

غرض کھینچا مدینے میں وہ شبکو
بلائے پاس اپنے بیٹے دو نو

گلے اونکو لگایا سنہ کو چوما
ہوا رو رو کے یون شفقت سے گویا

نہایت شاق ہے دوری تمہاری
ہوئی جاتی ہے بدحالت ہماری

ہمیں لازم ہے اب کوفے کو جانا
چلو تم بھی ہمارے ساتھ بیٹا

غرض ہمراہ لیکر دونون بیٹے
چلا کوفے کے جانب اپنے گھر سے

اجو رسے پڑ گئے تھے دو جو رہبر
گئے وہ پیاسکی شدت سے خود مر

معہ فرزند مسلم کو بمشکل
ہوا اوس دشت میں کچھ آب حاصل

مگر از آتش ہجران سرور
شدہ اندام مسلم مثل اخگر

معہ فرزند کوفے میں پہنچکر
رہے مسلم وہان مختار کے گھر

غرض کوفے میں تھے جو دوست انکے
خبر آنیکی سنکر انکے آئے

ہوئے جب جمع آکر دوست اوس جا
پڑھا نامہ حسین ابن علی کا

لگے سب رونے سنکر نامۂ شاہ
وزان پس کھینچی سینے سے اک آہ

کہا ہم تابع فرمان ہیں تیرے
غلام باوفا ہیں شاہ دین کے

بہت سے اہل کوفہ کرکے بیعت
بجا لانے لگے آداب خدمت

رفاقت میں ہوئی اک فوج جرار	لگا رونق پکڑنے دین کا بازار
ہوئی ہمرہ جو مسلم کی جماعت	لکھا نامہ شہ دین کو بہ عجلت

نامہ نوشتن و فرستادن مسلم بن عقیل بخدمت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

کہ اے سبط رسول اللہ عالم	امام المتقین و شاہ عالم
مخلص ہو کے تم سے میں یہاں پر	بفضل ایزد جو پہنچا ای برادر
شریف کوفہ میرے پاس آئے	بہت کلمے تسلی کے سنائے
بدل کی میری خاطر سب نے بسیار	کیا پھر تیرا ظاہر شوق دیدار
غرض ہژدہ ہزار اشخاص جنگی	مشرف ہو گئے بیعت سے میری
امنگ اب دل میں فتح شام کی ہے	ترقی دن بدن اسلام کی ہے
جب آئی خاطر اقدس میں یا شاہ	یہاں تشریف لائیں آپ والا
بدل گرویدہ ہیں کوفی تمہارے	بہت غمدیدہ ہیں کوفی تمہارے
کسی صورت نہ تم اندیشہ کرنا	چلے آنا یہاں پر بے محابا
خدا وہ دن کرے جو ہو ملاقات	نہیں کچھ اس سوا اب دوسری بات
غرض لکھ دیا قاصد کو نامہ	ہوا اسکے جانب وہ روانہ

آگاہ شدن حاکم کوفہ از حقیقت حال ہا

لکھا ہے یہ کہ نعمان خوک ظالم	بہت عرصے سے تھا کوفے کا حاکم
سنا جو حال مسلم اوسنے ناگاہ	ہوا غصے سے احمر روئے گمراہ
نکلکے مسجد جامع میں آیا	وہاں پر اہل کوفہ کو بلایا

ہوئی جب جمع مجلس آ کی ساری ۔ گیا منبر کے اوپر پھر وہ ناری
کہا اے کوفیو باز آؤ شر سے ۔ نہیں گمرہ جاؤگے پھری نظر سے
ڈرو حق سے کرو رحم اپنے اوپر ۔ اوٹھانا اسقدر اچھا نہیں سر
نہیں کی میں نے ابتک کچھ برائی ۔ کہا مانو کہ ہے اس میں بھلائی
نہیں تو کھینچکر اک تیز خنجر ۔ جدا کر دونگا سر تن سے برابر
یہ کہکر اوترا وہ منبر سے نیچے ۔ گیا وہ اپنے مکانمیں اپنی اوٹھکے
جو تھے جاسوس کوفے میں بلائے ۔ موافق حکم کے فوراً وہ آئے
لکھا نامہ یزید بیجیا کو ۔۔ ۔ کہا جلد لیے جا کے شہ کو یہ دو
یزید اس حال سے واقف ہوا جب ۔ بلا سرجون رومی کو کہا تب
کہ تو دستور میرا ہے بدستور ۔ بتا تدبیر مجکو جو ہو منظور
کہا سرجون نے اے حاکم شام ۔ نہیں ہے اس سے بہتر کوئی اب کام
عبید اسد جو ہے بصرے کا حاکم ۔ وہ ہے ابن زیاد سخت ظالم
لکھو فرمان یہ اب اوسکو مقرر ۔ کہ تا ئب چھوڑ بصرے میں بلا کر
شتابی جا کی کر کوفی کو تسخیر ۔ نہیں تجکو مناسب اس میں تاخیر
یزید بیجیا نے ہوکے راضی ۔۔ ۔ عبید اسد کو لکھا خط شتابی
کہ اے غم خوار اے دلسوز جانی ۔ خبر پائی ہے یہ میں نے نہانی
کہ مسلم جا کے کوفیمیں رہا ہے ۔ حسین پاک کا نائب بنا ہے
بہت سے کوفیوں نے کی ہے بیعت ۔ بجا لاتے ہیں وے سب شرط خدمت
سند کوفے کی لے اور جلد جا تو ۔ نکرو اس بات میں سستی ذرا تو

ہین اہل کوفہ جتنے اونکو سمجھا | نہین تو کاٹ سر اونکا خدا را
جو مسلم کو مری بیعت سے ہو عار | تو اوس کا بھی جدا کرنا سر اکبار
سند کوفیکی جو یعوں نے پائی | عوض غم کی خوشی دلمین سمائی
کہ اتنے مین خبر جاسوس لایا | دعائین دیکے ظالم کو سنایا
کہ آیا ہے غلام ابن علی کا | حسین با صفا آل نبی کا
سلیمان نام ہے بصرہ مین مکتوب | او نہین سب اہل بصرہ پڑھتے ہین خوب
لکھا ہے یہ کہ اے اشراف بصرہ | وا اے مسکون کل اطراف بصرہ
اگر تم طالب دین نبی ہو | قدم کو راہ مین اوسکی اوٹھاؤ
کہ ہے کوفیکی جانب کوچ میرا | کرون کا غضب مین وان جا کے ڈیرا
اگر تم میرے صادق دوست ہوگے | خدا کی راہ سے کیونکر ہٹوگے
اکٹھا ہوکے کوفے طرف آؤ | پیو پانی وہان کھانا یہان کھاؤ
سنا بصرے کے حاکم نے جو یہ حال | ہوا غصے سے آتش کیطرح لال
کئے چند آدمی اسپر مقرر | سلیمان کو کرین دریافت گھر گھر
نکلتے بیٹھتے جس گھر مین پائین | پکڑ کر اوس کو میرے پاس لائین
اذان لیس اہل بصرہ سب بلا سے | وہ مجبورانہ ڈرتے ڈرتے آے
کہا کوفیکی دیکھو یہ سند تم | سمجھتے ہو جہان کا نیک و بد تم
رسول ابن حیدر مل گیا ہے | پتہ دیکے مجھے کامل گیا ہے
تمہارے نام اوسنے سب بتائے | کہ ان ان کو وہ ہے مکتوب بھیجے
لہذا تمکو سمجھاتا ہون سمجھو | تمہین حق مین بھا تم اپنے جانو

روانہ ہونگا کوفیکو مین فردا | مرا بھائی یہان حاکم رہیگا
خبردار اوسکی کرنا تم اطاعت | نہ کرنا کوئی ظلم و جور و بدعت
خطا جو مین سنونگا کچھ تمہاری | کرونگا قتل دم مین بستی ساری
وڑی کل اہل بصرہ سنکے تقریر | پکڑ لائے سلیمان کو بہ تدبیر
حوالے کر دیا حاکم کے لا کر | کیا قتل اوسنو خود ویکر شتابکر
لکھا تھا شاہ دین نے جسکو نامہ | معارف بصرے مین مشہور وہ تھا
اوسے ہمراہ لیکر اپنے ظالم | چلا کوفیکی جانب سے تیکے حاکم
لکھا تاریخ اعثم مین ہے بیشک | قریب کوفہ جب پہنچا وہ مردک
کیا اتنا توقف اوسنے اوس جا | کہ دو ساعت زمانہ شب کا گذرا
پھر اوسنے اک عمامہ سر پہ باندھا | شب یلدا سے بھی افزون سیہ تھا
نقاب اسوجہ سے لٹکایا بررو | کہ کوئی شخص پہچانے نہ مجکو
غرض ہوکر ملبح اور رہیا | چلا کوفیکو وہ از راہ صحرا
سواری اونٹ کی ہمراہ تھا لشکر | کہ پہنچا جاکے کوفے مین وہ خودسر
وہان کوفیمین شہرت تھی یہ گھر گھر | کہ آج آئین گریا نبیر ابن حیدر
جو دیکھا لشکر اوس ملعونکا سبنے | حسین آئے یہ دلمین اپنے سمجھے
نکلکر اپنے گھر سے یکبارہ | گئے سب اہل کوفہ بہر دیدار
کہا سبنے کہ اے سبط محمد | ہوئی خوش وقت مین یہان تیری آمد
درود و مرحبا سب نے سنایا | سلام شوق ہر اک نے جتایا
سلام اک اک کا لیتا تھا وہ بیباک | مگر کہتا نہ تھا کچھ منہ سے ناپاک

چباتا تھا مگر غصے سے لب کو
نگاہ غیض سے تکتا تھا سب کو

لکھی ہے ایک راوی نے روایت
جب آئی سامنے جائے سکونت

کیا نعمان نے دروازیکو بس بند
کہا جا یا نسے اے احمد کے فرزند

فساد و فتنہ اس شب یان نکر تو
بہت گھر ہین کسی مین جا اوتر تو

سحر کو یہ مہم ہو ویگی آخر
جو ہونا ہوگا وہ ہو ویگا ظاہر

غرض سب اہل کوفہ تنگ ہوکر
اوسی دشنام دیتے تھے برابر

شتابی کھولدے اے بے حیا در
کہ آپہنچے ہین فرزند پیمبر

کہ مسلم بن عمر نے نعرہ مارا
کہا اب کوفیو سنے بے محابا

عبید اللہ ہے یہ سرور نہین ہین
لڑو اب تم تو ہم باہر نہین ہین

عبید اللہ بھی ہٹہ کے آگے آیا
نقاب اولٹا لعین نے منہ دکھایا

سبھون نے اوسکو پہچانا برابر
ہوئے کوفی فراری و انسی نکیر

اوٹھا نعمان بد باطن شتابی
دیا در کھول ظاہر کی خرابی

گیا ملعون نے اندر اوسکے ڈیرا
گئی شب ہو گیا آخر سویرا

سحر کو مسجد جامع مین آیا
وہانپر اہل کوفہ کو بلایا

سند کھولی دکھائی اور پڑہائی
بہت سی کی ہر اک کی پھر تشفی

کیا امیدوار اوسنے بہت
کہ دینگے تمکو ملک و مال و خلعت

غرض پھر دوسرے دن جو بلایا
بہت غصہ کیا و نکو ڈرایا

ہوا اسلام کو جو معلوم آیا
وہان ابن زیاد زشت رو کا

ہراسان ہو کے اپنے دلمین گھبر
چلے آئے وہ ہانی کے مکانپر

کہا اس شہر مین مین ہون مسافر ۔ نہین رتبے سے میرے کوئی باہر
اگرچہ حق کو تم پہچانتے ہو ۔ حسین ابن علی کو مانتے ہو
تو رہنے کو مجھے اپنا مکان دو ۔ کہ شر دشمنان سے تا امان ہو
کہا اوسنے کہ یہ گھر ہے تمہارا ۔ اوسی دم جاکے حجرے کو سنوارا
کیا محفوظ اونکو اپنے گھر مین ۔ جو ڈہونڈا دوستون کو فی بہر مین
خبر مسلم کی آخر سب نے پائی ۔ ادا کی آکے شرط آشنائی
غرض عشرون ہزار آدم نے بیعت ۔ ہوئے آکر مشرف فی الحقیقت
مگر ابن زیاد زشت صورت ۔ طلب مسلم کی کرتا تھا نہایت
مگر پاتا نہ تھا اوس کا ٹھکانا ۔ کرے جو قید لاکر مجرمانا
مگر اک روز اک حیلہ وہ سوچا ۔ ہوا معلوم تو حیلہ وہ یہ تھا
کہ معقل نام تھا اوسکا غلام ایک ۔ مگر تھا روز یہ بھی اوسکا نام ایک
بلاکر سہ ہزار اکبار درہم ۔ دئے حیلے کو اپنے اوسنے اوسدم
کہا جو دوست ہو ابن علی کا ۔ کر اوس سے جاکے ربط و انس پیدا
ازان پس اوس سے یہ کہنا کہ ای یار ۔ مین ہون ابن علی کا دوسی غمخوار
نہایت مال و زر مسلم کے خاطر ۔ ہوا ہو مین یہان پر لیکے حاضر
توقع ہے کہ لیجا کر مجھے یار ملا ۔ دکھا مسلم کا تو دیدار اکبار
یہ مال و زر اوسی سب نذر دونگا ۔ قدم اوس شاہ کی جھک کر مین لونگا
کہ وہ ہتھیار گھوڑا مول لیکر ۔ جو دشمن ہو لڑے اوس سی مقرر
اگر لیجانے وہ مسلم کے گھر پر ۔ تو تو مجکو بتا دینا وہ ہے گھر

اگر یہ کار تو کردے گا میرا — تو وہ اس زر سے میں بہرہ ونگا تیرا
غلام اوس زر کو لیکر باہر آیا — چلا چل ایک مسجد میں در آیا
نمازی اک وہاں پایا مسلمان — ادا کرتا تھا سجدہ از دل وجان
سفید اوسکی نظر آئی جو پوشاک — تو سمجھا اپنے دل میں عبد ناپاک
کہ یہ بیشک مسلمان ہے ولی ہے — ہوا خواہ حسین ابن علی ہے
جو اوسنے سجدے سے پائی فراغت — گیا یہ پاس اوسکے بے اجازت
سلام اوس مرد مومن کو سنا کر — دلی مطلب سے اپنے آشنا کر
کہا میں شام کا ہون رہنے والا — بہت سا زر ہون اپنے ساتھ لایا
خدا نے حال پر کی میرے رحمت — حسین پاک کی دی مجکو الفت
اگر کوئی کرے یہ رہنمائی — کہ ہو مسلم تلک میری رسائی
تو جتنا مال ہے ہمراہ میرے — وہ سب میں نذر دون مسلم کو جاکے
کہا اوس شخص نے اب راست کہدے — مجھے کس طرح سے پہچانا تو نے
کہا جسنے اس مسجد میں نمازی — ہے اوسنے بڑھکے نیت نیک تیری
کہا اسو جہ سے سب بھید تجھسے — ہدایت کی ہے اب امید تجھسے نہ
کہا تو تول دے سوگند کھا کر — کہ یہ ظاہر نہو گا اسرکسی پر
تو تیری میں کرونگا رہنمائی — بخوبی ہوگی مسلم تک رسائی
قسم جب کھا چکا وہ عبد ناپاک — کہا جاکل تو آنا یاں نہ بیباک
کرونگا یار تیری رہنمائی — کہ تجھ میں پائی بوئے آشنائی
کہا معقل نے نام اپنا بتا تو — کچھ اپنا حال تو مجکو سنا تو

کہا مسلم ہمارا نام ہے لیک
غرض رخصت ہوا وہ عبد مکا
ہوئی جب صبح اگلی دن موافق
بموجب قول کے بن عوسجہ نے
ہوا مسلم سے وہ ملعون قدمبوس
کیا پھر نذر مسلم مال اور زر
کہا مسلم نے مصحف اس سے اوٹھواؤ
کرے ہرگز نہ یہ حال آشکارا
اوٹھایا اوسنے قرآن کو ذرا سے
نہو گا بھید مجھسے آشکارا
جو دیکھی اوسنے ایسی راست بازی
مشرف پھر ہوا بیعت سے جب وہ
ہوا کل حال مسلم سے جب آگاہ (یعنی غلام)
کیا آگہ عبید اللہ لعین کو مہ
کیا جو دوسرے دن اوسنے دربار
ہوئے دربار میں حاضر برابر
کہاں رہتا ہے ہانی عروہ بولو
کہا مدت ہوئی بیمار ہے وہ
[illegible]

پدر کو عوسجہ کہتا ہے ہر ایک
گھر آیا اپنے ہوکر شاد بسیار
گیا پاس اوسکے پھر وہ عبد مکار
ملایا اوسکو بس مسلم سے جاکے
کہا گمراہ تھا میں ہائے افسوس
کہا اب کیجئے الطاف مجھ پر
قسم اس امر کی کھائے تو کھواؤ
رہے ہر وقت میں ساتھی ہمارا
کہا سوگند کھا اوس باصفا سے
خدا شاہد ہے اور مصحف ہمارا
ہوئے سب باخدا لوگ اوس سے راضی
رہا ہانی کے گھر میں رات دن وہ
نکل بھاگا مکان سے پھر وہ گمراہ
سنایا حال سب اوس بد یقین کو
محمد اشعث اور اسما ہو تیار (بن خارجہ)
لگا تب پوچھنے اوسنے وہ عذر
نہیں دیکھا ہے مدت سے جو اوسکو
نہیں آسکتا یاں پیارے وہ
[illegible]

مکانکو بیٹھتا ہے وہ بیشک
مین ہون مشتاق اوسکو دیکھنے کا
کہا دونونے ہم اسوار ہوکر
گئے وہ دونون ہانی کو بلایا
جو پایا دونونے ناچار اوسکو
ولیکن جب رہا کو شک وہ نزدیک
کہا یارو لرزتا ہے مرا دل
دیا دونونے پھر اوسکو دلاسا
کہ ایکی لگا باتین وہ کرنے
بڑہا کر منزلت حق سے نبی کی
کہا ہانی نے یہ کیا ماجرا ہے
کہ مسلم کو جگہ دی اپنی گھر مین
ہزارون کو فیونسی لیکے بیعت
کہا ہانی سنے ہوکر سخت ناچار
ہوا یہ سنکے حاکم خشم آلود
کہا اس شخص کو پہچانتے ہو
جو ہانی نے نظر کی اوسطرف کو
کہا شرمندہ ہوکے سر جھکا کر
نہین مسلم کو مینے کچھہ بلایا

نہین آتا مرے مجہکو یاد تک
وزارتم دونونسے باکی کہتا
گر آتا ہے تو لاتے ہین مقرر
نہ آتا تہا اونھون نے دل بڑہایا
تسلی کی کیا اسوار اوسکو
تو ہانی کا ہوا بس رنگ تاریک
کہ وہ جلاد ہے ظالم ہے قاتل
غرض وہ مرد با حق وان تک پہنچا
کہ ہانی کچھہ تو اپنے دلمین سمجھے
صفت کرنے لگا ابن علی کی
کہا اس سے زیادہ اور کیا ہے
بڑہایا دشمنون کو میرے یہ مین
بڑہا لی ابن حیدر سے عقیدت
کہ مین واقف نہین مسلم سے زنہار
بلا کے کر دیا چیلے کو موجود
ذرا آنکھین اوٹھا کر دیکھہ تو تو
تو پہچانا وہ ہی معقل ہے یہ تو
خطا میری نہین ہے اس مین بھر تو
مکانپر میری شب کو خود وہ آیا

پناہ اوسنے جو لی اگر مرے گھر — حیا مانع ہوئی اوسدم مقرر
کروں کیونکر میں اوسکو دل شکستہ — بتاؤں کیا میں اپنے گھر سے رستہ
جو گھر جاینگی دو مجھکو اجازت — تو کر دوں عذر کرکے اوسکو رخصت
کہا ملعون نے غصے سے کہ ہیہات — تجھے میں جانے دوں یہ ہو کوئی بات
نکر دے جب تلک مسلم کو حاضر — نہووے جب تلک خوش میری خاطر
کہا ہانی نے یہ ممکن نہیں ہے — بھلا یہ امر بھی جائز کہیں ہے
کہ جو زنہار کا طالب ہوا آکے — بتادیں راستے اوسکو دغا کے
شریعت میں بدرجہ ناروا ہے — طریقت میں سدا سر یہ خطا ہے
مروت سے ہماری دور ہے یہ — نہیں ہرگز نہیں منظور ہے یہ
غرض ابن زیاد بیحیا نے — اوسے بھجوا دیا پھر قید خانے
مگر اسماے ابن خارجہ نے — کہا حاکم سے خوب آزردہ ہوکے
کہ اے مکار و اے غدار خونی — ارے کافر ارے ظالم جنونی
اوائل میں ملائم ہو گیا تو — پھر آخر ایسا ظالم ہو گیا تو
ترے کہنے سے ہم ہانی کو لائے — اوسے بھیجا ہے تو نے قید خانے
وعید قتل دیتا ہے اوسے تو — یہ کیا کردار ہے اے مرد بدخو
لعین ابن زیاد آشفتہ ہوا تیز — بلائے جلد تر سرہنگ خونریز
اونھوں نے ایسا مارا اوسکو افسوس — کہ اپنی زیست سے وہ ہوکے مایوس
لگا ہانی سے یہ کہنے کہ یکبار — مجھی اب زندگی کا آئینے ہے شک
دو بارا اوسنے ہانی کو بلا کر — کہا سچ سچ بتا او بانی شر

تو اپنی جان کو ہے دوست رکھتا — کہ ہے مسلم کی جان پر دسے شیدا
جو ہے منظور اپنی زندگانی — بلا گھر سے نکر اوسکو نہانی
کہا ہانی نے مین سو جان قربان — کرون مسلم پہ ہون صادق مسلمان
مگر حاصل ہے تجکو آج قدرت — طلب کرنے اوسے یان از حکومت
جو ہو منظور اوسکے حق مین کر تو — نہ پوچھ اب مجھسے کچھ اے بیخبر تو
کہا مسلم ترے گھر مین ہے موجود — بگڑنا تیرا اے ہانی ہے بے سود
منگائی پھر عصا مین اور کوڑا — بدن سے اوسکے کپڑون کو اوتارا
نواسی سال کی تھی عمر اوسکی — محمد مصطفے تھے اوس سے راضی
مصاحب تھا علی مرتضے کا ہانا — غلام باوفا تھا مصطفے کا ہانا
چڑھا کے ٹکٹکی پر اوسکو مارا — بہت غصے سے پھر ملعون پکارا
اگر منظور ہے اپنی رہائی — بلا مسلم کو جلدی گھر سے بھائی
سنا ہانی نے کچھ کہنا نہ اوس کا — نہ بولا منہ سے وہ اصلا نہ بولا
لگا ہے پانسو کوڑے لگائے — اوسیدم غش پہ غش ہانی کو آئے
کہا لوگون نے پھر حاکم سے بڑھکر — کہ ہے یہ پیر اصحاب پیمبر
اگر سرکار ہمکو حکم دیوین — تو اسکو ٹکٹکی پر سے اوتارین
غرض اون سب کی کہنے سے اوتارا — اوسیدم مرگیا ہانی بچارا

روایت

روایت ایک یہ بھی ہے مقرر — اوسی بازار مین سولی چڑھا کر
سر اوس کا کاٹکر تن سے کیا ایک — لے آئے پیش حاکم چند مردک

خبر جو کابین مسلم کے پہنچی یہ
کہ دی بازار مین ہانی کو سولی

یہ سنکر غیض مین آئے نہایت
ہوئی غصے سے رخکی سرخ رنگت

جو تھی ہمراہ دو بیٹی سفر مین
اونہین پہنچا دیا قاضی کے گھر مین

شریح اوس قاضی کو کہتے تھے اشخاص
وہ شہر کوفہ کا باشندہ تھا خاص

کہا مسلم نے اپنے نوکرون سے
ندا دو شہر کوفہ مین یہ جا کے

کہ اے یاران اہل بیت تم سب
یہان پر جمع ہوکے آؤ جلد اب

مری باعث سے ہانی کو جو مارا
عبث ہے دہر مین جینا ہمارا

یہ سنکر جسقدر تھے دوست اوسکی
مسلح اور مکمل ہوکے آئے

لکھا ہے سنی ہزار آدم بلا کے
ہوئی موجود مسلم پاس آکے

اوسیدم ہوکے مسلم پانسی اسوار
اور اون لوگون کو ہمرہ لیکے یکبار

چلی لڑنیکو سوئے قصر حاکم یہ
ہوا اس حال سے آگہ جو ظالم

کہا اونسے جو تھے مجلس مین موجود
کہ کیا تدبیر کیجے جس سے ہو سود

غرض کہنے سے اون لوگونکی اوسدم
کیا دربند گھر کا ہوکے پر غم

لکھا ہے یہ کہ مسلم سنے سراسر
کیا اوس گھر کے گردا گرد لشکر

لگی پھر ہونے دونون مین لڑائی
غرض آخر کو یان تک نوبت آئی

ہوا نزدیک لیلین اوس مکانکو
ضرر پہنچائین اوس حاکم کی جانکو

ڈرا کافر کہ اب مارا پڑا مین یہ
عبث بیکار مسلم سے لڑا مین

کہا اوسنے زسرداران کوفہ
کہو اونسے کہ اے یاران کوفہ

ڈبو و گھر بار اپنا مت مٹاؤ یہ
عیال اطفال اپنے مت کٹاؤ

وگرنہ قہر ہوگا میرا نازل مہ
کثیر و شہر و بست شیخیت سبھی
کثیر اسفوری کہ نشے یہ جا کر
چلا آتا ہے سر پہ لشکر شام
قسم کھا کر یہ کہتا ہے امیر اب
جلا دونگا میں دم میں شہر کوفہ
گنہگار اور جتنے بیگنہ ہیں مہ
کرونگا ایکدم میں سب کو پامال
زن و فرزند کا اپنے کرو دھیان
سنی جو کوفیون نے ایسے کلمات
قدیمی رسم اپنے یاد لائے
ہوئے بیخوف ایسے بیوفا وہ
غرض سورج نہ پوشیدہ ہوا تھا
گئے مسجد میں مسلم واسطے پرغم
جو باہر آئے مسجد سے تو دیکھا
کہا دل سے یہ حیران ہوکے اپنے
طریق راستی سے ہے یہ افسوس
غرض کوفی سے مسلم ہوکے بیزار
سعید ابن احنف آ سکے ناگاہ

کرونگا قتل سب کو بنکے قاتل
اوٹھے چار دن کہ تھی شبہ کوئی
لگا کہنے پھرا ہے سب کا کیا سر
کیا ہے تمنے کیون کو نیکو بدنام
کہ مارے جاؤگے تم سب شریر اب
مٹا دونگا میں دم میں شہر کوفہ
مرے آگے مثال گرد وہ ہین
نہ چھوڑونگا اونہیں بندہ میں نے کہاں
سب چلے جاؤ یہانسے مت ہو نادان
ہوئی واسطے فراری صاف ہیہات
قسم اور قول جو تھی سب بھلائے
کہ گویا تھی نہ ہرگز آشنا وہ
کہ دس کس نہ تھی موجود اوس جا
ادا کرکے نماز مغرب اوسدم
کہ وہ دس بھی نہین موجود اوسجا
کہ کیسے قول تھے ان کوفیون کے
کہ ہین دورا ان کوفیکوون کو سلام
کسی جانب ہوئی چلنے کو تیار مہ
ملا مسلم سے اور پوچھا کہ یا شاہ

ادہر جاتی ہوا اسدم ہوکے اسوار | کہا جاتا ہوں باہر کوفی کے یار
کسی جا جا کے ٹھہروں قصد یہ ہے | سہوں کوفی میں سر کر جہد تا کے
سعید ابن احنف نے یہ سنکر | کہا ہرگز نہ جائیں آپ باہر
شناسہ شہر کے دروازے ہیں بند | کہ باہر سے جائے گا تو اسے خردمند
سر رہ لوگ تیرے جستجو میں | لگائے گھات بیٹھے ہیں کہ یکدم
کہا مسلم نے کیا مجھ پھر اسدم | کہا چلئے ہمارے ساتھ بیغم
غرض مسلم کو ہمراہ اپنے لیکر | کثیر اہل باطن سے مکان پر
سعید آکر جو پہنچا تو پکارا | کھڑا ہے در پہ مسلم جلد تو آ!
کثیر اسبات کو سنکر یکایک | نکل آیا برہنہ پا بلاشک
ہوا اسنہ دیکھ مسلم کا بہت شاد | کہا یہ امر ہے یارو خداداد
کہ مسلم کے قدم آئے ادہر کو | کروں سجدہ میں کعبہ ہی کہ ہر کو
گرا قدموں پہ پھر مسلم کے جھک کر | کہا میرا نہیں ہے آپ کا گھر
غرض مسلم کو پھر گھر میں وہ لایا | تسلی کر کے اچھی جا بٹھایا
کہا کہ گھر میں تہ خانہ تھا اوسکے | اوسی میں کردیا پوشیدہ سب سے
مگر یہ حال غمازوں نے جا کے | کہا ابن زیاد زشت رو سے
کہ مسلم شہر میں جا کر رہا ہے | کثیر اپنے مکان میں لیگیا ہے
چھپایا ہے اوسے گھر میں چھپا کر | مناسب ہے کہ اوسکا گھیر لو گھر
کہا ابن زیاد زشت رو نے | بلا کر یہ کثیر خالد سے اسنے
کہ جا ہمراہ لشکر لیکے اپنے | پکڑ لاؤ اوسکو اور لڑکو اوسکی

چڑھا بیٹا لعین کا فوج لیکر | گیا اوس کی سپر کے گھر کے اوپر
لیا گھر گھیر اوس لڑکے کا جا کر | کہ تھا وا وُ دشنام اوس کا مقرر
پکڑ کر اوسکو بھیجا باپ کی پاس | مگر پایا نہ مسلم کو ہوئی یاس
کہ اتنے مین کنیز آ گئے جو آیا | اوسے خالد نے کیں غصے سے دیکھا
کھلے کھلے زبانسے طعن آمیز | کنیز اوس پر ہوا پھر تو بہت تیز
کہا اے بیحیا ملعون کافر | تو کہتا بات ایسی بھولکر پھر
مجھی مطلق نہین پہچانتا ہون | مگر ہان اسقدر مین جانتا ہون
پدر کو تیرے بوسفیان نے جسدم | لیا تھا باندہ غصے ہو کے محکم
چھڑایا تھا سفارش کر کے مینے | اوسے زندہ کیا تھا مرکے سینے
ترا کیا منھ ہے کیا رتبا ہے تیرا | ترا کیا دل ہے کیا گردہ ہے تیرا
کرے جو ساتھ میرے تو سفاہت | یقین ہی اولٹی کھینچے خود ندامت
یہان پر تھے سنہائے خصومت | کہ اوٹھا کوفے سے شور قیامت
لگے نقارے جنگی دینے آواز | لڑائی پر تھا اوس مجمع کو اک ناز
غرض جتنے کنیز با صفا کے | وہان پر آشنا و اقربا تھے
سنا جو یہ کنیز با صفا کو | اور اوس کے ایک طفل مہ لقا کو
پکڑ کر لیگیا خالد مکان سے | نہ نکلا کام کچھہ پیر و جوان سے
قریب دس ہزار آدم دلاور | وہان پر جمع ہو کے آئے یکسر
غرض پھر جا کے خالد کے مکان پر | کیا اون سب نے نہایت شور و شر
بہت گھبرا گیا مردود کافر | ڈرا دل مین کہا تو مین گیا گھر

رفیقوں نے کہا کہ تجھے یہ جاؤ ملا
کنیز اور اوسکے بیٹے کو دکھاؤ

کہ خاطر جمع ہے اوسکے برادر
تسلی پا کے جائیں اپنے گھر پر

جو اپن کو تجھ سے دونوں کو دکھایا
دل مضطر کو سب کی چین آیا

سنا تھا یہ گئے دونو نہ مارے
جو دیکھا زندہ لڑکوں سے پھر آئے

لڑائی ہوگئی موقوف یکبار
پیادو نے کہا خالد کی ناچار

کنیز اپنے پسر کو چھوڑ کر یاں
ابھی خود جا کی سمجھائی وہیں ان

چنانچہ عورتوں نے گھر کو پہنچایا
کثیر با صفا یارو نہیں آیا

اونہیں سمجھا کے اوسکے گھر پہنچایا
اذان سے پیشتر آپ مسلم پاس آیا

ہوا خوش جب گھڑی مسلم کو دیکھا
جو امردونکا ہے ایسا ہی لیکھا

کہ وقت شب سلیمان اور مختار
اور اونکے ساتھ اہل کوفہ بسیار

اکٹھا ہوکے اوس کی پاس آئے
بہت ربط قدیمانہ جتاتے

کہا یہ مصلحت ہی سب سے بہتر
کہ کل لڑکے کو لے آؤ یہاں پر

چلو پھر لیکے مسلم کو شتابی
کہ ہے کوفے مین رہنے سے خرابی

عرب مین چلکے لشکر جمع کرکے
ملو آکے حسین ابن علی سے

پھر اونکو ساتھ لیکر ابن فی الفور
کرو ان دشمنو نسے جنگ کا طور

یہان یہ مصلحت ٹھہرائی سب نے
قسم خالق کی اپنے کھائی سب نے

کہ اتنے مین ہوئی جو صبح پیدا
تو عامر شام سے اوس جا یہ پہنچا

لکھا ہی وشل ہزار آدم تجھے ہمراہ
ملا آکر عبید اللہ سے گمراہ

عبید اللہ نے خوش ہوکے بہت سا
کثیر با صفا کو پھر بلایا

کثیر باصفا مغموم ہے آپس — عبید اللہ کے آیا دغصہ پاس
مگر قوم اوسکی باصد شور و غوغا — ہوئی گرد مکان استادہ اوس جا
کہا ابن زیاد زشت رو نے — خفا ہو کے کثیر باصفا سے
بہانکر تجکو جان ہے دوست اپنی — دیا مسلم کی جان ہے دوستی ہی
کثیر باصفا بولا کہ کیا ہے مدعا ہے — نگہبان جان مسلم کا خدا ہے
ہے میری جان بہت لوگوں کے ہمراہ — جنہوں نے گھر ترا گھیرا ہے گمراہ
کہا ملعون نے مسلم کو منگا دے — نہیں تو ہاتھ جینے سے اوٹھا دے
ہے سوگند یزید حاکم شام — تمام اکدم میں کر دونگا ترا کام
کہا تجھہ میں نہیں ہے طاقت ایسی — جو کم کر دے مرا اک موئے سر بھی
ہوا غصے عبید اللہ سنکر — دہری تھی اک دوات اوسکے برابر
اوٹھا کر کھینچ ماری اوسنے اوسدم — لگی ماتھے پہ آکے اوس کے اوسدم
گئی وہ ٹوٹ ماتھے سے بہا خون — ہوا حال کثیر اوسدم دگرگون
کہ بیٹے نے کثیر باصفا کے — عبید اللہ پہ ماری تیغ آکے
مگر سر تک نہ پہنچی تھی وہ تلوار — کہ اہل کوفہ نے لیلی وہ تلوار
کثیر باصفا کے پر جبین سے — ٹپکتے تھے بہت سے خونکے قطرے
کھڑا تھا پاس وہ جاسوس اوسجا — کہ معقل نام تھا مشہور جسکا
جو مکر و جعل سے حیلہ سے یکبار — ہوا تھا حال مسلم سے خبردار
لگائے تھا کمر میں ایک تلوار — کثیر باصفا نے کھینچ یکبار
لگا دی بیچ اک اوسکی کمر پر — کہ دو ٹکڑے ہوا تن اوسکا یکسر
عبید اللہ نے جو یہ حال دیکھا — چھپا جا کر محل میں ایسا بھاگا

پیادون سے کہا لو اسکو تم مار
کہ یہ جیتا نہ جاوی پاس سے زنہار

غرض ایسا لڑا وہ مرد دیندار
کیا اک تیغ مین دس دس کو سمار

اوسی جنگ و جدل مین ناگہانی
ہوئی نازل بلاے آسمانی

گڑھے مین گر پڑا پیر اوسکا جاکر
گرا وہ شیر جنگی چرخ کھاکر

غلامون نے اوسے دم گرد آکر
شہید اوسکو کیا اعدا نے کیدر

اوٹھا بیٹا گیا جب باپ مارا
علم کر تیغ کو یکبار دوڑا

کیا نعرہ غضب کا شیر نر نے
کہ بے مارے لگے کفار مرنے

کیا یہ قصد چلیے سوئے کوشک
جو آیا سامنے مارا بلاشک

غرض تا قصر جاتی جاتے اوسنے
لکھا ہی پشت و پا سر وار ماری

کہ ناگہہ اک غلام بد جفا نے
لگایا پشت پر سے نیزہ آکے

سنان نیزہ کی سینے سے جو نکلی
ہوئی رخصت بدن سے جان اوسکی

اوٹھا اوس قصر مین اک شور محشر
کہ نکلا لشکر اوس ظالم کا باہر

ہوا قوم کثیر باصفا سے
مقابل دفعتہ لشکر وہ آکے

مگر قوم کثیر باصفا نے
کیا اک دم مین خیرہ اوسکو لڑکے

عبید اللہ لعین نے جو یہ دیکھا
ہوا لشکر ہمارا اسنے پسپا

کہا لشکر کے سردارونسے یکبار
مناسب ہی یہی اسوقت کردار

کہ دونو باپ بیٹون کا بہ ابرہ
تن ناپاک سے کرکے جدا سر

دکھا دو قوم کوفہ کو بس اسدم
کہ بھاگین دل شکستہ ہوکے باہم

چنانچہ ایسا ہی جو پیش آیا
تو بھاگے اہل کوفہ بے محابا

جو شب آئی تو پھر مختار بن اوس
سلیمان صرد خزاعی بھی اوٹھکے
لکھا ہے یہ کہ ورقائی جوان بھی
مگر تھے اوس محلہ مین برابر
کثیر اور اوس کے بیٹے کی شہادت
بدرجہ ہوگئے غمگین اور محزون
ازان پس سب پیادہ سوار ہوکے
دیار کوفہ سے باہر کو چلے یا
کہ ناگہ حضرت مسلم بچارہ رستہ
گھرے تنہا جو آکر پاسے انکے
تھی ہمرہ دو ہزار اسوار اوسکے
دو ناگہ دیکھ مسلم کو بولا
کہا شاہ ہون عرب کا رہنے والا
یہ ہے منظور مجکو پاسنے جا کر
کہا پھر جا نہین یہ راہ تیری
غرض وانسے کیا رستہ جو کچھ سے طے
ہین ہمرہ اوسکے بھی اسوار آتے
وہانسے بھی پھرا مسلم بچارہ
کنارے سے یہ جو پہنچے جاکے مسلم

گیا کوفے سے مضطر سعد کے پاس
گیا گھر بدر کے اپنے مکان سے
گیا قاضی کے گھر باصد خرابی
محبان علی کی سیکڑون گھر
جو ہین مسلم نے فرمائی سماعت
شب از خانہ نشان رفت بیرون
کیا یہ قصد دروازے کی رہ سے
نہین رہنا مناسب اب نکلئے
طلائے ہین عبید اللہ لعین کے
ہوئے بس زندگی سے اپنی مایوس
نبی محکم سپہ تنہا لارا اوسکے
کہ تو ہے کون اپنا نام بدلا
فرازہ کے قبیلہ سے کہون کیا
ملون پھر قوم سے اپنے برادر
پھر آنا چارجب تجھی نہ مرضی
تو دیکھا اوسنے خالد کو کھڑا ہے
کہ جتنے باپ کے تھے ساتھ اونکے
ملازم تمہارا جانیگا نہ رستا
تو دیکھا وانپہ استادہ ہی حازم

ہین اوسکی ساتھ بھی لبس و تنی اسوار
دلیرانہ وہان سے آپ گذرے
کہ پہنچے جانب بازار مسلم
زرہ پہنی تھے نیزہ ہاتھ مین تھا
لگائے تھے کمر مین تیغ خونخوار
جو حارس نے انہین دیکھا باین طور
کہا نعمان حاجب سے وہ جا کے
ازان پس پھر کہا حارس نے اتنا
چلا نعمان مثال باد صرصر
کہ ناگہ مسلم مظلوم نے بھی
تو دیکھا اک سوار و نکی جماعت
اوتر کر اپنی گھوڑی سے شتابی
روان گھوڑا ہوا بر شارع عام
چھپی اک مسجد ویرا مین جا کر
مگر نعمان بد باطن ستمگر
غرض وہ اسپ مسلم نے [illegible]
تو پکڑا دوڑ کر نعمان نے اوسکو
وہان سے پھر کے نعمان ستم زا
جو گذرا تھا کہا وہ حال سارا

کہ جتنے ساتھ تھے خالد کی اسوار
ہوئے آثار اتنے مین سحر کے
تھی اسپ خاص یہ اسوار مسلم
امارت تھی سواری سے ہویدا
شجاعت اور سطوت جسنے اظہار
کہا دل مین کہ مسلم ہے نہین اور
جو اپنی آنکہ سے دیکھا تھا اوسنے
در بصرہ کی جانب اوس کا رو تھا
اوسی جانب پچاس اسوار لیکر
پس پشت اپنی جو اوسدم نظر کی
چلی آتی ہے اس جانب بعجلت
لگائی اوسنے اوسدم بانگ ایسی
اوٹھا کر آپ ہی جلدی سے اقدام
گذر تھا آدمی کا اوسمین کمتر
چلا گھوڑی کے قدمو نکی نشان پر
محلہ مین جو چلا جون کے پہنچا
نہ مسلم کا نشان پایا سر مو
عبید اللہ لعین کے پاس آیا
عبید اللہ لعین سنکر یہ بولا

کہ ہر کوچے کے دروازے مقفل
خبر مسلم کی دیوے نہ کوئی اوسکے
اوسے ہم مال دنیا دینگے دم مین
نہ وقت اشتعال جب کہ نہ ہو کوتاہ ہم
اگر مسلم اوسی مسجد مین پنہان
کہ آخر جب ہوئی جب شب نمایان
مگر حیران تھا جاؤن کدہر کو مڑ
کبھی کہتا تھا جیدھرانہ یا حق مدد
نہ یار ہمدم نہ کوئی آشنا ہے
نہ قاصد ہے کہ میرا حال جا کے
غرض سرگشتہ و حیران و تنہا دم
کہ ناگہ اک دکانی در پہ پہنچا
بہت سی دانونکی تسبیح عمدا
کہ تھا مشہور طوعہ نام اوسکا
قریب آکر کہا مسلم نے مادر
اگر پانی پلادے مجکو ٹھنڈا
بجھا دی گر تو میری پیاس اس دم
اوٹھی طوعہ خنک پانی پلایا
دعا دیکر اوسے مسلم

منادی شہر مین کر دو یہ اول
جو لائے گا ہمارے پاس پہلے
تو نگر اور غنی کر دینگے دم مین
لگی اس جستجو مین پہرنے ہر دم
بھوکا پیاسا سینہ بریان
تو باہر آیا مسجد کی وہ گریان
کہا کسے ڈہونڈہ لاؤن راہبر کو
گئی جان حزین کیا میری ناحق
کہون کس سی مین حال دل کہ کیا ہے
گئے بالکل حسین ابن علی سے
چلا جاتا تھا اوس بستی مین مسلم
وہان بڑہیا کو اوسنے بیٹھے دیکھا
لئے بیٹھی تھی اور پڑہتی تھی کلما
محبت مہربانی کام اوسکا
مرا ہے تشنگی سے حال ابتر
خدا دیگا عوض اسکا بہت سا
ہوئی پیاس سی محشد کی بیغم
مگر جلتا تھا مسلم کا بجہا یا
تھکی ماندی تھے بیٹھے اوسجگہ پر

مگر اس امر کا اندیشہ تھا خاص — کہ مجکو ڈھونڈھتے پھرتے ہین اشخاص
خبر پاکر بڑھیا نے آکے یکبار — مبادا مجکو کر لیوین گرفتار
کہ بڑھیا نے کہا مسلم سے اوٹھو — یہان سے تم چلے جاؤ نہ بیٹھو
یہ شہر کوفہ پر آشوب ہیگا — یہان رہنا نہین اچھا تمھارا
ہے میرے واسطے بدنامی اسمین — سراسر ذلت و رسوائی اسمین
جہان پہلے تو رہتا تھا وہین جا — مری کہنے کو سنلے دل سے بیٹا
کہا مسلم نے کرتا ہون نہین ظاہر — سن اے مادر مین ہون مرد مسافر
نہایت بیکس و محتاج ہون مین — شریفونکا مگر سرتاج ہون مین
کدہر جاؤن مکان میرا کہان ہے — یہان تو تو ہی میری مہربان ہے
مجھے گر اپنے گھر مین تو امان دے — تو خالق تجکو جنت مین مکان دے
کہا بڑھیا نے کیا ہے نام تیرا — تو ہے کس خاندان سے مجکو بتلا
بہت بڑھیا نے جب پوچھا تو ناچار — کیا سب ماجرا پھر اوسنے اظہار
کہا مسلم تو یہ خستہ جگر ہے — عقیل باصفا اسم پدر ہے
حسین ابن علی عمزادہ بھائی — قضا لیکر مجھے کوفے مین آئی
مدینے مین مرے رہنے کی جا ہے — معین و یاور و حامی خدا ہے
ہو اس حالت مین بھی واللہ ہر دم — حسین ابن علی کی یاد پیہم
سنا جب نام مسلم پیرزن نے — گری قدمون پہ جلدی سر جھکا کے
غرض لیجا کے مسلم کو اوسیدم — بٹھایا گھر کے اندر اوسنے بیغم
پکا کے تحفہ پھر کھانا کھلایا — منگا کے آب پاکیزہ پلایا

دل مسلم نے جو راحت اوٹھائی — وضو کرکے نماز حق ادا کی

ہوئی ورد و ظائف سے جو فرصت — تو فرمایا اوسی دم خواب راحت

کہ اس عرصے مین اوس بڑہیا کا بیٹا — کہین سے پھرتا پھرتا گھر مین آیا

تو دیکھا اوسنے مادر کو کہ مضطر — کبھی آتی ہے اندر گاہ باہر

کبھی ہوتی ہے درد و غم سے گریان — کبھی ہوتی ہے بیٹھے بیٹھے خندان

کہا بیٹے نے اے ما آج کیا ہے — ترا کیا حال ہے کیا ماجرا ہے

کہا فرزند تو آرام سے سو — نکر تکرار مجھسے دور بھی ہو

بہت بیٹے نے پوچھا کرکے تکرار — کہا بڑہیا نے مین کرتی ہون اظہار

مگر تو قول دے سوگند کھالے — کہونگا مین نہ اس سر کو کسی سے

دیا بیٹے نے قول اور کھائی سوگند — کہا ما نے کہ اے فرزند دلبند

یہ مسلم ہے ہمارے گھر مین مہمان — خدا رس اہل ایمان و خدا دان

کرے جو جان و دل سے اسکی خدمت — خدا دیگا اوسے گلزار جنت

یہ سنکر سو رہا وہ طفل نادان — کہ دیکھا خواب مسلم نے پریشان

ہوا بیدار وہ مرد خدا دان — لگا رونے مثال شمع گریان

حسین اور دو نو بیٹے یاد آئے — بہت صدمے جدائیکی اوٹھائے

کہ اتنے مین ہوا جو دن نمودار — تو وہ بڑہیا کا بیٹا ہوکے بیدار

عبید اللہ لعین کے گھر پہ پہنچا — وہان پر جاکے اوسنے ایسا دیکھا

عبید اللہ لعین یاروں سے اپنے — یہ کہتا ہے کہ جاؤ جلد یا سنے

منادی شہر مین اسبات کی دو — کہ لائیگا پکڑ مسلم کو یہان جو

اوسی دونگا مین اتنا مال و دولت
کہ پھر تا زندگی ہو گی نہ حاجت

شہر مین گھر بار اوسکا اوڑا دونگا
سوا دشنام کے پھر کچھ نہ دونگا

سنا ان گا جب کسی کے گھر مسلم کا رہنا
اوسے مین قتل فوراً ہی کرونگا

سنا یا طوعہ کے بیٹے نے جو یہ حال
ہوا خوش آج لونگا مین زر و مال

کہا اشعث سے اوسنے ہوکے بیتم
کہ مسلم ہے ہمارے گھر مین اسدم

کہا اوسنے عبید اللہ لعین سے
ہوا خوش دل وہ بد احوال سنکر

بلا اوسنے عمر کو پاس اپنے
کہا سی صد جوان اشعث کو تو دے

غرض اشعث نے لیکر فوج ہمراہ
لیا گھر گھیر اوس طوعہ کا ناگاہ

یہان مسلم نماز صبح پڑھ کے
لکھا ہے یہ مصلے پر تھے بیٹھے

کہ آواز سم اسپان جنگی
بگوش مسلم غمناک آئی

یقین ہو گیا دل کو یہ لشکر
پکڑنے کو مرے آیا مقرر

غرض اوٹھکر مصلے سے اوسیدم
سجے ہتیار تن پر اپنے بیہم

برہنہ ہاتھ مین تلوار لیکر
نکل آئے مکان سے اپنے باہر

کیا حملہ مثال شیر یکبار
بہت سے قتل کر ڈالے وہ کفار

خبر بھیجی عبید اللہ لعین کو
کہ کچھ ہوتا نہین اشعث سے یان تو

یہ پیغام اوسنے پھر اشعث کو بھیجا
کہ تم سی صد ہو اور وہ مرد تنہا

نہایت جبن و نامردی ہے یارو
کہ تم اوسکو پکڑ سکتے نہین ہو

سنا اشعث نے بھیجا پھر یہ پیغام
ہے دہنیا یا جلاہا کوئی گمنام

کہ جسکی جنگ پر بھیجا ہے مجکو
دلاور شیر ہے وہ مرد خونخو

اوس وقت جنگ و جدل وہان ہے — اگر ہوتی آشتی وہ صلح خوان ہے
تجبر اشعث کو جب نہ پھیر پایا — اوسے اس طور کہتا ہے نہانی
نہ ان دیکھا اوسے لایا ستمگر — نہ ہو بیگا کبھی یہ کام تجھسے
کہا ہو بیگا میں بھی ساتھ سنگ تو — نہ ہوگا کبھی بھی میرے یہ کار
کہا اشعث نے مسلم سے کہ اب — عبید اللہ نے دی تجکو امان اب
نکر جنگ و جدل اے یار بیکار — نہان کر میان مین اب اپنی تلوار
میرے ہمراہ چل اوس سے ملادون — جو ہو مطلوب وہ تجکو دلادون
کہا مسلم نے اشعث سے نہ بک تو — جو دلمین آئے کر وہ بیدھڑک تو
نہایت کذب ہین اقوال کوفی — مین بالکل جانتا ہون حال کوفی
نہ کوفی دوست ہین نے باوفا ہین — مگر مطلب کے اپنے آشنا ہین
یہ کہکر پھر کیا حملہ جو یکبار — کیے مقتول و زخمی چند کفار
غرض عاجز ہوئے کل اہل لشکر — اوٹھا کی بعضون نے اونچے سے پتھر
تن نازک پہ مسلم کے جو مارے — ہوئے مجروح عضو جسم ساری
تو ناگہہ ایک کافر نے اوٹھا کر — لگایا جانب مسلم جو پتھر
لگا تیر ستم ایسا بہا خون — کہا رب سے نہایت ہو کے محزون
کیا تو نے شہید و نین سر افراز — شہادت کا دکھایا مجکو آغاز
یہ زنجیر جو روان میرے لہو ہے — قیامت مین یہ وجہ آبرو ہے
یہ کہکر منہ کیا مکے کے جانب — کہا اے ابن حیدر حق کی طالب
چچا تیرے کا بیٹا نیم جان ہے — نہیں معلوم مجکو تو کہان ہے

یہ کہکر ہاتھ سے رکھا پیالہ / پیوں گا حشر میں اب آب خالہ

کہ اک سعدین نے آکر بے محابا / لگایا پیٹ پر مسلم کے نیزا

گرا مسلم پکڑا اوسکو ستمگر / گئے لیکر عبیداللہ کے گھر پر

ہجوان ہنگام بر تخت ایالت / نشستہ بود با صد شان و شوکت

لعین کے روبرو مسلم جو آیا / تو سر شرما کے کافر نے جھکایا

کہا سب نے سلام اسکو کرو تم / یہ حاکم ہے یہ حاکم ہے ڈرو تم

کہا بیجا حبث ہے اس لعین کا / نہ دنیا کا نہ سو اسمیں ہے دین کا

اوٹھا کر سر کو اوس دم اوس لعین نے / کہا مسلم سے یہ آزردہ ہو کے

امیر شام سے کیوں تو پھرا ہے / امام دین و دنیا وہ بجا ہے

کہا تو نے یہ جھوٹی سے تقریر / امام دین و دنیا ہست شبیر

یہ اوسکو حکم سے آیا تھا اسجا / بجا لاتا تھا جو حکم خدا تھا

مگر اہل شقاوت نے نہ چھوڑا / کہ حق حقدار کو جا کر پہنچتا

کہا مسلم نے حاکم سے یقین ہے / مجھے اک بال بھر بھی شک نہیں ہے

تو میرے قتل کی دیگا اجازت / نہ چھوڑیگا مجھے زندہ سلامت

مناسب ہے کہ اس صورت سے پہلے / کسی کو پاس میرے بھیج تو دے

قریش اوسکا حسب ہوا و نسب ہو / وصیت اوسکو کچھ کرنا ہے مجکو

غرض دیکھا تو استادہ عمر تھا / وہ سعد بجیا کا اک پسر تھا

کہا اوس سے کہ از وجہ قرابت / میں یہ کرتا ہوں تجکو اک وصیت

کریں گے قتل مجکو جب یہ کافر / تو بھیجیں گے ضروری شام کو سر

عبید اللہ لعین سے تن کو میرے
تو لے لینا ضروری یاد کر کے

ازان پس حبس محلہ مین ہو بہتر
اوسے تو دفن کر دینا مقرر

عبید اللہ سے اور مسلم سے پھر جو
ہوئی وان گفتگو کیا لکھون اوسکو

غرض ابن زیاد زشت رو نے
کہا حضار مجلس سے بگڑ کے

کہ کون ایسا ہی جو لیجا کے بربام
تمام اسدم کرے مسلم کا ہان کام

بکیر ابن عمران کا تھا بیٹا [illegible]
کہا اوسنے یہ سب کچھ مجھسے ہوگا

ہلاک اسنے کیا میرے پدر کو
مین کاٹونگا جسد سے اسکے سر کو

پکڑ کر ہاتھ مسلم کا اوٹھایا
کشاکش لیکے کوٹھے پہ وہ آیا

لگے مسلم رسول حق پہ دل سے
درود پاک پڑھکر بھیجتے تھے

سخن کوتاہ جب کوٹھے پہ کھینچے
کہا مکے کے جانب رخ کو اپنے

کہا یا ابن رسول اللہ حالم ہے
خبر کچھ حال مسلم کی ہے اسدم

کہ کیسی آفتون مین مبتلا ہے
نہین کوفہ یہ زندان بلا ہی

مرے دلمین تو تھی مدت سے حسرت
کہ دیکھون زندگی مین تیری صورت

مگر یک اجل نے سر پہ آ کر
نہ دی مہلت مجھے زنہار دم بھر

یقین ہے یہ ترا دیدار مجکو
قیامت مین میسر ہو تو اب ہو

یہ کی درگاہ حق مین پھر مناجات
دغا بازونکو دی یارب مکافات

بکیر ابن حمران کے بس سے
یہ چاہا تیغ اک مارون اوٹھا کے

کہ ہاتھ اوسکا ہوا سب خشک یکسر
ہوا حیران دہشت سے وہ ستمگر

خبر پہنچی عبید اللہ لعین کو
بلا کر اوسنے اوس مردود دین کو

کہا یہ کیا ہوا تھا تو مجھکو
کہا دیکھا ہے اک مرد ہے
وہ ہونٹ اپنی غضب سے چبا تا
لعین یہ بات سنکر ہنسکے بولا
عوض اوسکے گیا اک اور مردود
جناب مصطفے کو اوسنے دیکھا
ہوئی دہشت وہ طاری اوسپہ آکر
پھر اک شامی نے جا کر بے محابا
مگر اصح یہی ہے قول لکھا
بکیر ابن حمران کے پسر نے
سر اوس کا نزد حاکم کاٹ لایا
ہوا مسلم پر اکبار یہ شور
کہا اوسدم عبید اللہ لعین نے
جو ہے بازار قصابان یہان پہ
چنانچہ ایسا ہی در پیش آیا
لکھی عرضی یزید بھیجا کو
دمشق اندر تھا اوس کافر کا ڈیرا
پڑھی عرضی ہوا بسیار مسرور
غرض پھر شہر کے دروازہ پر جا

جو مجھے گذرا ہے وہ بتلا تو مجھکو
گئے میرے حواس و ہوش آئے
حواس آخر بسینہ میرے نہ بجا
کہ تجکو قتل کرتے خوف آیا
جو کہ شیاما ہم پسر اوقور مردود
کہ کو ٹھی پر کھڑے ہین آپ اوسجا
کہ دل اوسکا پھٹا آخر گیا مر
کیا مسلم کو قتل اکدم مین اوسجا
بہت سچ ہے نہین ہے جھوٹ اصلا
کیا مسلم کو قتل اوسجا پہ آکے
تن اوسکا بام سے نیچے گرایا
خدایا اسقدر مظلوم پر زور
کہ جسم مسلم و ہانی کو لیکے
وہان پہ دار مین لٹکاؤ جا کر
ازان پس پوچھ کر احوال سارا
دئی سر سوتپ بیک بیوفا کو
کہ قاصد لیکے سر اور عرضی بھیجا
عجب کیا ہے کہ تھا دنیا کا مزدور
دئے سر دو نو سر دار و نکے لٹکا

جواب عرضی کا لکھا اور یہ لکھا
مگر فی الحال یہ سننے مین آیا
سفر سوئے عراق اب بھیجیے جلد
نہ آئے تجھ سے راہ مین حتی الامکان
گمان جسسے فساد و شر کا ہووے
عبید اللہ کو جو پہنچا یہ نامہ

پسندیدہ ترا یہ کام آیا
ارادہ ہے حسین ابن علی کا
وہان پر چلکے ہان دم بھیجیے جلد
کرو انکا بند و بست ای یار جلدی
او نہین بھی قتل کر تو سب سے پہلے
ہوا مسرور و خرم وہ بہت سا

بیان شہادت فرزندان مسلم ابن عقیل

لکھی ہے ایک راوی نے روایت
کہی ابن زیاد زشت رو سے
کہا ابن زیاد زشت رو نے
کہ جو لڑکونکو مسلم کے چھپائے
گھر اوسکا ہوگا برباد ایکدم مین
مناسب ہے کہ اون لڑکونکو لاکے
لکھا ہے یہ کہ وہ لڑکے بیچارے
بتا جو شہر مین ایسا ڈھنڈورا
ڈرا قاضی نہایت خوف کھایا
جو دیکھی اونکی بھولی بھولی صورت
خبر اونکو نہ تھی بابا کی مطلق
جو روتے دیکھا قاضی کو تو پوچھا
کہا قاضی نے باصد آہ و فریاد

کہ غمازون نے لجا کے یہ حقیقت
کہ ہین اس شہر مین مسلم کے لڑکے
منادی شہر مین جا کر ندا دے
کرے اونکی حفاظت اور نہ لائے
پھنسے گا وہ بھی خود میرے ستم مین
مجھے دیجائے صاحب خانہ آکے
مکان قاضی مین تھے غم کے مارے
ہوا سنکے ہر اک کو خوف پیدا
او سیدم پاس لڑکونکو بلایا
ہوا گریہ کنان قاضی بشدت
کہ وہ مارا گیا کوفہ مین ناحق
بتاؤ تو سبب رونے کا ہے کیا
گیا مارا تمھارا باپ ناشاد

خدا تمکو عطا فرمائے اب صبر | مناسب ہے طبیعت پر کرو جبر

جو پہنچی یہ سخن لڑکوں کے در گوش | زمین پر گر پڑے جاتا رہا ہوش

لگے رونے نہایت ہوکے مضطر | لگے جان دینے وہ دونوں برادر

ڈرا قاضی کہا رونا خطا ہے | خموشی النسب واولی روا ہے

بہت سے لوگ ہین اس جستجو مین | جو پائین تمکو تو فوراً پکڑ لین

مبادا حال سے ہوکر خبردار | کرین جا کر عبید اللہ سے اظہار

تمھین اور مجکو فوراً ہی پکڑ کر | کرے مقتول دم مین وہ ستمگر

لگے ڈر ہو گئے خاموش لڑکے | مگر غمسے ہوئے بیہوش لڑکے

کہا قاضی نے پھر بیٹے سے اپنے | اسد کہتے تھے اوسکو لوگ ان کے

سُنا ہے اسطرح سے آج مین نے | کہ اوترا کاروان ہے ایک آکے

مدینے کو وہ کل جائیگا یا سنے | انہین ہمراہ تو لیجا کے اپنے

جو ہو اوس کاروان مین مرد ہشیار | سپرد اوسکی انہین کر آ خبردار

مدینے انکو پہنچا دینا جا کر | یہ کہدینا وہان پر انکا ہے گھر

دئے ہر ایک کو پہنچا دو نیار | کہا لیجا انہین جلدی خبردار

شب تاریک مین پوشیدہ کر کے | بچا کر اہل کوفہ کی نظر سے

اسد لیکر چلا دونون کو ہمراہ | کیا تھا کاروان نے کوچ ناگاہ

اگرچہ کاروان جاتا تھا نزدیک | ولیکن تھی نہایت رات تاریک

سیاہی کچھ ہوئی اوسکی نمودار | اسد نے تب کیا لڑکوں سے اظہار

کہ یہ آگے تمھارے کاروان ہے | سیاہی دیکھو سب اوسکی عیان ہے

اسد دونو کو پھر رستہ بتا کر
رہا گھر بیٹھ اپنے جلد آکر

چلے بیکس نہ پایا کاروان کو
خدا جانے گیا وانسے کہان کو

گئے رہ بھول دونو طفل نادان
بھٹک کر رہ گئے حیران پریشان

عسس جور آنکو پھرتے ہین ہر سُو
ہوا انسے اور اونسے سنا ماجرا جو

قرینے سے وہ ولین اپنے سمجھ کے
بلا شک دونو ہین مسلم کے بیٹے

پکڑ کر لیگئے میر عسس پاس
وہ اونکو لیگیا حاکم کے بس پاس

ز بس میر عسس اک بیحیا تھا
عدوئے خاندان مصطفی تھا وہ

غرض حکم عبید اسد لعین سے
کیا زندان مین اونکو قید جاکے

پھر اک خط بھیجا سوئے حاکم شام
کہ بعد از قتل مسلم نیک فرجام

دو لڑکے اوسکے میرے ہاتھ آئے
اونھین بھیجا ہے مینے قید خانے

ابھی عمر اونکی ہے نو دس برس کی
کہ دیکھی شکل زندانسے قفس کی

اگر لکھیئے تو اونکو مار ڈالون
نہین آزاد کر یا انسے نکالون

ویا زندہ اونھین وان بھیجدون مین
جو کچھ ارشاد ہووے وہ کرون مین

دیا قاصد کو نامہ اور بھیجا
نکی کچھ دیر اوسنے فی الفور بھیجا

لکھی ہے ایک راوی نے روایت
کہ زندانبان تھا اہل مروت

لکھا ہے نام تھا مشکور اوسکا
ہر اک قیدی تھا بس مشکور اوسکا

نہایت رحم دل مرد مسلمان
وہی تھا دونو لڑکونکا نگہبان

ہوا آگاہ جو وہ نیک سیرت
یہ ہے ان دونو لڑکونکی حقیقت

کہا پھر دست بستہ ہو کے اوسنے
کہ تم ان ظالمونسے کیون نہ بھاگے

غرض اچھی جگہ اونکو بٹھایا ۔ پکا کر تحفہ پھر کھانا کھلایا
وہ دن خدمتگذاری ہی مین گذرا ۔ کہ اخترات کا گردونیہ چمکا
ہوئی جنکی نگہبان سو گئے سب ۔ ملی راحت تو غافل ہو گئے سب
اوٹھا مشکور لڑکون کو جگایا ۔ مکان قید سے باہر کو لایا
انگوٹھی اپنی دیکر اونکو ناگاہ ۔ بتادی قادسیہ کی جو تھی راہ
کہا جب قادسیہ پر پہنچیا ۔ طلب کرنا مرے بھائیکو اوسجا
انگوٹھی اوسکو تم دیدیجیو فورًا ۔ مرے تمکو چھپا دے گا فورًا
وہ حامشکور کو دیکر وہ لڑکے ۔ چلے اوس راہ پر دو نوا کیا
غرض کی رہبری دونون نے شب بھر ۔ نہ پہنچے منزل مقصد پہ جا کر
کہ اتنے مین ہوا جو دن ہویدا ۔ وہ ہی کوفے کو در آنکھوں سے دیکھا
نہایت ہو گئی غمگین دونو لڑکے ۔ چلے بائین طرف کو منہ اوٹھا کے
چہار ونگا نظر اک باغ آیا ۔ وہان نہر چشمہ شیرین کو دیکھا
کنارے اوسکے دیکھا اک شجر کو ۔ نگر پایا تھی اوسکی کمر کو
اونھون سنے دیکھکر ایسا ٹھکانا ۔ لیا دہشت کے مارے مسکن اپنا
نماز پیشین کا جو وقت آیا ۔ تو اون لڑکون نے خود آنکھوں سے دیکھا
کنیز اہل حبش کی لے سبو پا ۔ لیے آتی ہے اوسجا آفتابا
غرض پہنچی جو چشمہ پر وہ آکر ۔ تو دیکھے دو پسر وان ماہ پیکر
کہا باندی نے تم ہو کس کے لڑکے ۔ کہان رہتے ہو آئے ہو کہان سے
چھپے ہو کیون تمھین کسکا خطر ہے ۔ تمہاری کس سبب سے چشم تر ہے

کہا لڑکون نے یہ رو رو کے اسدم ... چھپی ہین خوف کی ماری یہان ہم
مسافر ہین بلا مین مبتلا ہین ... پدر مادر سے ہم اپنے جدا ہین
کہا باندی نے ہوتا ہے یہ معلوم ... کہ ہو مسلم کے فرزندان مظلوم
کہا تو دوست یا دشمن ہماری ... خدا کے واسطے بتلا دے جلدی
کہا مین دوست ہون بیشک تمہاری ... فدا ہے تم پہ بی بی بھی ہماری
گئی باندی اونھین لیکر مکان پر ... کہا باہر سے یہ آواز دیکر
کہ اے بی بی جگر بندان مسلم ... مسافر یعنی فرزندان مسلم
مرے ہمراہ آئے ہین یہان تک ... مکان کے در پہ استادہ ہین لاشک
یہ سنکر بی بی نے چادر کو سر سے ... اوتارا اور کہا لونڈی سے لیلے
کیا خدمت سے اپنے تجکو آزاد ... ہوئی یہ سنکے اپنے دلمین وہ شاد
ازان پس پا برہنہ سر کو کھولے ... نکل آئی وہ بی بی گھر سے اپنے
گری قدمون پہ ان لڑکون کے آکر ... رخ انور کو چوما ہوکے مضطر
بہت پھر روئے سنکر حال مسلم ... کہا لعنت ہے بر حکام ظالم
جنھون نے یہ ایسا ظلم ڈہایا ... سزا تو دیجیو انکو خدایا
غرض پھر دونون لڑکون کو بہ شفقت ... وہ بی بی نیک سیرت پاک طینت
مکان مین لیگئی کھانا کھلایا ... مگر شوہر سے اس سر کو چھپایا
رہے چھپ اوسکے گھر دونون برادر ... لگی کرنے محبت مثل مادر
کہا لونڈی سے اے لونڈی خبردار ... نہو اس بھید کا زنہار اظہار

بیان احوال مشکور

لکھا ہے اسطرح احوال مشکور ۔ سحر کو ہو گئی یہ بات مشہور
کہ فرزندان مسلم قید جو تھے ۔ وہ اس مشکور نے دونو بھگائے
عبید اللہ نے سنکر یہ قصہ ۔ کیا دل مین نہایت اپنے غصہ
بلایا جلد تر مشکور کو پھر ۔ کہا کر دونو لڑکونکو تو حاضر
کہا مشکور نے بکتا ہے کیا تو ۔ کیا مینے رہا زندان سے اونکو
ارے بیرحم اول کی یہ تقصیر ۔ کیا مسلم کو کرکے قتل تشہیر
دگرباره بمکر و کید تو نے ۔ کیا لڑکونکو اوسکے قید تو نے
خدا کا اور محبوب خدا کا ۔ کیا تو نے نہ ظالم پاس اصلا
ہوا غصے لعین یہ بات سنکر ۔ کہا مشکور سے سر اپنا دُھن کر
ٹھہر جا تجکو دیتا اب سزا ہون ۔ نہین تو جانتا مجکو کہ کیا ہون
کہا مشکور نے ہون جان و دلسے ۔ فدا مسلم پہ اور لڑکونپر اوسکے
کہی یہ بات جو اوس مرد دین نے ۔ کہا جلاد سے کافر لعین نے
لگاؤ پہلے پانصد تن پہ کوڑے ۔ چڑہا دو ٹکٹکی پر بعد اس کے
اوٹھا سرہنگ بدکردار خونخوار ۔ چڑہایا ٹکٹکی پر اوس کو یکبار
لگا اول جو کوڑا اوسکے تن پر ۔ کہا بسم اللہ دل سے ہو کے مضطر
لگا جو دوسرا کوڑا ہوا جبر ۔ کہا خالق عنایت کر مجھے صبر
لگایا تیسرا اوسکے جو کوڑا ۔ کہا یارب مجھے تو بخش دینا
لگا چوتھا جو کوڑا اوسکے تن پر ۔ دل مشکور شد از صدمہ مضطر
کہا اے رب مرے دلکو جو الفت ۔ تھی فرزندان احمد سے بشدت

تو یہ کفار بیدین ہو کے برہم
مجھے کرتے ہین اس سی قتل اسدم

لگا جو پانچوان کوڑا تو بولا
خدایا تا محمدؐ محکو پھنچا ۂ

یہ کہکر ہو گیا خاموش بلکل
نکی پھر آہ سنے افغان مچھہ غل

لگے جب پانسو کوڑے بدن پر
کہا تب کھولکر آنکھین تڑپ کر

پیاسا ہون مجھے پانی پلاؤ
کہا ملعون نے دو پانی نہ اسکو

عوض پانیکے گردن اسکی مارو
نہین بہتر کہ زندہ اسکو چھوڑو

عمر یکبار آگے کو بڑہ آیا ۂ
عبید اللہ سے منت کر چھڑایا

مکان پر لیگیا شکور کو وہ
دوا دینے لگا رنجور کو وہ

کہ آنکھین کھولکر شکور نے جلد
مسیحا سے کہا رنجور نے جلد

دوا کرنا تو ہے ایذا رسانی
پیا مینے ابھی کوثر کا پانی ۂ

یہ کہکر جان بحق تسلیم کردی
ز دنیا رفت آن از پانی مردی

بیان زن مومنہ صادقہ

بیان کرتا ہے اب اسطرح راوی
کہ جب اوس زن نے اون لڑکونکو جا دی

کھلایا اون کو کھانا خشک اور تر
بچھایا فرش بھی بہتر سے بہتر

غرض جب سو گئے دونو وہ لڑکے
تو بیٹھے اپنی جا پر وانسے آکے

او سیدم شوہر اوس عورت کا آیا
تھکا ماندا پریشان حال پایا

کہا عورت نے اتبک تو کہان تھا
کہا کہتا ہون تجھسے حال اپنا

گیا تھا صبح کو مین آج دربار
منادی نے ندا کی آکے یکبار

کہ کل شکور زندانبان نے شب کو
گیا بیٹونکو مسلم کے رہا کر ہے

اسیر اسطرح کہتا ہے پکارے — لے آئے جو پکڑ کر گھر ہمارے
دیا اونکی خبر تحقیق لاوے — وہ اسپ و خلعت و انعام پاوے
اسی لالچ سے ہر یک ڈہونڈہتا ہے — جوان و پیر و کودک ڈہونڈہتا ہے
گیا تھا مین بھی اس لالچ کا مارا — او نہین کو ڈہونڈہنے صحرا بصحرا
موا گھوڑا ہوا پیدل گیا ہار — نپایا اونکو آیا گھر کو ناچار
کہا زوجہ نے اے مرد خدا ڈر — یتیم اور بیکسو نپر مت ستم کر
گنوانا دین کو دنیا کے خاطر — سن اے مرد خدا ہے کار کافر
کہا اوسنے خفا ہوکے تجھے کیا — اگر کہانا پکایا ہے تو لے آ
اوٹھی عورت دیا پھر لاکے کہانا — اوسے کہا کر وہ مرد پیر سویا
غرض جسوقت تھوڑی رات گذری — ہوئی نیدا ون ستم دیدونکی پوری
بڑا بھائی محمد نام جس کا — وہ اک خواب غفلت سے جو چونکا
کہا چھوٹے سے ابراہیم جاگو — کہان تک سوؤ گے اب تو اوٹھو
اوٹھا وہ اور کہا اوسنے برادر — بتا تو کیون ہے تیرا حال ابتر
کہا مینے عجب دیکھا ہے اک خواب — کہ جس باعث سے دل ہے میرا بیتاب
پدر کو اسطرح سے مینے دیکھا — کہ ہمراہ رسول پاک و زہرا
پڑے پھرتے ہین جنت مین خرامان — حسن بھی ساتھ ہین اور شیر یزدان
کہا حضرت نے تیری باپ سے یون — کہ فرزندونسے غافل اپنی ہے کیون
ستمگارونمین کیون تو چھوڑ آیا — محبت اونکی دل سے توڑ آیا
ہمین تب باپ نے دیکھا نظر بھر — کہا یا مصطفی برحق ہمیشہ

سحر کو عالم فانی سے بیتاب مرے فرزند ابھی ہین گے بچہ تک
کہا چھوڑے سنکر ہوکے بیتاب یہی دیکھا ہے بہائی مینی بھی خواب
گلے مل کے پھر ایسے وہ روئے کہ جاگ اوٹھے جو تھے خوابیدہ فتنے
ہوا جو شور گریہ سے برپا تو حارث ابن عروہ شوہر اوسکا
اوٹھا سوتے سے اور زن کو بلایا کہا یہ شور کیسا ہے تو بتلا
یہ سنکر ہوگئی بیہوش وہ زن ہوا وہ مرد ظالم اوس سے بد ظن
خود اوٹھا روشنی کو لیکے ڈھونڈھا تو اون لڑکونکو وان اسطرح دیکھا
گلے مل کے دونو رو رہی ہین منہ اپنا آنسوؤن سے دھو رہے ہین
کہا تم کون ہو جلدی سے بولو ہین سائل ہون جواب اسکا مجھی دو
کہا ہم دونو ہین مسلم کے بیٹے چھپے ہین خوف سے حاکم کے آکے
ہوا خوش اور یہ بولا وہ سیہ رو کہ کل مین ڈھونڈھتا پھرتا تھا جنکو
موا میرا اسی باعث سے گھوڑا بغل مین جو لیٹی ہین ڈھنڈورا
پکڑ کر زلف مشکین کسمدین لگا کر قفل گھر مین پھر وہ بیدین
چلا آیا جہان رہتا تھا مردود ہوئی سب زار نالی زن کی بےسود
سحر کی روشنی جسوقت چمکی سنا اور تیغ ظالم نے اوٹھائی
لیا اون دونو مظلومونکو ہمراہ چلے جنگل کی پھر اوس کی قدم رہ
چلی زوجہ بھی پیچھے گریہ کرتی قدم لڑکون کی سر پہ اپنی دہرتی
اور اوس حارث کا اک بیٹا بھی اوسدم چلا ہمراہ مادر ہوکے پر غم
فرات اوپر گیا لے اونکو کافر غلام اپنے کو دی تلوار آخر

کہا سر کاٹ اونکا مار تلوار … جدا کر تن سے سر دونو کا یکبار
کہا میرا نہین یہ کام زنہار … کرون کیون مصطفے کی دلکو بیزار
لعین نے کھینچکر خنجر جو مارا … غلام اپنے کا سیدھا ہاتھ کاٹا
کہا رو کر یہ بیٹے نے اے پدر تو … حیا کر کیون نیا ایسا نڈر تو
نہ مانا اوسنے لڑکے کا بھی کہنا … غلام با صفا کے سر کو کاٹا
کہا لڑکے نے اپنے باپ سے پھر … نہین دیکھا ہے تجھسا مینے کافر
غلام با وفا بھائی تھا میرا … اوسے بیوجہ تو نے مار ڈالا
مری ما کا پیا تھا دودہ اوسنے … لڑکپن سے اوسے پالا تھا تو نے
کہا یکبک سے تیرے پھر گیا سر … پکڑ تلوار سر ان کا جدا کر
کہا بیٹے نے یہ مجھسے نہ ہوگا … خدا کو کیا دکھاؤنگا منہ اپنا
ادہر کہتی تھی زاری کرکے جورو … سمجھ کر تو اسے کیا پچتائیگا تو
سنا کہنا نہ اوسنے ایک کا بھی … کیا دل مین نہ کچھ خوف خدا بھی
پکڑ تلوار آیا سر پہ خونخوار … لگے رونے وہ نیچے ہو کے ناچار
کہا دونون نے با منت کہ ظالم … ہمین زندہ تو لیچل پیش حاکم
وہ تجکو خلعت و انعام دیگا … بہت سا مال و زر اور کام دیگا
نہین زلفین ہماری کاٹ کر بیچ … سر بازار ہمکو بے خطر بیچ
بہت سا پائیگا تو مال دنیا … بنے گی تیری زوجہ بزال دنیا
کہا باتین یہ لا حاصل ہین ساری … کرونگا قطع مین گردن تمہاری
بڑے بھائی کا اول سر اوتارا … فرات اندر بدن کو اوسکے ڈالا

ازان پس چھوٹے بھائیکا بھی پھر سر — کیا اوسنے جدا تنسے ستمگر

تن اوسکا بھی لعین نے بے محابا — اوسے دریاکے پانی مین بہایا

زمین سے آسمان تک پڑ گیا شور — لگے رونے ملک اور مار اور مور

ہوا خشک اس طپش سے آب دریا — اوڑا ہو ہو کے پرزے جیب صحرا

نکل آئین تڑپ کر مچھلیان بھی — ہوئی مغموم سنکر انس و جان بھی

دریغا گلستان نوجوانی — شدہ برباد از باد خزانی

غرض اوس حارث مردود دین نے — رکھی پھر توبڑے مین سر اوٹھاکے

ازان پس توبڑی کو اوس لعین نے — کیا بستہ وہین قربوس زین سے

چلا گھوڑے پہ پھر اسوار ہو کر — عبید اللہ کے آپہنچا مکان پر

لکھا ہے دوپہر کا وقت وہ تھا — کہ آگے توبڑہ حاکم کے رکھا

کہا کیا اسمین ہے مجکو بتا دے — کہا سر ہین تمہارے دشمنون کے

کیے ہین تیغ سے مینے جدا سر — یہ لایق ہے ملے گا مال اور زر

غرض از حکم حاکم دہو کے وہ سر — رکھے طشت طلائی کے جو اندر

نگہ حاکم نے کی رخسار پر جو — تو دیکھا ہین یہ ٹکڑے ماہ کے دو

کہا سچ کہدے یہ کس کے پسر ہین — کہا مسلم کے یہ لخت جگر ہین

لگا رونے عبید اللہ یکبار — ہوئے گریہ کنان مجلس کے حضار

کہا غصے سے سن تو اے ستمگار — کیا ہے بے سمجھے بوجھے تونے یہ کار

یتیمون پر تجھے شفقت نہ آئی — کہ انکی جان ناحق کو گنوائی

کیا ہے مینے نامہ شہ کو ارسال — لکھا ہے اوسمین مشروحا یہ احوال

کہ فرزندان مسلم قید ہین یان — اگر ہو حکم اونکو بھیجدون وان

اگر فرمان شہ کا مجھسے آوے — اونہین وہ روبرو زندہ منگاوے

علاج اسکا کہو اب کیا کرونمین — اونھین کسطرح سے زندہ کرونمین

تو زندہ اونکو یان تک کیون نہ لایا — ترے دلمین تھا کیا شک کیون نہ لایا

کہا جو دوست ہین کوفے مین اونکے — وہ مجھسے راستے مین چھین لیتے

بگڑ جاتا مرا سنورا ہوا کام — نہ ملتا مجکو کچھہ انعام اکرام

کہا تو اونکو گھرمین بند کر رکھ — خبر پہنچاتا دونو کی مجھے گر

تو پوشیدہ اونھین بلوا مین لیتا — تجھے بھی خلعت و انعام دیتا

یہ سنکر ہو گیا مردود خاموش — بنا تصویر دیوار جاتا رہا ہوش

عبیداللہ نے دل مین ہوکے برہم — ندیمونکی طرف دیکھا پھر اوسدم

مقاتل نام تھا اوسمین ندیم ایک — غلام پنجتن تھا ولیکن وہ نیک

عبیداللہ واقف تھا سراسر — مگر خاطر سے کہتا تھا نہ منہ پر

کہا اوس سے تو حارث کو پکڑ لے — توقف کچھہ نکر مشکین جکڑ دے

یہ ہے مکار و غدار و ستمگار — فرات اوپر اسے لیجا کے تو مار

سر ان لڑکونکے بھی لیجا یہان سے — جہان تک ہین وہین جا کر بہا دے

مقاتل اپنی جا سے فوراً اوٹھکر — پکڑ حارث کو لایا گھر سے باہر

کہا پھر محرمونسے سب بے محابا — عبیداللہ اگر شاہی بھی دیتا

نہ ہوتا اسقدر راضی و خرم — جو اسکے قتل پر ہون شاد اسدم

غرض پھر اوسکی مشکین سخت کسکر — برہنہ پا کیا عریان کیا سر

سر بازار کوفہ اوسکو لایا
برہنہ سر کو اوسکے جنے دیکھا

خس و خاشاک پھینکا اوسکے سر پر
کلام لعن فرمائے سراسر

کہا دنیا کے خاطر دین گنوایا
کیا تیرا ترے آگے سب آیا

مقاتل سے کہا خولی نے اے یار
چھپا رکہ مجکو اپنے گھر مین مت مار

بہت سا مال و زر تجکو مین دونگا
سدا تیری غلامی مین رہونگا

مقاتل نے کہا مالک خدا بھی
جو اے ملعون ہووے ملک تیری

اگر وہ بھی مجھے دیدے تو ملعون
نمانون مین نمانون مین نمانون

جو تجکو رحم بچون پہر نہ آیا ۱۲
مجھے کیا تجھپہ آئے رحم بتلا

تجھے مارون ثواب آخرت ہو
گنہ سے پاک میری عاقبت ہو

غرض جب پہنچے دریا کے کنارے
جہان لڑکے تھے اس ملعون نے مارے

مقاتل نے غلاموں سے کہا ہان
کرو تم سب اسے اب جلد بیجان

لکھا ہے سب نے مل باصد عقوبت
کیا دوزخ کے جانب اوسکو رخصت

پھر اوسکی لاش کو تختہ سے باندہا
غرض سنہ بار پانی مین گرایا ۱۲

نہ ڈوبی نعش دریا مین بھی اوبھری
لگی آکر کنارے پر شتابی

پھر اوسکو چاہ مین سنہ بار پھینکا
اوبل آیا کنوان لاشہ بھی نکلا

زمین مین پھر کیا سنہ بار مدفون
نکل آئی وہان سے لاش ملعون

کسی جا بھی نہ پائی اوسنے جب جا
جلا کر کر دیا برباد لاشا

بیان کرتا ہے راوی اسطرح سے
سراون لڑکونکے جو دریا مین ڈالے

ہوا یہ معجزہ اوسدم نمودار
ملے تن اپنے اپنے سر سے یکبار

جمال مصطفےٰ سب کو دکھا کر	ہوئے پانی مین غائب تن مع سر

ذکر سفر جناب امام حسین علیہ السلام از مکہ جانب کوفہ و رسیدن حضرت بمنزل ورود و ازانجا بکربلا و محاربہ نمودن با اعدا

بیان کرتا ہے راوی اسطرح اب	بگوش دل سنین اہل عرب سب
حسین ابن علی مکہ سے چلکر	سفر کے جامے کو زیب بغل کر
جو پہنچے ورد کے منزل پہ جاکر	تو دیکھا ایک جائے مرتفع پر
بہت سے نصب ہین خیمے برابر	کہا اشخاص کو وان کے بلاکر
کہ ان خیمونکا صاحب کون ہیگا	بتاو و پوچھکر مجکو خدارا
کہا تحقیق کر حضرت سے آکے	زہیر باصفا کے ہین یہ خیمے
فراغت کرکے آتا ہے یہ حج سے	چلا جائیگا وقت صبح کوفے
یہ سن حضرت نے جلد اوسکو بلایا	کیا اول تعلل بعد آیا
کہا سن اے زہیر اہل جرات	مناسب ہے بڑا حق سے محبت
بجھا از آب تیغ تیز خونخوار	فساد و شر کی جو کوفین ہے نار
تجھے زیبا ہے کز کار سعادت	جھپٹ کر لوٹ لے نقد شہادت
کہا جو آپکی مرضی وہ میری	نہین ہے عذر مجکو بال بھر بھی
یہ سنکر آپکی خدمت سے اوٹھا	جہان خیمے تھے اپنے وانپہ پہنچا
اوکھڑوائے وہانسے اپنے خیمے	برابر خیمۂ شہ کے لگائے
کہا پھر اپنے اصحابوں سے اوسنے	تمنائے شہادت جسکو ہووے

مبارک اوسکو ہو میری رفاقت
بڑھا ہے تجھسے وہ رسم محبت

تمنائے وطن جس شخص کو ہو
چلا جائے نہین کچھ کام مجکو

لکھا ہے یہ کتب مین ہوکے بی لاگ
رفیق اوسکی رفاقت سے گئے بھاگ

ہوئے کوفیکے جانب سب روانا
وہی امن و امان کا تھا ٹھکانا

پھر اوسنے اپنی زوجہ کو بلایا
کہا مدت سے ہون مین تجھپہ شیدا

حسین ابن علی آقا ہے میرا ہا
اب اوسکے سات مین جاتا ہون تنہا

ارادہ ہے کرونین جان نثاری
کہ احمد شاد ہون حیدر ہون رضی

تو میرے مال سے حق اپنا لیلے
خدا کے اب حوالے مجکو کردے

کہا زوجہ نے ہے تجکو یہ منظور
رہون خدمت مین شہ کے تا بمقدور

مری بھی ہے یہی اب دلسے مرضی
کرونین بنت زہرا کی کنیزی

یہ کہکر ہوگئے شامل زن و مرد
کہ تھے مردانگی کے کام مین فرد

وہانسے شوق کے منزل پہ پہنچے
کیا ڈیرا حسین ابن علی نے

غرض کوفیسے آتا اک جوان تھا
حسین ابن علی نے اوس سے پوچھا

کہ کچھ ہے حال کوفیکا بھی معلوم
کہا رو رو کے اوسنے شاہ مظلوم

کہ ہانی اور مسلم جو وہان تھے
کیا قتل اونکو ملکر کوفیون نے

سر اونکا کاٹ کر سوئے دمشق آہ
روانہ کردئے حاکم نے واللہ

حسین ابن علی یہ حال سنکر
بدرجہ ہوگئے حیران و ششدر

گیا وہ شخص تو اوس جاسے آگے
کہا شہ نے نہ یہ قصہ کسی سے

اظہار شدن حال شہادت مسلم

بیان کرتا ہے اب اسطرح راوی | کہ تھی مسلم کی زندہ ایک بیٹی
مصاحب دختران شہ کی وہ تھی | بدرجہ کرتے تھے شہ خاطر اوسکی
جب اوترے آنکر منزل پہ حضرت | سلام شہ کو آئی حسب عادت
بٹھا کر اوسکو شہ نے پاس اپنے | کہی کلمے تشفی کے بہت سے
کرم اوسپر کیا حضرت نے ایسا | نکرتے تھے کبھی اشفاق ویسا
ہوا دختر کو اندیشہ نہایت | جو دیکھی حد سے بھی بڑھکر رعایت
پریشان ہوکے بولی آج کیا ہے | جو میرے حال پر رحمت سوا ہے
مگر بابا مرا بیشک موا ہے | لعینون نے شہید اوسکو کیا ہے
یہ سنکر ہو گئے بیتاب حضرت | مثال ماہئ بے آب حضرت
لگے فرمانے اے بیٹی نرو تو | پدر کے غم مین جان اپنی نکھو تو
ترا مین باپ تو بیٹی ہے میری | مری سب لڑکیان بہنین ہین تیری
مرے لڑکے ترے بھائی ہین دختر | بہن زینب ہین میری تیری مادر
گیا جب حال کہل تب تو پڑا شور | اوٹھی غم کی گھٹا جنمین سے گھنگھور
دو لڑکے تھے جو مسلم کے یہان پر | ہوئے غمگین پدر کا حال سنکر
کہا یارب جہان سے اب اوٹھالے | پدر بن زیست کے ہین ہمکو لالے
غرض مسلم کی شہ سنکر مصیبت | ہوئے غمناک و خستہ دل نہایت
زبس تھی شاق مسلم کی جدائی | ازان پس کوفیون کی بیوفائی
گرے چشم حسین پاک سے اشک | کہ جیسے قطرۂ باران کو ہو رشک
رفیقون نے جو دیکھا حال ایسا | کہ شہ کو رنج و صدمہ ہے بدرجا

قسم دیکر کہا اے شاہ والا — نہ جائین آپ کوفیکو خدارا
کرین رحم اہلبیت پارسا پر — اور اپنے حال زار پر جفا پر
مناسب ہے وطن کے سمت چلئے — نہ اہل کوفہ سے اب ربط کیجے
نہین ہے وان کوئی غمخوار حضرت — نجانا وان مناسب ہے نہایت
لکھا ہے یہ نواسے اور بیٹے — عقیل نیک سیرت پاک دل کے
جو تھی ہمرہ حسین ابن علی کی — یکایک ہوکے وہ بیتاب بولے
کہ بعد مرگ مسلم اے شہنشاہ — ہماری زندگی ہے ہیچ واللہ
نہین پھرنے کے ہم جائینگے کوفے — لڑینگے خوب جا کر کافرون سے
عوض خون پدر کا اونسے لینگے — نہین تو ہم بھی اپنی جان دینگے
کہا حضرت نے بھی لاخیر فی عیش — چلے ہمراہ لیکر اپنے اک جیش
ذُبالہ کے غرض منزل پہ پہنچے — ملا قاصد عمر کا وانپہ آکے
دیا ناما حسین ابن علی کو — یہ لکھا تھا (ابن سعد) حسین ابن علی کو
خدا سے شرم کچھ انکو نہ آئی — یہ کی ان کوفیون نے بیوفائی
کہ ہانی اور مسلم کو بصد جور — کیا دیکر دغا ئین قتل نے افسوس
یقین آیا یہ حضرت کو گیا شک — شہادت پائی مسلم نے بلاشک
ہوئی جو یہ خبر اردو مین مشہور — ہوئے ہمراہیان شاہ مغرور
وہان سے سرور دین کوچ کرکے — غرض قصر مقاتل مین جو پہنچے
(بنی المقاتل مشہور بود ۱۲)
تو دیکھا وان سراپردہ پڑا ہے — زمین مین ایک نیزہ بھی گڑا ہے
لٹکتی اوس مین ہے شمشیر خونخوار — بندھا ہے جسکے اوسکے ایک رہوار

بلاکے واں کے پھر باشندگان کو
کہا سنتے عبید اللہ ہیں کہتے ہیں
حسین ابن علی نے بے محابا
عبید اللہ سے پھر حجاج نے جا
کہا اوس نے کہ اے حجاج بتلا
کہا اونکی خوشی ہے ساتھ چل تو
اگر تو دشمنونکو شہ کے مارے
وگر تو قتل بےخوف و رجا ہو
کہا اسواسطے نکلا ہین واللہ
کرین کوشش ہلاک اونکو وفا سے
سن اے حجاج اہل کوفہ سارے
جو بیٹھا ہے نہ یاور شت روکا
نہ لڑنیکی ہے انکی مجکو طاقت
کہا حجاج نے شہ سے یہ آکر
بہت کی ابن حر نے شہ کی عزت
کہا شہ نے یہ عبد اللہ بن حر
کرے گا قصد اگر میری مدد کا
کہا اوسنے گمان ہے مجکو اے شاہ
بہت فوج یزید پر دغا ہے

کہا کون اسکا صاحب ہے بتادو
بہادر ہین بہت سے ساتھ اسکے
کہا حجاج سے جا کہہ بلا لا
بن مسروق جعفی ۱۲
کہا بلکل پیام شاہ والا
بلاتے ہین تجھے کیون شاہ والا
نہ اس کوچے سے باہر اب نکل تو
ثواب آخرت خالق سے پاوے
تجھے درجہ شہادت کا عطا ہو
مبادا شہر مین جا ئین شہنشاہ
میان قاتلان ہو مین بھی اونکے
پھرے ہین سر دردنیا و دین سے
ملے ہین اوس سے کوئی بے محابا
جھکا سکتا ہو مین نے فرق ہمت
گئے خود شاہ والا اوسکے گھر پر
بجالا یا بدل اشراط خدمت
طلبگار مدد ہون اے بہادر
بہت الطاف ہوگا میری جد کا
کہ تم مغلوب ہو جاؤگے
سوائے چند کس اس سمت کیا ہے

معاف اس سے رکھیں اب شاہ مجکو | کرین نادم نہ خاطر خواہ مجکو
مگر یہ بادپا ان اسپ میری ہے | نہایت تیز رو ہے برق سے بھی
ہے اسکا ملحقہ بھی نام مشہور | ہین اسکی شہرتین نزدیک اور دور
ہے اسکے ماسوا اک تیغ نادر | کہ جسکے نام سے لرزان ہین کافر
توقع ہے کہ یہ فدوی کا تحفا | کرین مقبول دلسے شاہ والا
لگے کہنے یہ اوٹھتے وقت شبیر | نہین آیا تھا لینے اسپ و شمشیر
مدد مین چاہتا تھا تجھسے اے یار | کیا اس امر سے تونے اب انکار
دریغ اپنی کرے جو جان اے یار | نہین کچھ مال سے اوسکے سروکار
خدائے پاک حافظ ہے ہمارا | جو ہے تقدیر مین لکھا وہ ہوگا

سفر کردن جناب امام حسین از قصر بنی المقاتل

بلفظ لکھتا ہے راوی اسطرح سے | جو حضرت ثعلبیہ جا کے پہنچے
کنار خواہر زینب مین سر رکھ | گئے رکھکر حسین نیکخو سو
یکایک ہوگئے پھر بیدار حضرت | ہوئے چشمون سے گوہر بار حضرت
لگی پھر پوچھنے یہ ام کلثوم | کہ کیون روتے ہو تم اے شاہ مظلوم
کہا دیکھا میان خواب مینے یہ | کہ نانا روکے کہتے ہین یہ مجھسے
بہت جلدی تو آئیگا مرے پاس | مجھے ایسا لگا ہے شب سے وسواس
ہین جد کو جو مینے روتے دیکھا | مجھے بھی آگیا رونے پہ رونا
یہ سنکر خوب روئی ام کلثوم | کہا ہوتا ہے ایسا مجکو معلوم
قیامت ہے بہت نزدیک بھائی | زمانہ کیون نہ ہوتا ریک بھائی

ازان پس سنکے حال خواب سرور
کیا اہل حرم نے حال ابتر
علی اکبر نے کی یہ باپ سے عرض
مگر ہم حق کے ہین حق ہے ہمارا
تو کیا غم ہے کہ یان رہنا نہین ہے
غرض وانسے بھی حضرت کوچ کر کے
بلا کر اہل لشکر کو یہ بولے
وہان کے لوگ بالکل بیوفا ہین
بتاؤ قتل کی تھی اونکی کیا وجہ
مرے سے بھی درپئے آزار ہونگے
لہذا تمکو دیتا ہون اجازت
چلو ہمراہ میرے سوے کوفہ
نہ تھی ثابت قدم جو لوگ ہمراہ
مگر خویش و برادر اور فرزند
کہا اون سب نے بھی حضرت سے اوسدن
کہ ہار و رو کے سب نے اے شہنشاہ
تم ایسی بات مت ہمکو سناؤ
کرینگے تم پہ ہم قربان جان کو
تمہاری خاک پا سر پر ہمارے

ہوئے گریہ کنان خویش و برادر
اوڑائی لیکے تھوڑی خاک سر پر
کہ مرنا ایکدن انسانکو ہے فرض
اگر ظالم نے ناحق ہمکو مارا
مقام ہر بشر آخر وہین ہے
لکھا ہے قطقطانہ (نام منزل ۱۲) جا کے پہنچے
کہ مین جاتا ہون مرنے یار و کوفے
عدو ہوئے خاندان مصطفے ہین
کیا مقتول مسلم کو بلا وجہ
بلا شک قتل پر تیار ہونگے
اگر لڑینگی ہو تم سب مین طاقت
نہین تو گھر کا لو تم اپنے رستہ
ہوئی راہی وطن کو اپنے ناگاہ
رہے ہمراہ حضرت ہو کے خورسند
چلے جاؤ جہان جانا ہو ممکن
نہین جاینگے ہم زنہار واللہ
جدائیکا سخن لب تک نہ لاؤ
تمہین ہم چھوڑ کر جائین کہانکو
غلام باوفا ہین ہم تمہارے

اگر ہم آج تمکو چھوڑ جائین ۔ بروز حشر کیا منہ کو دکھائین
یہ کہکر رو دیے یاران حضرت ۔ ہوئے گریہ کنان شہ بھی بشدت
غرض صدہا دعائین دیکے اونکو ۔ لیا ہمراہ اپنے شہ نے اونکو
بیان کرتا ہے راوی اسطرح سے ۔ عبید اللہ مکار لعین نے
بٹھایا تھا بمکہ ایک جاسوس ۔ کہ جب ابن علی باخویش و ناموس
روانہ سوے کوفہ ہون برابر ۔ خبر کرنا او سیدن ہمکو آکر
سو وہ جاسوس پہنچا آج آکر ۔ کہا اوسنے یہ حاکم کو سنا کر
کہ مکہ سے چلا ہے شاہزادہ ۔ ہے آنیکا سوئے کوفہ ارادہ
عبید اللہ نے یہ احوال سنکر ۔ کہا حر سے کہ اے مرد دلاور [بن یزید ریاحی ۱۲]
ہزار اسوار لیکر اپنے ہمراہ ۔ چلا جا جسطرف ہو وین شہنشاہ
ملین تو ہر طرف سے گھیر لینا ۔ جو سمت کوفہ آئین آنے دینا
ہے دہیان اسکا لیکن سب پہ غالب ۔ نہ جانے پائین حضرت اور جانب
چلا حر سوے صحرا ہوکے رخصت ۔ تلاش شاہ مین باشان و شوکت
چلے آتے تھے شہ منزل بہ منزل ۔ کہ ہون جلدیسے ہین کوفہ مین داخل
ملا اک شخص قوم عکرمہ سے ۔ سوال اوس سے کیا ابن علی نے
کہ حال کوفہ سے آگاہ ہے تو ۔ کہا اوسنے کہ شاہنشاہ خوشخو
عبید اللہ نے لشکر پہ لشکر ۔ طلب مین تیرے بھیجے ہین سراسر
غرض از قادسیہ تا عذیب اب ۔ ہین جتنے دشت پُر ہین فوج سے سب
ترے ملنے کی سب کو آرزو ہے ۔ یہی چرچا یہی اب گفتگو ہے

مرے نزدیک یہ بہتر ہے سب سے
ملے ہین اہل کوفہ شامیون سے
کہا شہ نے جزاک اللہ خیرا
نصیحت کی جو شرطین تھین ادا کین
چلے حضرت وہان سے اور آگے
سراب اسکو ہین سب اشخاص کہتے
رہے شب بھر نہایت چین سے وان
غرض جب دوپہر کا وقت آیا
میان دشت اوترا تھا وہ لشکر
بزیر سایۂ اسپان جنگی
سپاہی فوج حضرت کی جو دیکھی
کہا حضرت نے یہ کس کا ہے لشکر
حر آیا سامنے حضرت کے ناگاہ
کہا تیرا ارادہ کیا ہے بھائی
کہا جنگ وجدل پر مستعد ہون
مجھے بھیجا عبید اللہ لعین نے
اونھین اسطرح سے اب جا کے تو گھیر
کہین جائین نہ اونکو جانے دیجیو
در کوفہ تلک ہمراہ ہون مین

کہ پھر جائین نہ جائین آپ کوفے
ہین جتنے قول سب جھوٹے ہین اونکے
ہزار آفات سے مجکو بچایا
غرض جو کین وہ اچھی کین بجا کین
قریب شام اک منزل پہ پہنچے
اوسی مین شاہ والا جاکے اوترے
چلے وقت سحر سوئے بیابان
تو لشکر حر کا آنکھون نے دکھایا
طپش سے مہر کے دل تنگ ہو کر
چھپے تھے آکے سب انسان جنگی
تو آکے سامنے صف ایک باندھی
ہے کون اس فوج مین سردار ومہتر
کیا نام و نسب سے اپنے آگاہ
مدد میری کرے گا یا لڑائی
تمہارا منتظر تھا حد سے افزون
کہ رہنا ہوشیار اب شاہ دین سے
نظر آئے زمانہ اونکو اندھیر
اگر کوفے کو آئین آنے دیجیو
ملازم آپ کا یا شاہ ہون مین

یہ باتین تھین کہ وقت ظہر آیا
اوسی دم شاہ نے حر کو جتایا

کہا گھوڑے سے نیچے آ برادر
نماز حق تعالےٰ کو ادا کر

پڑھونگا مین بھی ہمراہ عزیزان
نماز خالق ہر جن و انسان

کہا حر نے کہ اے سبط پیمبر
کھڑے ہون آپ سبکے آگے بڑھکر

پڑھونگا آپ کے پیچھے نماز اب
پڑھین گے اہل لشکر بھی مرے سب

امام دو جہان ہو پیشوا ہو
قبول بارگاہ کبریا ہو

دعاے خیر دی حضرت نے حر کو
کیا ذی آبرو اوس چھوٹے بڑے کو

ہوئی جب دونون لشکر کی جماعت
امام المتقین نے کی امامت

نماز ظہر اول تو ادا کی
ازان پس آپ نے یاد خدا کی

مصلے سے اوٹھے پھر بے محابا
کیا تیغ دودم پہ اپنے تکیا

پڑھا خطبہ فصیحانہ پھر اوس دم
کہا تم کوفیون نے ملکے باہم

مجھے کوفے سے خط بھیجے برابر
یہ لکھا اون خطون مین ہوکے مضطر

امام و پیشوا ہادی ہمارا
نہین ہے کوئی اب دنیا مین شاہا

اگر حضرت یہان تشریف لے آئین
تو کار دین و دنیا سارے بنجائین

غرض جب اس طرح سے تمنے لکھا تھا
کیا یان آنیکا مینے ارادا

جواب بھی قول پر ثابت رہو تم
تو مجکو سوے کوفہ لیچلو تم

اگر انکار ہے فرمانے میرے
چلا جاؤن کسی جانب یہان سے

کہا یہ سنکے حر نے شاہ والا
نہین مین ان خطون سے کچھ بھی آگاہ

کہا شہ نے وہ تیرے ساتھ ہونگے
جنھون نے خط مجھے لکھ لکھ کے بھیجے

یہ لکھکر شاہ نے نامے دکھائے
ہوئے شرمندہ کوفی دلمیں اپنے

نماز عصر پھر حضرت نے اوسدم
جماعت سے پڑھائی ہوکے بیغم

کہ ناگہ اک شتر اسوار آیا
عبید اللہ کا خط حر کو دکھایا

لکھا تھا گھیر کر ابن علی کو
اور اونکی ہمرہی میں لوگ ہیں جو

کسی صورت سے اوس منزل پہ پہنچا
ملے پانی نہ دانہ گھانس جس جا

پڑھا جب حر نے نامہ اوس لعین کا
پکڑ کر دست اطہر شاہ دین کا

کہا دیکھو تو خط میں کیا لکھا ہے
ہماری اس میں شاہا کیا خطا ہے

اگر تمسے لڑیں اے شاہ دیندار
خدا و مصطفی ہوں ہمسے بیزار

وگر لڑتے نہیں تمسے کچھ عذر ہے
تو ہمکو حکم حاکم کا خطر ہے

غرض کل اہل لشکر سے چھپا کر
کہا حر نے کہ اے سبط پیمبر

اگر کینے سے کھینچوں تیغ تلوار
کٹیں بازو سے دونوں ہاتھ یکبار

خیانت کی نظر ڈالوں جو تمپر
تو میری آنکھ اندھی ہو سراسر

جب اس رہ میں چلا ہو کر سرافراز
کلوخ و سنگ سے آتی تھی آواز

مبارک گلشن جنت ہو تجھکو
مبارک حوروں کی صحبت ہو تجھکو

میں اپنے دلمیں کہتا تھا یہ اوسدم
تو جاتا ہے بحرب شاہ عالم

مگر ہوتی تھی سن سنکے یہ حیرت
خداوندا یہ ہے کیسی بشارت

یہ ہمراہی مرے ہیں سب مخالف
مبادا ہو نہ جائیں سر سے واقف

اگر ہو مصلحت تو ہوکے اسوار
چلو ہمرہ مرے اے شاہ دیندار

جب اوترو نہیں سی جا پہ تو اے شاہ
یہ کرنا تم یہاں نا مجھسے ناگاہ

محرم ہین ساتھ میرے ہے مناسب — مین اوترون دور جا کر اور جانب
غرض سو جائین جب ہمراہی میرے — چلے جا نا کسی جانب کو سیدہے
سحر کو ہونگے جب اشخاص بیدار — نہ پائینگے تجھے اے شاہ دیندار
تو یہ معلوم ہو جائیگا سب کو — کہ حضرت کوچ یانسے کر گئے لو
کرینگے لوگ آ کر مجبکو آگاہ — مین تمکو ڈہونڈہکر جنگل مین یا شاہ
نہ ملنے کا بہانہ کر کے اوسدم — چلا جاؤنگا حاکم پاس بیغم
دمادی شاہ نے پہر حر کو اوسدم — کیا کوچ اوسجگہ سے ہوکے باہم
چلا چل جبکہ آدہی رات گذری — ہوئین اک جا یہ فوجین سب مقامی
تہکا تہا سو گیا جب حر کا لشکر — کیا کوچ اوس جگہ سے شہ نے اوٹھکر
لیا ہمراہیون کو ساتھ اپنے — چلے اک سمت سب منہ کو اوٹھا کے
مگر اسدرجہ اندھیارا تہا اشب کا — نہین معلوم کچھہ ہوتا تہا رستا
ستارا صبح کا جسوقت چمکا — زمین پر خط کو شہ نے دیکھا
رکا گھوڑا اوہان شبیر شاہ دین کا — لگا یا شہ نے اوسکو تازیانا
قدم ہرگز نہ گھوڑے نے اوٹھایا — تب اوسدم لوگونسے یہ شہ نے پوچھا
بتاؤ کہ جتنی یہ سرزمین ہے — کہ دل میرا بہت اندوہگین ہے
کہا یہ ماریہ ہے یانیہ مشہور — مصیبت اور آفت سے ہے معمور
کہا کچھہ اور بہی ہے نام اس کا — کہا یابت کربلا اے شاہ والا
سنا جب کربلا کا نام شہ نے — مقام قتل اپنا اوسکو سمجھے
کہی تکبیر حق کو یاد کر کر — کہ الکرب بلا اللہ اکبر

[illegible] پس پھر یہ فرمایا زبانسے
عزیز و اقربا و خویش میرے
کرینگے قتل کافر مجکو یان پر
فلک سے خون برسیگا زمین پر
گریبان سحر یان چاک ہوگا
اوڑیگی خاک دنیا مین سراسر
مرے فرزند بجز کے اور پیارے
سوائے حق تعالے میرا حامی
علی اکبر نے آگے آکے او سدم
یہ کیا کہتے ہو تم اپنی زبانسے
کہا جان پدر دادا تمہارے
پھرے نہین تھے جس زمانہ مین
بیہشت سے آکے شاہ مردان
حسن بھائی کی رکھکر گود مین سر
مین بیٹھا تھا سرہانے اونکے اوسدم
حسن نے اونسے پوچھا حال کیا ہے
کہا دریائے خون صحرا مین دیکھا
اور اپنے دست و پا وہ مارتا ہے
یہ کہکر شاہ نے تجہیز نظر کی

نہین جاؤنگا [illegible]
نہین تنہا ہونگے تیرے [illegible] سارے
[illegible]
[illegible] مجکو سمین پر
سنے گا جو کوئی غمناک ہوگا
ہر اک دل ہوگا اس غم سے [illegible]
رہین گے ظلم جور اشقیا سے
نہ ہوگا آشنا و دوست کوئی
کہا اے باپ یہ کیسا ہے ماتم
مدد چاہو خدا سے دو جہان کے
علی مرتضی پیغمبر خدا کے
مین اونکے ساتھ تھا [illegible]
تھکے ماندے [illegible] شاہ مردان
گئے سو شاہ مردان دلاور
کہ چونکے خواب سے [illegible]
تمہارا غم مین دل کیون مبتلا ہے
حسین اوس بحر مین ہے غوطے کھاتا
کوئی سنتا نہین چلا رہا ہے
پھر اتنی بات مضطر ہوکے پوچھی

جب یہ حادثہ تجھپر پڑے گا
مرے دلبند تب تو کیا کرے گا

کہا سنکے کروں گا اقتضای صبر
اوٹھاؤنگا طبیعت پر بہت جبر

کہا حضرت نے وہ ہین لوگ شاکر
کہا حضرت نے جو ہین لوگ صابر

[illegible]
مکان فردوس میں ہین اونکو تیار

حسین ابن علی نے پھر اوسی جا
کیا بایار و یاور اپنا خیمہ

اونکو اسب سے جس وقت شہ نے
زمین کربلا پر پاؤن رکھے

ہوئی اوس خاک کی ایسی نحوست
غبار اوٹھنے لگا اوس سے بشدت

پڑی سب گرد زلف عنبرین پر
کہا کلثوم نے پھر اے برادر

عجب حال پریشان دیکھتی ہون
ہے اس جنگل سے مجکو ہول افزون

بہن کو شاہ نے دیکر دلاسا
پھر اپنے شہربانو کو بلایا

کہا اے واقف راز نہانی
مری دو چار دن ہے زندگانی

گر ان کو تیرے گر ہو کریہ ستم جی
لگین اندام پر گر زخم کاری

مخالف دیوے آزار گر ہو ان
عدو لوٹے جان پر سے کفار گر ہون

نکرنا حال تو اپنا پریشان
نہ ہونا میرے ماتم مین تو گریان

اگر مضطر ہو دل تو صبر کیجو
حیا کو ہاتھ سے جانے نہ دیجو

ہنسی اعدا کی بھی ہے اک مصیبت
مری تو یاد رکھنا یہ وصیت

سنے جو اہل بیت باصفا نے
زبان شاہ سے اسطرح کلمے

ہوئے گریہ کنان خرد و کلان سب
لگے کہنے بصد آہ و فغان سب

یتیمون اور غریبونکو تو یا شاہ
نہین تاب اس خبر سننے کی واللہ

کہا شہ نے کہ یون حق کی رضا ہے
سوائے صبر چارہ اور کیا ہے

تمہین بھی ہے مناسب اب کہ جیسے
اوٹھاؤ خاطر غمناک پہ جیسے

کیئے خیمے غرض لیجا کے شہ نے
فرات اک نہر ہے نزدیک اوسکے

لکھا نور الائمہ مین ہے ایسا
سلیمانکو جو خط حضرت نے بھیجا

لکھا تھا مین یہان تیری طلب سے
چلا آیا مرخص ہو کے سب سے

تجھے لازم ہے کہ میری مدد تو
چلا آ اسجگہ با جاہ و کد تو

کرے گا گر تو مجھسے بیوفائی
تعجب کچھ نہین ہے اسکا بھائی

پدر سے اور برادر سے بھی میرے
بہت کی بیوفائی کوفیون نے

غرض پھر قیس کو نامہ دیا وہ
سوئے کوفہ روانہ ہو گیا وہ

پکڑ کر ابدارا اوس ایلچی کو
عبید اللہ کے آگے لیگئے جو

عبید اللہ کو اوسنے جو دیکھا
کیا تو نے اہی پرزے پرزے نامہ

عبید اللہ نے پوچھا یہ اوس سے
کیا کیون تو نے اس کاغذ کو پرزے

کہا اک دوست کا خط تھا مرے پاس
کہا کس کا یہ نامہ تھا ترے پاس

کہا قاصد ہون مین آل نبی کا
شہ مرحق حسین ابن علی کا

کہا کیون خط نہ یہ مجکو دکھایا
کہا مجکو یہی بس دہیان آیا

کہ راز دوستان افشا نمودن
نباید بر عدو و خصم و دشمن

کہا وہ کام سے اک کام کر تو
تو ہو قصر جدل سے اب بدر تو

بتا دے اہل خط کا نام یا تو
و یا منبر پہ چڑھ کے برملا تو

مذمت شبر و شبیر کی کہ
مرے حاکم کا ہو دل سے ثنا گر

کہا دو کار اول تو نہ ہوگا / بجا لاونگا حکم ثانی تیرا ہان
غرض پھر مسجد جامع مین آکر / ہوئے یکجا بہم کوفی برابر
میان صحن مسجد رکھکے منبر / گیا منبر پہ پھر قیس دلاور
خدا کی پہلے کی حمد و ثنا پھر / ازان پس نعت احمد کی ادا کی پھر
کہا پھر کوفیو آگاہ ہو تم یہ / نہ راہ راست سے بد راہ ہو تم
مین قاصد ہون امیر المومنین کا / مجھے بھیجا ہے شہ نے خاص اپنا
تمہین لازم ہے دیدو یہ ولایت / وہی ہے شہ سزاوار خلافت
امام دوجہان آل نبی ہے / خدا کا دوست فرزند علی ہے
ہین ہمرہ چند کس اوس شاہ دین کے / بہت ہین لوگ لشکر مین لعین کے
مناسب ہے کرین اوسکی مدد سب / لڑین کفار سے باجد و کد سب
یزید بیحیا کا پھر لیا نام / برا کہنے لگا دیدے کے دشنام
یکایک اہل کوفہ مین اوٹھا شور / گیا آگہ عبید اللہ کو فی الفور
غرض اک آدمی نے وان پہ آکے / اوتارا قیس کو منبر سے نیچے لاکے
ازان پس لیگئے کوٹھے پر اوسکو / شہادت کا پلایا ساغر اوسکو
سنا جو قیس کا حال شہادت / حسین ابن علی روئے بشدت
دعائے خیر دی اوس مرد دین کو / برا جانا عبید اللہ لعین کو
خبر پہنچی جو یہ کوفے مین جاکر / میان کربلا ہین ابن حیدر
عبید اللہ ظالم نے یہ سنکر / لکھا حضرت کو نامہ اسطرح پر

نوشتن نامہ عبید اللہ ابن زیاد و فرستادن بخدمت جناب امام حسین ع

یہ فرمان شام سے آیا ہے ایشاہ
جہان دیکھو حسین باصفا کو
بلاکر اوس سے کہکر با فصاحت
کرے انکار بیعت سے اگر وہ
سر اوسکا کاٹکر تو بھیج دینا
لہذا اب مین کرتا ہون نصیحت
اگر بیعت سے ہے انکار تجکو
جو بھیجا ابن حیدر کو وہ نامہ
دیا اون لوگو نپر لعنت خدا کی
نہ تھی مخلوق ان کو کرتے ہین منظور
یزید ابتر کے قاصد نے شہ سے
کہا شہ نے کہ اتنا صبر کیا جا
پھرا قاصد کہا ملعون سے آ کے
کہا جو سب پڑھ کے خط شاہ
لعین سنکر ہوا آزردہ خاطر
یہ تم مین کو سنا ایسا دلاور
اگر مانگے وہ مجھسے ملک کوئی
یہی کلمہ کہا تھا کہ نے سہ بار
بلایا تب عمر سعد لعین کو

یہ ہے مضمون اوس نامے کا راہم
لکھا یا اوسکی خبر کچھہ گوش زد ہو
کسی صورت سے لینا میری بیعت
نہ جانے پائے زندہ اپنے گھر کو
سر ہو کبھی منہ فرق اسمین ذرا لا
لہذا سب ہے کہ ایسے شہ سے بیعت
تو پھر جنگ و جدل پر مستعد ہو
پڑھا حضرت نے اوسکو اور پھینکا
غضب سمجھے ہین جو رحمت خدا کی
خدا کی راہ سے ہین منہ موڑے
کہا مجکو جواب نامہ دیجیے گا
نہین ہین کچھہ جواب نامہ دونگا
نہین لکھا جواب نامہ شہ نے
کہ پھینکا ہاتھ سے تیرے وہ نامہ
کہا اوسنے جو تھے مجلس مین حاضر
کرینگے جنگ و جدل اب ابن حیدر
ابھی دیدون اوسے ہے میری مرضی
نہ بولا کوئی اوس مجلس کا خفا
سنایا پھر یہ اوس مردود دین کو

یہیں اک مدت سے یہ سنتا ہوں بھائی
حکومت ملک رے کی تجکو بھائی

بجا ہے کیوں نہ ہو اس ملک کی چاہ
نہایت خوب ہے وہ ملک واللہ

مداخل مال و زر کا ہے نہایت
بڑی ہے اور شہروں سے ولایت

یہ ہے منظور طبرستان و ری کا
تجھے منشور لکھدوں بے محابا

عمر سعد لعین نے ہو کے مسرور
کیا حاکم کا کہنا دل سے منظور

غرض منشور طبرستان و ریکا
عمر سعد لعین کے نام لکھا

ازاں پس خلعت پر زر پہنایا
دیا با ساز و زیور ایک گھوڑا

کہا یہ ملک سب تجکو دیا ہے
سپہ سالار لشکر کا کیا ہے

ہوا اب رے کا حاکم تو چلا جا
زر نقد او رسینے تجکو بخشا

مگر اک شرط ہے اوسکو بجا لا
کہ جا کے کربلا میں بے محابا

حسین ابن علی کی کر کے منت
دیا از راہ پر خوف حکومت

غرض جو بن پڑے اے یار حکمت
امیر شام کی لے اوس سے بیعت

اگر مانے تو بہتر ورنہ کر جنگ
سر اوسکا کاٹ لا اے یار در جنگ

مع ہمراہیاں یہاں جلد لا تو
سوار ہی لے ابھی رخصت ہو جا تو

عمر سعد لعین نے جب سنا بھید
ڈسا جاتی رہی جینے کی امید

کہا اس کام میں فکر و تردد
منوگا جب تلک ہوگی نہ داشد

اجازت ہو تو گھر اپنے میں جاؤں
صلاح اولاد سے یاروں سے پوچھوں

کہا حاکم نے جلدی جا یہاں سے
خبر جو کچھ ہو مجکو بھیج وانسے

پہن خلعت ہوا گھوڑے پہ اسوار
لیا فرمان رے مع دست یکبار

بہت خوش اور نہایت مسکراتا
عمر سعد لعین گھر اپنے آیا تا

کہا بیٹون نے کیا ہے اے پدر آج
جو آئے شاد و خندان آپ گھر آج

یہ خلعت کیسا یہ گھوڑا ہے کیسا
یہ کاغذ ہاتھ مین بابا ہے کیسا

کہا دولت نے مجکو منہ دکھایا
نصیبہ بعد مدت میرا جاگا ہا

عبید اللہ نے مسرور ہو کر
دیا ہے اسپ خلعت اور بہت زر

حکومت رے کی طبرستانکا منشور
ہوا ہے نام پر میرے ہی مسطور

سپہ سالار لشکر کا کیا ہے
مجھے رتبہ بڑا اوسنے دیا ہے

مگر یہ شرط ہے آل نبی سے
حسین باصفا ابن علی سے

میان کربلا جا کر لڑون مین
جسد سے سر جدا اونکا کرون مین

کہا فرزند چھوٹے نے کہ اے باپ
نجائین اونسے لڑنیکے لیے آپ

محمد مصطفے کے وہ جگر ہین ہا
علی و فاطمہ کے وہ پسر ہین

تمہارا باپ جو تھا سعد وقاص
غلام باوفا احمد کا تھا خاص

رسول اللہ سے روز قیامت
کروگے قتل کی کیا انکے حجت

سوا اسکے ستہ نامے تمنے لکھکر
بلایا اونکو مکہ سے یہان پر

پھر اب دشمن بنا ہے اونکی جانکا
خدا سے حشر کے دن کیا کہے گا

محمد مصطفے کی ساری امت
سدا بھیجے گی تجپر دلسے لعنت

یہ سنکر اوس طرف سے منہ کو پھیرا
بڑے بیٹے سے اپنے پھر یہ پوچھا

کہا اے فرزند تو ہے اوس سے ہشیار
جو تیری مصلحت ہو وہ کرون کار

کہا کہتا ہے سچ چھوٹا برادر
ہے اوس مین مخمصے روز محشر

مگر وہ دنیا ہے اور نقد ہے یہ
وہ کچھ اچھا نہیں ہے خوب شئے یہ

عمر سعد لعین نے ہو کے خرم
کیا اس بیٹے کا کہنا مقدم

عبید اللہ کی خدمت میں جا کر
کہا راضی ہوں میں دل سے سراسر

عبید اللہ نے مسرور ہو کر
دیئے پھر پانسو مرد دلاور

کہا جا کربلا کے سمت سیدھا
حسین ابن علی سے لڑ خدارا

غرض وہ شہر سے نکلا جو باہر
کہا اک شخص نے یہ اوس سے آکر

کہاں جاتا ہے تو مجکو بتا دے
کہا لڑنے حسین ابن علی سے

مگر میں جانتا ہوں کام بد ہے
ولے اس امر کی ہاں مجکو کد ہے

کہ مجھے ملک ری کی اب حکومت
بسر ہو زندگی با عیش و عشرت

غرض حمزہ مغیرہ کا تھا بیٹا
وہ اس مرد لعین کا بھانجہ تھا

کہا اوسنے بھی اسکے پاس آکر
نہیں جنگ و جدل حضرت سے بہتر

گنہ اس کام میں بیحد ہے خالو
عبث لڑنیکی تجکو کد ہے خالو

مناسب ہے کہ اس سے کر حذر تو
خدا کے قہر سے اے خال ڈر تو

عمر سعد لعین نے کھا کے دہشت
یہ چاہا تھا کہ کیجے فسخ عزیمت

مگر حب دیار و جاہ نے تو
سراسر کر دیا تھا کور اوسکو

گرا اندر کوئیں کے بے محابا
نہ کھایا خوف رب دوسرا کا

لیئے پھر پانسو اسوار ہمراہ
چلا وہ کربلا کے سمت ناگاہ

قریب خیمہ شاہ دلاور
کیا اوسنے بھی خیمہ اپنا جا کر

اذان پس اسطرح سے بھیجا پیغام
کہ اے ابن علی شاہ نکونام

سبب کیا ہے جو سمت این ولایت
کہا تم لوگون نے لکھہ لکھہ کے اکثر
مرے آنے کے بارے مین بہت سی
کلام وا ہیہ تم سب نکے سنکر
مگر تم سب نے نقض عہد کر کر
اگر مانع نہ ہو تم لوگ میرے
ہوا سنکر بہت مسرور ملعون
عبید اللہ اور ابن علی سے
تعجب کیا جو شہ جائین یہانسے
لکھا نامہ عبید اللہ لعین کو
عبید اللہ نے یہ لکھہ کے بھیجا
اگر راضی ہو تو مجکو خبر دے
عمر سعد لعین نے پھر وہ نامہ
کہا حضرت نے اوسکو پڑھ کے یکبار
عبید اللہ کو پہنچی خبر جو
سوا اسکے کہا یہ پڑھ کے نامہ
ہوا غصے نہایت دل مین کافر
کہا یا فوج جا کر جلد یکبار
نگر آب فرات اک بوند بھر بھی

مع کنبہ چلے آئے ہین حضرت
مجھے مکتوب بھیجے تھے برابر
خدا شاہد ہے تم لوگون نے کدکی
چلا آیا بہ مجبوری یہان پر
کیا بھائی کو میرے قتل یکسر
یعنی مسلم بن عقیل رضہ ۱۲
چلا جاؤن کسی جانب یہانسے
یہ سمجھا دل مین وہ مغرور ملعون
تعجب کیا صفائی اب جو ہووے
لڑائی دو ہووے درمیانسے
کیا آگہ کہا تھا شاہ نے جو
کہ بیعت کے لیئے تو اوسکو سمجھا
نہین رہ منتظر فرمانکا میرے
حسین با صفا کے پاس بھیجا
نہین مانون گا اسکا حکم زنہار
یعنی ابن زیاد ۱۲
نہین بیعت پہ راضی شاہ خوشخو
نہ مانون گا عبید اللہ کا کہنا
بلا الحصین وشیث وشمر کو پھر
الکتبہ ۱۲ بن ربعی ۱۲ ذی الجوشن ۱۲
عمر سعد لعین کے جو مددگار
نہ لینے پائے اوسجانب سے کوئی
یعنی از لشکر امام حسین ع

امیر شام کی بیعت کرے گر | تو دینا اوسکو تم پانی برابر
(یعنی جناب امام حسین علیہ السلام را)
عمر سعد لعین نے ہو کے مضطر | کہا یہ عمر سے تو جا برادر
(ابن حجاج ۱۲)
کئے اسوار پانصد اوسکے ہمراہ | کیا اس بات سے پھر اوسکو آگاہ
نہ لینے پائے کوئی آب دریا | ذرا اس امر کا تو دہیان رکھنا
حسین اور جتنے ہمراہی تھے اونکے | ہوئے سب خیمہ زن دریا سے ہٹ کے
لکھا ہے سانحہ یہ اسطرح سے | شہادت سے ہوا سہ روز پہلے
ہوئی جب تشنگی یکبار غالب | ہوئے پانی کے عورت مرد طالب
حسین ابن علی نے ہو کے مضطر | کہا عباس سے تو جا برادر
ملے جسطرح پانی جلد لے آ | پیاسا ہے مرا لشکر ہے جتنا
گئے ہمراہ اونکے شہ نے یکبار | لکھا ہے بیس پیادے تیس اسوار
بن حجاج سے عباس لڑ کر | لے آئے مشک آب بحر سے بھر
(یعنی از عمرو ۱۲)
ہوئے کافر پہ غالب شاہ عباس | پھر آئے سوئے لشکرگاہ عباس
شب دیگر حسین ابن علی نے | یہ کہلا بھیجا ابن سعد بد سے
(یعنی عمر سعد ۱۲)
نہیں کچھ تمسے کہنا ہے ضروری | چلے آؤ ہمارے پاس جلدی
قبول اوسنے کیا اسوار ہو کر | ہوا با چند کس لشکر سے باہر
حسین ابن علی بھی با برادر | ہوئے اسوار دو گھوڑونکے اوپر
علی اکبر کو بھی ہمراہ لیکے شہ | عمر سعد لعین پاس آکے ٹھہرے
کہا اے مرد احمق کور باطن | برائی پر ترے آگئے ہیں اب دن
خدا کے قہر سے ڈرتا نہیں تو | نہیں تو دیکھتا آنکھوں سے مجکو

کہ میں ہوں کون اور کسکا پسر ہوں
خذف یا سنگریزہ یا گہر ہوں

تو میرے قتل پہ آمادہ کیوں ہے
کمر باندہے ہوئے استادہ کیوں ہے

نہ ہو دنیائے دونپر اتنا مغرور
مناسب ہے کہ رہ اس زال سے دور

عمر سعد لعین یہ سنکے بولا
کہا جو آپنے وہ ہیچ ہے شاہا

بہت ہے میرے کوفہمیں عمارت
جو تم سے میں ملوں سب ہوئے غارت

کہا حضرت نے گر ہو جائے یہ کار
بہشت اندر محل ہو تیرا تیار

رفاقت میں رہے گا میری گر تو
تو دونگا اوس سے بہتر گھر میں تجکو

کہا کوفیکی ہے جو یہ ولایت
مجھے ہے انتفاع اوس سے نہایت

عبید اللہ اوس کو چھین لیگا
مجھے کوفی میں پھر آنے نہ دیگا

کہا حضرت نے ہرگز کر نہ دہشت
اگر ہو جائے گی ضایع وہ ضیعت

حجاز اندر تجھے میں کشت دونگا
کہ ہوگا نفع سو حصہ زیادا

جواب اوس بیحیا کو پھر نہ آیا
ہوا شرمندہ نیچے سر جھکایا

کہا حضرت نے غصے ہو کے لیجا
غضب نازل خدا کا تجھپہ ہوگا

بنائے گا مراد اپنی کبھی تو
نہ دیکھے گا کبھی دلکی خوشی تو

کہا تھا جو شہید کربلا نے
وہ ہی اوس بیحیا کے آیا آگے

لکھا ہے چند دن کے بعد مختار
کہ تھا مرد دلاور اور جرار

بنا قاتل عمر سعد لعین کا (ابو عبیدہ)
دیا دوزخ میں اوسنے اوسکو پہنچا

عمر کا تھا پسر جو حفص نامی (یعنی عمر سعد کا)
پدر کو وہی تھی یہ ترغیب جسنے

کہ لڑ جا کر حسین ابن علی سے
حکومت رے کی طبرستان کی لیلے

کیا مختار نے اوسکو بھی درگور — ہوا وہ بھی خدائے مار اور مور

یعنی حفص ۱۲

بریر ابن حصیر اک مرد مومن — خدا ترس با مروت صاف باطن

ہوا اس گفتگو سے جو خبردار — کہا حضرت سے آکے اوسنے یکبار

عمر سعد لعین نے کیا کہا شاہ — کہا مانا نہ کہنا میرا واللہ

کہا یا شاہ مجکو حکم اگر ہو — تو مین جا کر کہون شاید اثر ہو

کہا تو جان بہتر ہو تو سمجھا — اجازت دینے دمی تجکو وہان جا

بوقت صبح لشکر مین لعین کے — گیا وہ مرد حکم شاہ دین سے

یعنی بریر ۱۲

غرض استادہ تھا اک جا پہ خیما — عمر سعد لعین تھا اوس مین بیٹھا

بریر با صفا مرد دلاور — گیا بے اذن اوس خیمے کے اندر

سلام اوسنے کیا اوسکو نہ زنہار — جہان جی چاہا بیٹھا جاکے یکبار

یعنی بریر ۱۲

عمر سعد لعین نے ہوکے غمگین — کہا کیون اسے بریر نا توان مین

تجھے کیا چیز مانع ہے بتا تو — سلام اسدم کیا تو نے نہ مجکو

مسلمان مین نہین ہون تیرے نزدیک — خدا دان مین نہین ہون تیرے نزدیک

بریر با صفا نے ہوکے برہم — کہا کہتے تھے یہ سلطان عالم

مسلمان وہ ہے اس دار فنا مین — مسلمان وہ ہوا اس ویرانسرا مین

مسلمانو نکو جو دست و زبان سے — نہ ایذا دے نہ لفظ بد نکالے

یہان آل جناب مصطفے پر — کیا ہے بند پانی تو نے یکسر

مذمت مین زبان کھولی ہے تو نے — لڑائی رات دن ٹھانی ہے تو نے

خدا کا ڈر نہ پیغمبر کا ہے پاس — ہراسر تجکو مال و زر کا ہے پاس

یہ سنکر اوس لعین نے سر جھکایا | تامل کر کے جو سر کو اوٹھایا

کہا اے یار مجکو یہ یقین ہے | خلافت حق شاہنشاہ دین ہے (یعنی امام حسین علیہ السلام)

کرے جو جنگ پاوے نار اونکا | بجز دوزخ نہین اوس کا ٹھکانا

مگر ہین ترک طبرستان وری کو | نہین کرنے کا اے مرد سخن گو

غرض آمد نہ بر راہ ہدایت | گرفتہ آن لعین کوئے ضلالت

ہوا جو شمر ذی الجوشن خبردار | گیا کوفے کو رخصت ہوکے یکبار

جتایا یہ عبید اللہ لعین کو | کہ کچھ اس حال سے آگاہ بھی ہو

عمر سعد اور حسین با صفا مین | برابر خط کتابت کی ہین رسمین

سنا ہے یہ بوقت شب برابر | ملاقاتین بھی ہوتی ہین سراسر

عبید اللہ نے آزردہ ہو کر | لکھا نامہ عمر کو اسطرح پر (یعنی عمر سعد را ۱۲)

لڑائی کے لیے بھیجا تھا مینے | نہ اس خاطر کہ ملنا شہ سے جاکے

اگر تجھسے نہین ہوتا ہے یہ کام | وہ جو منشور ہے کا ہی ترے نام

اوسے تو بھیجدے مجکو برادر | سپہ سالار لشکر شمر کو کر

پڑھا نامہ جو اوس مردود دین نے | ہوا الطرنے یہ پھر آمادہ ویسے

بیان کرتا ہے راوی اے محبو | کہ روز ہشتم ماہ عزا کو (یعنی ماہ محرم ۱۲)

میان لشکر شاہ شہیدان | رہا پانی نہ مطلق اے محبان

غرض سب اہل لشکر تشنگی سے | بدرجہ تنگ آئے زندگی سے

لکھا ہے خرد سال اطفال جو تھے | وہ نعرے کر رہے تھے العطش کے

اوٹھے حضرت وہانسے ہو کے مضطر | ہوئے استادہ آکے اک جگہ پر

کیا جو فوج اعدا کا شمار اب — ہوئے سولہ ہزار اور چھ ہزار اب

یہان ہمرہ حسین ابن علی کے — لکھا ہے تھے بہت اشخاص تھوڑے

حبیب ابن مظاہر نے کہا شاہ — اگر دو تم اجازت مجکو واللہ

یہان نزدیک ہین میرے اعزا — بلا لاؤن براے جنگ اعدا

کہا جا وہ گیا اور اوسنے جا کر — کہا اوس قوم سے ہو ہو کے مضطر

چڑھائی دشمنون کی با عداوت — حسین ابن علی پر ہے نہایت

شفاعت مصطفےٰ کی گر ہے منظور — چلو اوسکی کمک کو تا بہ مقدور

اوٹھا ابن اشید مرد جرار — کہا چلئے ہین ہون لڑنیکو تیار

حبیب ابن مظاہر نے دعا دی — کہ خالق نے تجھے جنت مین جا دی

نوّد اشخاص بیعت کر کے اوسدم — مسلح اور مکمل ہو کے باہم

ہوئے اسوار بر اسپان تازی — چلے سوئے سپاہ شاہ غازی

قضا را ایک مرد بیحیا نے — کہا جا کر عمر سعد لعین سے

لعین نے ازرق شامی کو اوسدم — دئیے چالیس سو جرار آدم

چلا ازرق اونہین ہمراہ لیکر — کھڑا تھا راہ مین غماز خود سر

غرض لیجا کے اوس لشکر کو اوسنے — کھڑا ہی کر دیا بس صرف اونکے

لگا تھا تیرہ بخت [illegible] تا پہنچکر — ہوئی جنگ و جدل آپسمین یکسر

لعین تھے [illegible] کو لوگ یان سے — بہت مارے گئے اونہین سے لڑکے

جو باقی رہگئے تھے لوگ زندہ — لیا اون سب نے لشکر کا اپنے رستہ

حبیب ابن مظاہر نے خبر سب — کہی ابن علی سے آکے بس جب

بہت غمگین ہوئے یہ حال سنکر — کہا جو مرضی رب اے برادر
عبید اللہ ہوا آگاہ جس دم — عمر کے پاس بھیجا ایک آدم
کہا دے اوسکو یہ پیغام میرا — کہ لڑے ابن علی سے آج ہے جا
کرے گا گر تو اسمین آج سستی — سیاست تجکو دکھلاؤنگا ابہی
یہ سنکر ہو گیا ملعون کا منہ زرد — اگرچہ تھا وہ خود بدذات نامرد
محرم کی نوین تھی سے یہ لکہا — کہ لشکر لیکے وہ ملعون چڑھ آیا
حسین پاک اوس دم سر کو اپنے — گئے سو زانوے زینب پہ رکھکے
کیا آکر سوار و نے جو نعرہ — ہوا ظاہر سلاحون کا جو قعقعہ
جگایا سب نے حضرت کو یکایک — ہوئے بیدار حضرت جو یکایک
کہا عباس بھائی سے یہ ناگاہ — کہ بیجا بیست اسوار اپنے ہمراہ
ذرا دریافت کر اسکو بعجلت — کہ کیون آئی ہے یا شیر یہ جماعت
گئے عباس اور آئے خبر لے — کہا کی ہے چڑھائی یہ عمر نے
کہا حضرت نے پھر جا کر بعجلت — انھین تو پھیر دے یا انسے منت
طلب کر آجکی پھر انسے مہلت — کہ لڑنہین کرین تا یہ نہ عجلت
شب عاشورہ ہی امشب ہویدا — نہ ہووے تا وظیفہ میرا ناغا
کہا عباس نے اون مردمانسے — کہ مہلت آجکی شب اور دیجے
حسین ابن علی کا یہ بیان ہے — قیام اپنا اسی شب بس یہان ہے
سحر کو کوچ ہوگا اس جہانسے — ہوئے دن پورے میرے زندگی کے
یہ ہے منظور شاہ باصفا کو — عبادت مین یہ ساری شب بسر ہو

عمر سعد بھی تب ہوئے مضطر | کیا پھر مشورہ اندر اہل لشکر

کہ اب ہے جنگ آگے یا کہ ہم سب | غضب سے شاہ کے ڈرتے ہیں ہم سب

کہا شمر لعین نے غصہ کر کے | نہیں شب بھر کی مہلت ہم دیں گے

[illegible] | نہیں ایسے سخن بہتر اس دم

خدا کے فرزند سے ڈرتے نہیں تم | جو یہ بیہودہ کرتے ہو ستم

حسین آل محمد مصطفیٰ ہے | امام پاک دین ہے رہنما ہے

نواسا ہے تمہارے ہی نبی کا | پسر ہے فاطمہ کا اور علی کا

غرض یہ سنکے سب نے بے تامل | لڑائی کو کیا موقوف بالکل

اوسی جا پر نگر سے اوتر کر | نگہبان کر دیے اپنے مقرر

حسین ابن علی نے اس سے پہلے | دیا تھا حکم یہ لشکر میں اپنے

کرو اک گرد لشکر کندہ کھائی | کہ ہووے ایک جانب سے لڑائی

کرو ہیزم کا بھی انبار اوس میں | نہ آویں تا کہ یہ کفار اوس میں

چنانچہ تھی وہ خندق جیسے تیار | دیا اب حکم ثانی شہ نے یکبار

لگا دو لکڑیوں میں آگ جا کر | نہ آوے تا کوئی شبخون یا پھیر

ہوا اونچا زبانہ آگ کا جو | کہا مالک بن عروہ نے شہ کو

کیا آگے آتش دوزخ سے یا شاہ | لگائی اپنے میں یہ آگ واللہ

کہا حضرت نے یہ آزردہ ہو کر | کہ تو کاذب ہے اے کافر سراسر

گمان رکھتا ہے یہ اے کافر دون | کہ تو ہے جنتی میں دوزخی ہوں

کہا ابن عوسجہ مسلم نے یا شاہ | کہ اسکے منہ پہ ماروں تیر واللہ

یعنی یزید علیہ اللعنہ ۱۲

کہا ایسا نکر شان خدا دیکھ ۔ کدھر جاتا ہے یہ تیر دعا دیکھ

ہوئی پھر قبلہ رو شاہ شہیدان ۔ کہا اے خالق ہر جن و انسان

اسی دوزخ سے پہلے آگمین ڈال ۔ تری قدرت کو دیکھین لوگ فی الحال

دعا مظلوم کی مقبول کر کے ۔ دکھائی قدرت کامل یہ حق نے

گیا سوراخ مین گھوڑیکا پا جو ۔ جھکا اسفل کیجانب وہ جفا جو

گئی چھٹ ہاتھ سے اوسکے عنان بھی ۔ ہوا گھوڑا وہان ہر سو شتابی

لے آیا کھینچ خندق کے کنارے ۔ گرایا آگ مین گھوڑے نے بارے

جلا مردود لشکر مین پڑا شور ۔ ہوا داخل جہنم مین وہ فی الفور

کرامت تھی یہ آل مصطفے کی ۔ کرامت تھی شہید کربلا کی

کیا سجدہ خدا کا شاہ دین نے ۔ کہا حق سے بہت عجز و یقین سے

کہ مین ہون یا خدا آل پیمبر ۔ مری تو داد لینا اوسنسے یکسر
(یعنی از ظالمان ۱۲)

سنا جو کافرون نے شہ کا کہنا ۔ سنا جو فاجرون نے شہ کا کہنا

کہا اشعث کے بیٹے نے یہ مبتلا ۔ محمد مصطفے سے کیا ہے رشتا

جو ہر دم لاف تو کرتا ہے بیجا ۔ یہ کیا اوصاف تو کرتا ہے بیجا

ہوئی از روئے غیرت آپ برہم ۔ کہا اے خالق بنیاد آدم

مجھے یہ ابن اشعث بیحیا بد ۔ نہین کہتا ہے اولاد محمد

اسے ذلت مین ایسا ڈال یا رب ۔ کہ آنکھونسے وہ حالت دیکھین سب

اوتر کر اسپ سے وہ مرد مجہول ۔ ہوا با رفع حاجت خوب مشغول

قضارا آگے اک بچھو سیہ نے ۔ لگایا ڈنک کو عورت پہ اوسکے

ہوا انکشوف عورت بکم و کاست لگا پھرنے وہ کافر پھر چپ و راست
سیہ رو ہوا جنگ مین کر گیا وہ نجاست بیچ آخر مر گیا وہ
ہوا جو وہ معجز ہی حضرت سے ظاہر بیان کرتا ہون اب مین تیسرا پھر
لکھا ہے جیدہ نامی شخص اک تھا حسین ابن علی کے آگے آیا
کہا آب فرات ایشاہ دیکھا نہایت سرد ہے اور خوب میٹھا
نہین ملنے کا اس کا ایک قطرا ہلاکت مین پڑیگا تو پیاسا
حسین ابن علی نے سنکے ناگاہ گرائی چشم تر سے اشک کی آہ
کہا اے خالق ادنا و اعلا اوٹھا دنیا سے اسکو تو پیاسا
لکھا ہے ہوا گر گھوڑے نے اوسکے گرایا اوسکو قاش زین سے نیچے
پکڑنے اسپ کو وہ اوٹھکے دوڑا ہوا جو تشنگی کا اوسپہ غلبا
زبان سے العطش کہنے لگا وہ ذلیل و خوار دنیا مین ہوا وہ
لکھا ہے آب جو دیتے تھے اوسکو نہین پی سکتا تھا وہ مرد سگ رو
پیاسا ہی گیا دنیا سے کافر ہوا دوزخ مین داخل جاکے فاجر
شہید اس روز کے اہل لشکر کرامات حسین پاک و اطہر
برابر دیکھتے تھے آنکھ سے سب مگر تیرہ درون اسا رجہ تھی سب
کبھی دے پر نگذرے دشمنی سے پھرے ہرگز نہ راہ بدظنی سے
بلند وس روز و شب وہ سب ستمگر لڑے شاہ شہیدان سے نہ زنہار
غرض سب ہمرہان شاہ مظلوم بہت بھوکے پیاسے اور مغموم
خدا کی حمد اور احمد کی مدحت بجا لائے بدل شب بھر نہایت

نصیحت کردن امیر المومنین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ رفیقان و یاران خود را

لکھا راوی نے ہے اسطور | جو گذرا روز تاسوعا کا تھی جو
شب عاشورہ ذرا عرض دکھایا | منہ اپنا مہر روشن نے چھپایا
غم شاہ شہیدان مین سراپا | لباس ماتمی کو شب نے پہنا
شفق نے چشم تر سے خوب رو کر | لہو کے قطرے برسائے زمین پر
لکھا ہے یہ زمین نے گرد او باد | اوڑائی سر پہ اپنے غم سے یکبار
اوسی شب مین شہید کربلا بھی | بچھا کے دشت مین پھر ایک زرق
بخاطر جمع بیٹھے اوس پہ آکر | کل اپنے اہل لشکر کو بلا کر
پڑھا خطبہ فصاحت سے نہایت | ادا پس کی او خالق کی حمد
پھر اپنے جد اعلا کی ثنا کی | ہوئے پھر امت عاصی کی ثنا کی
کہا پھر سب سے شہ نے اے محبو | نہایت با وفا پایا ہے تمکو یہ
مثال اہل بیت اب رحم دل نیک | نہین دیکھا ہے دنیا مین بشر ایک
خدا تمکو جزائے خیر دے گا | رکھے گا دو جہا نمین سب سے اچھا
کیا مینے لڑائی سے جو انکار | تمھارے ہی لیئے یاران غمخوار
گمان ہے یہ جو مجکو دیکھے یہ قوم | کسی صورت نہ تمکو ڈھونڈھے یہ قوم
لہذا مینے اب تمکو رضا دی | نکلجاؤ جدھر کو ہووے مرضی
مرے بچون وغیرہ کا پکڑ ہاتھ | جہان تم چاہو لیجاؤ وہان ساتھ
نہ بولے گا کوئی بھی میرے آگے | چلے جاؤ خدارا تم یہان سے

مرو بھوکے پیاسے کس لیئے یاں — رہو محفوظ تم ہی تا بہ امکاں

مری کشتی تو ڈوبی بے تحاشا — عزیزو تم ہی جا پکڑو کنارا

یہ سنکر بھائی بیٹے اور حرم سب — جوابی یوں ہوئی باچشم نم سب

نہین طاقت کہ ہم تجھسے جدا ہوں — تمنا ہے کہ قدموں پر فدا ہوں

نہین ہے زندگی بے تیرے ایشاہ — ہمین درکار اس عالم مین واللہ

بدن مین جب تلک اپنے رہے جان — لڑین دشمن سے تیرے تجھ پہ ارمان

یہ سنکر شاہ نے سبکو دعا دی — بفرزندان مسلم پھر نگہ کی

کہا بابا تمہارا میرے باعث — گیا کوفے مین مارا میرے باعث

کہوں کیا جو الم ہے میرے دلکو — نہایت اوسکا غم ہی میرے دلکو

اب اوسکے یادگار اک تم ہو باقی — لہذا اسطرح ہی میری مرضی

کہ ماںکو ساتھ لیکے بے محابا — تہیا یہ مین نے طے کے رہو جا

تمہاری ماںکو بھی بیحد الم ہے — مجھے سب سے سوا یہ رنج و غم ہے

وہانسے پھر مدینے جاکے تم سب — کرو یاد خدا حاصل ہو مطلب

مرا یہ خون جاوے گا نہ برباد — کوئی لیوے گا بدلا کر رکھو یاد

سنا ہے باپ سے اپنے یہ مینے — بروز حرب صفین تھے یہ کہتے

بتاؤ تو ابو مسلم کہاں ہے — دکھا دو میری آنکھوں سے نہاں ہے

کہا بھائی نے میرے آج دہ تو (یعنی محمد حنفیہ ۱۲) — صف آخر مین ہے استادہ دیکھو

کہا بو مسلم خولانی سے اب — نہین میری مراد اور میرا مطلب

غرض از صاحب جیش شما ہست — کہ آن مرد جری و با خدا ہست

وہ مشرق کیطرف سی فوج لاکر — لڑے گا شامیونسے ایسا آکر
کہ از فضل خدا اوسکے سبب سے — کھینچے گا سوئے مرکز حق خود آکے
حسین ابن علی نے اسطرح جب — کہا بیٹونسے مسلم کے یہ مطلب
کہا اے مصطفےٰ کے نور دیدہ — شہ مردان کے بیٹے برگزیدہ
(یعنی فرزندان مسلم نے ۱۲)
نثار اول ہوا بابا ہمارا — خوشی چاہی تمہاری دم نہ مارا
ہمین اب جان کا کچھ خطر کیا — وہ ہر اسر ہاتھہ پر جسوقت ڈر کیا
پدر صدقے ہوا کوفے مین یا شاہ — یہان ہین ہم تصدق تم پہ واللہ
(یعنی مسلم بن عقیل ۱۲)
اگر ہم جائین تو تمکو کہان پائین — مناسب ہے کہ پہلے سر کو کٹوائین
جو دیکھا شاہ نے یہ صدق دلسے — فدا ہو واللہ و شیدا ہین میرے
دعائے خیر دی اونکو سراسر — کہا اپنے رفیقونکو بلا کر یہ
جو کچھ اب رات باقی ہے محبو — عبادات الٰہی مین گذارو
خداوند دو عالم جانتا ہے — غنیمت ہے جو دم باقی رہا ہے
جماعت سے نماز آخر مین کو — سحر کو ہم پڑہین گے اے محبو
پیئین گے بعد ازان جام شہادت — کہ کل آخر ہین ایام شہادت
غرض خدام حضرت بے تامل — عبادت مین ہوئے مشغول بلکل
گذاری رات سب رو رو کے باری — زمین کانپی بہت وحشت کو ماری
بیان کرتا ہے یون نور الائمہ — اوائل جب نظر آیا سحر گہ
فلک سے آئی یہ آواز یکبار — کہ ای جیش خدا ہو جلد اسوار
(یعنی لشکر ۱۲)
کہ وقت کارزار آیا ہے سر پر — عدم کے سمت چلنا ہے مقرر

چلو یار و ارم مین تم مکان لو — جفائے کافران سے اب امان لو
لگی کہنے یہ شہ سے ام کلثوم — کہ اے بھائی ہوا کچھ تمکو معلوم
یہ کیا آواز آئی آسمان سے — ہوئے آگاہ کچھ راز نہان سے
کہا حضرت نے ہمشیرہ سے آرے — ہوئی سب گوش زد آواز میرے
مگر اک ساعت اس سے اور آگے — عجائب سانحہ دیکھا ہے مینے
کہ کتے چند ہین استادہ اسجا — برابر کر رہے ہین مجھپہ حملا
ہے اونمین ایک کتا سخت ناپاک — چڑھا آتا ہے مجھپر ہوکے بیباک
مین کہتا ہون یہ کتا لا محالا — نہ چھوڑیگا کسی صورت سے زندا
اسی فکر و تردد مین پڑا تھا — کہ جد نے آکے یہ مجکو سنایا
ملائک بہر استقبال روحت — یہان آئے ہین مت کھا اتنی وحشت (یعنی رسول خدا ۱۲)
سناتے ہین یہ مجکو اک بشارت — چلو یا نسے برائے سیر جنت
نہین رہنا مناسب اب جہانین — حسین آجاؤ اب اپنے مکانین
حسن اور فاطمہ اور باپ تیرا — ارم مین منتظر ہین تینون یکجا
پہنچ جلدی وہان ای شاہ کونین — ہراسان مت ہو پاویگا بہت چین
نظر پھر پڑگئی میری جو ناگاہ — فرشتہ ایک دیکھا جد کے ہمراہ
کہا حضرت نے اسکو جانتا ہے — بتا دے سچ مجھے پہچانتا ہے
کہا مینے نہین معلوم یا جد — کہا رو رو کے تب جد نے بلا کد
کہا اوترا ہے فلک سے یہ فرشتہ — ہے اسکے ہاتھ مین اک سبز شیشہ
بھریگا اسمین تیرا خون ٹپکہ — نگہ رکھیگا اوسکو تا بہ محشر

لگی سنکر یہ رونے ام کلثوم — لگی جان اپنی کھونے ام کلثوم

کہا حضرت نے اے ہمشیر جا کر — بلا لا بیبیون کو میرے یان پر

قریب آیا ہے اب ہنگام رخصت — سفر ہے میرا سوئے باغ جنت

غرض سب بیبیان اور بھائی بیٹے — شہید کربلا کے پاس آئے

بلا کر پاس فرزندونکو شہ نے — دیئے اونکے رخ انور پہ بوسے

ملا سینے پہ اونکے اپنے منہ کو — بہائی چشم سے اشکونکی اک جو

کہا پھر شاہ نے بیٹون سے اپنے — گذرتے ہین تمہین دیکھو سے صدمے

نہین موسم یتیمی کا تمہاری — چلی ہے اس سبب سے جان ہماری

یہ طرہ او سپہ ہو بھوکے پیاسے — کہون یہ غم تمہارا کس سے جا کے

کہا پھر شہر بانو کو بلا کر — سحاب چشم سے آنسو بہا کر

سن اے غمخوار دیرینہ ہماری — سن اے دلدار دیرینہ ہماری

کرینگی ساتھ ان بچون کے تو کیا — سہیگی کس طرح سے رنج انکا

یہ سنکر اہلبیت شاہ دین نے — بحور اشک آنکھونسے بہائے

تہ کشتی ہوئی صبر و سکون کی — ہوا ایسی چلی پامال زبونکی

ذکر محاربت شہید کربلا با اعدا

ہوا جیب سحر اتنے مین پھر چاک — بنا خورشید زیب قصر افلاک

کہی بانگ نماز ابن علی نے — ہوئے احباب یکجا جمع آ کے

پڑہی سب نے تیمم کر کے سنت — ہوا پھر فرض ادا وان باجماعت

وظیفہ پڑہنے کی نوبت نہ آئی — دعا خواہی کی بھی فرصت نہ پائی

کہ طبل جنگ کی از جیش کفار — صدا کانون مین آئی سب کے یکبار

برابر جوق جوق اسوار جرار — پیادے بھی مسلح اور تیار

لکھا ہے سب نے اوس میدان آکر — علم گاڑے زمین کربلا پر

(یعنی سوار و پیادہ ١٢)

صدا ہل من مبارز کی سراسر — اوٹھی اعدا کی لشکر سے برابر

حسینی فوج کے اشخاص جو تھے — نہایت شیر دل اور شیر خو تھے

عراقی فوج کے کل مرد جرار — حجازی فوج سے تھے دلسے بیزار

حسینی فوج نے جو خوب سامان — عراقی فوجکا دیکھا بمیدان

اونھونکی زیب و زینت گرچہ تھی شاق — دلی باندھی کمر مانند عشاق

کیا خطرہ نہ جان کا آخر کار — ہوئے شہ پر فدا ہونیکو تیار

پیادے اور سوار اہل جرات — صف جنگاہ مین آئے بعجلت

عمر سعد لعین نے ہو کے تیار — کیا ترتیب لشکر کا یہ کردار

جو تھا حجاج کا بیٹا سیہ کار — بنایا میمنہ کا اوسکو سردار

(یعنی عمرو ١٢)

جو تھا شمر لعین مردود شیطان — صف چپ کا کیا اوسکو نگہبان

غلام اپنے کو دیکر ایک جھنڈا — کھڑا ہو قلب لشکر مین کہا جا

چنانچہ اوس غلام پر جفا نے — کیا اونچا علم لشکر مین جا کے

اگرچہ شاہ کی تھی فوج تھوڑی — مگر اوس فوج سے دہشت نہ کھائی

(یعنی از کثرت فوج اعدا ١٢)

زہیر نامور با تجربہ کار — بنا بس میمنہ کا شہ کے سردار

(ابن قین ١٢)

حبیب ابن مظاہر میسرہ کا — ہوا حاکم کتب مین ہے یہ لکھا

علم عباس کو سونپا اوسیدم — ہوا استادہ لشکر مین وہ ضیغم

اگرچہ قلب کی جا صدر رہے گی
مگر جا قلب مین اُوس صدر رنے کی

حسین ابن علی کے سب دلاور
جو آئے نقد جان ہاتھونپہ رکھکر

ہوا گلزار میدان شہادت
کھلے گلہائے بستان شہادت

کتاب معتبر مین ہے لکھا یہ
یکایک غیب سے آئی صدا یہ

غزل

جنگ کا دن ہے آج جنگ کرو
مومنو شرم نام و ننگ کرو

اے شجاعان لشکر اسلام
دلمین لڑنے کی اب امنگ کرو

سینۂ ابن سعد ملعون کو ملہ
ہدف تیر اور تفنگ کرو ملہ

بحر مواج فوج اعدا مین
تم گذر صورت نہنگ کرو

مرد میدان کے ہو کے شیر صفت
تنگ گھوڑون کے جلد تنگ کرو

شکم ماہ و پشت ماہی کو ملہ
آب شمشیر ہی سے رنگ کرو

وقت جوشش کے جلدی بہتر ہے
وقت کوشش کے یان ورنگ کرو

دیدہ دشمنان کے خاطر یان
آج تیار اک خدنگ کرو

جنگ با کافران روبہ ہانہ ملہ
صورت شیر اور پلنگ کرو

خون سے کافرون کے اے شیر ملہ
جامۂ تن کو سرخ رنگ کرو

شاہ کربل کے جو نکہ پیرد ہو
نہین لازم کہ اب درنگ کرو

جوشش کیطرح اے علی احمد
تم بھی ان کافرونسے جنگ کرو

تخلص اوستاد مصنف کتاب ہذا اور یہ حسینی

صفین دونو ہوئین آراستہ جب
حسین آئے میان خیمہ تب

رسول اللہ کا لیکر عمامہ
سر اطہر پہ شہ نے اپنے باندھا

وداع حضرت سلطان عالم (یعنی رسول پاک ۱۲) — کیا زیب بدن خضرت نے اوسیدم (یعنی سر امام حسین ۱۲)

حسام آبدار جد کو لیکر — حمائل کر لیا شہ نے سراسر

پھر اسپ مرتجز شاہ دین پر (نام اسپ ۱۲ — یعنی رسول خدا ۱۲) — گئے میدان کو اسوار ہو کر

کہا اہل عراق پر جفا سے — ڈرو قہر خدائے دوسرا سے

قسم دیتا ہون تمکو خوب جانو — مرے کہنے کو سنلو اور مانو

نواسا ہون مین احمد مجتبے کا — جو ہے محبوب رب دوسرا کا

مصنف کا یہانسے قول ہے اب — بگوش دل سنین اوسکو محب سب

ہے مدح مصطفے مین قول اوستاد — رقم کرتا ہون مین کر لو اوسے یاد

نہین اس بحر مین لیکن غزل وہ (جناب جوش ۱۲) — مگر ہے بے نظیر و بے بدل وہ

غزل جناب نواب احمد حسنخان لکھنوی متخلص بہ جوش صاحب دو دیوان اوستاد بندۂ ہیچمدان

سجدہ یکو جھکین کیون نہ ملک سوئے محمد — محراب حرم ہے خم گیسوئے محمد

ملتی ہے یہان تلکے جزا سب کو عمل کی — انصاف شریعت ہے ترازوئے محمد

دو ٹکڑے کیا چاند کو انگشت سی اپنے — دیکھو تو ذرا قوت بازوئے محمد

وہ تابع فرمان ہے دل و جان سے خدا کا — اور خالق عالم ہے رضا جوئے محمد

کس طرح سے سایہ نہو معدوم جہان مین — ہے ظل خدا قامت دلجوئے محمد

کونین کی نعمت ہی جسی چاہے اوسی دیدے — وہ ہے نظر لطف خدا اسوئے محمد

گردون جسی کہتے ہین وہ ہی مسند اطلس — خورشید و قمر تکیۂ پہلوئے محمد

جو خلق کرے خلق سے ہو صاحب ایمان — مومن ہی وہ ہی جسمین کہ ہی خوئے محمد

اسو جہ سے ہے اوسکو شرف باغ جہان پر — فردوس کے پھولونمین ہے خوشبوے محمد
حامی ہے یہان بھی وہی شافع ہے وہان بھی — کونین پہ اے جوش ہے تا بوے محمد
کہا پھر کافرون سے شاہ دین نے — سنو کہنا مرا گوش یقین سے
جناب فاطمہ کا بیٹا پسر ہون — شہ مردان کا مین نور بصر ہون
برادر ہے حسن ہے نام جسکا — چچا ہے جعفر طیار میرا
جسے کہتے ہین حمزہ اُس پیر وکو دک — یہ چچا ہے باپ کا میرے بلا شک
شہیدونکا وہ ہے سردار مشہور — بہادر اور ہے جرار مشہور
مگر جن جن کے یہ مینے لیے نام — نہین زندہ ہین جنت مین بآرام
کہا پھر اون لعینون سے کہ دیکھو — نہین ہے فرق اسمین ایک سرمو
عمامہ ہے نبی کا میرے سر پر — اونہین کا پیرہن ہے میرے بر پر
اونہین کے گھوڑے اوپر مین ہون اسوار — اونہین کی ہے حمائل دیکھو تلوار
لگے کل اہل لشکر کرنے فریاد — کہا سچ ہے جو کچھ کرتے ہو ارشاد
یعنی اہل لشکر مخالف ۱۲
کہا شہ نے کہ پھر کسوجہ سے تم — مرے قاتل ہوا اے مردان خود گم
ابھی تھا بس اسی حجت کا آغاز — کہ آئی خیمے سے رونے کی آواز
سنی حضرت نے جو یہ آہ و زاری — کہا لاحول پڑھکر ایک باری
ذرا جاؤ تو عباس دلاور — علی اکبر کو اپنے ساتھ لیکر
کہو ان رونیوالون سے کہ غم وا — تمہین رونا پڑیگا انتہا کا
نہین رونے مین اب تعجیل اچھی — مرے نزدیک ہے تقلیل اچھی
یہ سنکر ہوگئے خاموش وہ سب — مگر غم سے ہوئے بیہوش وہ سب

گئے پھر شاہ سوئے حرف مطلب — کہا یارو سنو کہنا مرا سب
نہیں بولا کبھی (یعنی حسین ۱۲) مین جھوٹ کوئی — نہ چغلی کھائی ہے مینے کسی کی
نہ آزردہ کیا کوئی مسلمان — رہا مین آجتک دلسے خدا دان
کئے نے ترک احکام الٰہی — اسی مین عمر سب گذری ہے میری
نسب عالی وہ رکھتا ہون جہانمین — نہین ہے دوسرا مجھسا زمان مین
غرض دنیا کی سب دلسے اوٹھاکر — مبارک روضۂ حضرت پہ جاکر
بنا تھا پس اوسی در کا ملازم — دیا کرتا تھا جھاڑو مثل خادم
وہان بھی دشمنون نے مجھسے ملکر — نکالا روضے سے بس تنگدل کر
مدینے سے غرض مکہ کو آیا — خدا کی بندگی پر دل لگایا
سو تمنے اے دغابازان کوفہ — کیا مجکو بلا مہمان کوفہ
لکھے اسطرح نامے کھاکے سوگند — کہ ہے دل ہم سبھوں کا تمسے خرسند
ہمارے تم ہو حاکم اور والی — شتاب آؤ یہان ای شاہ عالی
جہاں اپنا دکھاؤ شاہ شاہان — کہ جان و دلسے ہون ہم تمپہ قربان
تمہارے قول کو سچا سمجھکر — وطن سے مین چلا آیا یہان پر
دغا دی مجکو تمنے یان بلاکر — کئے ظلم و ستم مجھپر سراسر
یہ کیسی کی ہین جفائین مجھپہ تمنے — خدائے دو جہان واقف ہے اوسسے
مرے بچون کو اور اہل حرم کو — دیا پانی نہ تمنے یک سر مو
پیاسے ہی تڑپتے رہگئے وہ — سہے تھے جو نہ صدمے سہگئے وہ
کہانتک مین کرون شکوا تمہارا — نہ دیکھا قول اک سچا تمہارا

کہا پھر شہ نے اون کا نام لیکر
جو تھے کوفے مین سردار اور افسر

بلایا تمنے خط لکھکر ہمین یان
ہوئے ہو اب ہمارے دشمن جان

عمر سعد لعین اور شبیث ربعی
بن حجاج اور سردار کوفی

ہوئے منکر نہین ہم اس سے آگاہ
کہ تمکو سنے خط بھیجے ہین یا شاہ

ہوئی اس جھوٹ سے حضرت کو حیرت
منگا کر آپنے وہ خط بہ عجلت

لگا کر آگ اون سبکو جلایا
نوشتہ یکقلم اون کا مٹایا

کہا الحمد للہ تھی جو حجت
کیا تمپر تمام اوسکو بدقت

تمہین مجھپر نہین ہے کوئی حجت
عمر سعد لعین بولا بہ عجلت

یہ تم کہتے ہو جو باتین سراسر
نہین کرتین اثر کچھ میرے دلپر

کرو بیعت امیر شام سے اب
نہین کاٹونگا سر اندام سے اب

کمان مین تیر کو جوڑا پھر اوسنے
کہا چلا کے یہ پھر کوفیون سے

گواہ اس امر کے رہنا خبردار
عبید اللہ سے کہنا خبردار

لگایا سب سے پہلے تیر عمر نے
حسین ابن علی مرتضےٰ کے

یہ کہکر تیر مارا اوس لعین نے
کہا غصے سے اوس دم شاہ دین نے

یہودی اور نصاریٰ پہ خدا کا
ہوا اوسوقت نازل قہر گویا

عزیز و عیسیٰ و مریم کو بیٹا
بنایا تھا لعینون سنے خدا کا

سو اب تمپر بھی رب کا قہر نازل
شتابی ہوگا ایمردان جاہل

کہ تم اولاد پیغمبر کا اوس کے
بدل قصد ہلاکت کرتے ہو گے

کروگے جسقدر تم ظلم اور جبر
کرونگا اوسقدر برداشت اور صبر

نتیجہ ظلم کا حق تمکو دے گا
مری یہ داد چپ کی تمسے لے گا

جہان مین تم ذلیل و خوار ہوگے
بہت عاجز بہت ناچار ہوگے

شفاعت سے محمد مصطفے کی
قیامت مین رہوگے صاف خالی

یہ کہکر بس حسین ابن علی نے
عنان گھوڑیکی اپنی پھیری وانسے

میان لشکر خود آکے یکبار
ہوئے لڑنے پہ شاہنشاہ تیار

سن اکسٹھہ ہجریکے دن جمعہ کا تھا
محرم کی تھی دسوین ہاے یہ لکھا

ہوا یہ سانحہ جو کربلا مین
ہوا یہ واقعہ جو کربلا مین

تھے بست و دو ہزار اسوار و پیادہ
میان جیش اعدا خوش ارادہ

تھے ہمراہ حسین شیر افگن
بہادر اور جری ہفتاد و دو تن

لکھا ہے سی و دو اوسمین تھے اسوار
پیادے اوسمین تھے چالیس ہشیار

بیان شہادت حر بن یزید ریاحی

بیانکرتا ہے راوی اسطرح اب
ہوئین دونو صفین آراستہ جب

حر جرار نے گھوڑا اوڑایا
عمر سعد لعین کے پاس آیا

کہا اوسنے یہ پھر سعد لعین سے
کرے گا جنگ تو سلطان دین سے

کہا اوسنے کہ مین شہ سے لڑونگا
بہت سے سر جدا تن سے کرونگا

کہا حر نے کہ اے بے عقل و بدخو
کہے گا حشر مین احمد سے کیا تو

نکلی پھر حر سے اصلا اوسنے تقریر
ہوا خاموش وہ مانند تصویر

حر جرار نے اعراض کرکے
کیا میدان کے جانب رخ کو اپنے

مگر لرزہ تھا اعضائے بدن پر
برنگ مرغ بسمل دل تھا مضطر

کہا مصعب نے بڑھ کے اپنے برادر
کہ تیرے دست و بازو ہیں جون حیدر
جری تجھسا میان کوفہ کوئی
کہا ہیں جنگ سے ڈرتا نہیں ہون
خدا سے لون جہنم یا ارم لون
حر جرّار نے یہ کہکے یکبار
کہا اے بھائی ہو تجکو بشارت
لگا کر اسپ کو پھر اپنے گھوڑا
اوتر کر اسپ سے حر نے یکایک
سُم رہوار شہ پر منہ کو رکھکر
گمان مجکو نہ تھا زنہار ایسا
یقین اسبات کا تھا بلکہ ایشاہ
ہوا اب جو تردد اُن کا ظاہر
مری توبہ بھی اب مقبول ہوگی
حسین پاک نے دست مبارک
کہا جو ہیں گنہگار اوسکے بندے
خداوند دو عالم بخشدے گا
مری تقصیر جو جو کی تھی تو نے
بس اب مردانہ باش اے حر نہ کھا غم

تجھے کس کا ہے ایسا خوف اور ڈر
بتا مجکو خدارا اس کا تو بھید
نہیں اک بھی جوان کوفہ کوئی
خدا راس راہ سے کرتا نہیں ہون
اسی فکر و تردد میں ہیں اب ہون
کیا نعرہ جگر سے اپنے یکبار
عنایت کی خدا نے مجکو جنت
حسین ابن علی کے پاس آیا
دیا بوسہ رکاب شہ کو بیشک
کہا یا ابن رسول اللہ سرور
لڑے گی یہ جماعت تجھسے شاہا
کہ ہو جائیگی باہم صلح واسہ
ہوا اے شاہ میں خدمت میں حاضر
بتا دیجے مجھے اے شاہ جلدی
ملا حر کے سر و رو پر بلا شک
کرین گر توبہ استغفار دل سے
عوض اوسکے گنہ کا کچھ نہ لیگا
وہ دینے عفو کر دی اپنے دل سے
لڑائی پر کر اپنے دل کو محکم

ہے یہ دن روز بازار سعادت ‏ ‏ ہے یہ میدان گلستان شہادت

ہوا حر خوش جو شہ کا لطف پایا ‏ ‏ کدا گھوڑے کو بس میدان مین آیا

جو مصعب حر کے بھائی نے یہ دیکھا ‏ ‏ لیا عقبے کو اسنے چھوڑی دنیا

بنا ابن علی کا جا کے بندا ‏ ‏ ہوا یہ جان و دل سے اونپہ شیدا

اور آکر وہ بھی اپنا اسپ ناگاہ ‏ ‏ چلا آیا میان لشکر شاہ

کہا مدت سے تھا اے بھائی گمراہ ‏ ‏ ہوا اب خضر رہ تو میرا واللہ

مجھے ظلمت سے کفر و کافری کی ‏ ‏ نکالا تو ہی نے اے میرے بھائی

مجھے آب حیات معرفت پر ‏ ‏ تو ہی نے جا کے پہنچایا برادر

بنا اب تیرا پیرو کار مین بھی ‏ ‏ ہوا کفار سے بیزار مین بھی

شفاعت سے حسین ابن علی کی ‏ ‏ قیامت مین نہ ہون محروم مین بھی

اوسے لیجا کے حر نے اپنے ہمراہ ‏ ‏ حقیقت سے کیا حضرت کو آگاہ

ہوئے پھر شاہ مصعب سے بغلگیر ‏ ‏ ہوئی اوس کی سوا دنیا مین توقیر

کہا حر جری نے شاہ خوشخو ‏ ‏ پدر کو خواب مین دیکھا ہی شب کو

کہا مجھسے کہان تھا اندنون تو ‏ ‏ جو گذرا ہے بتا دے صاف مجکو

کہا لیکر گیا تھا فوج ہمراہ ‏ ‏ حسین ابن علی کی گھیرنے راہ

کہا کیا کام تجکو شاہ دین سے ‏ ‏ شہ مردان امیر المومنین سے

اگر دوزخ کی ہے برداشت تجکو ‏ ‏ تو لڑ جا مت دکھا منہ اپنا مجکو

وگر منظور ہے مرضی خدا کی ‏ ‏ شفاعت مصطفے بدر الدجی کی

تو لڑ تو دشمنون سے اوسکے جا کر ‏ ‏ بہشت جاودان تیرا بنے گھر

اگر وقت ہے تجھے اے شہ اجازت ۔ کروں میدان مین برپا قیامت
کہا حضرت نے تو مہمان ہے میرا ۔ تجھے جنگ و جدل سے کام ہے کیا
کہا لڑنے کو تمسے اوسطرف سے ۔ مین ہی اشقیا یان آیا تھا پہلے
مجھی کو اب اجازت چاہیے وقت ہے ۔ لڑونگا مین ہی کفاروں سے جا کے
غرض شہ نے اوسے آمادہ پا کر ۔ اجازت دی کہ لڑ اب تو ہی جا کر
حُر جری اسنے گھوڑا اوڑا کے ۔ کہا اسطرح سے میدان مین آ کے
اجل کی دید کی خواہش ہو جسکو ۔ وہ اس میدان مین آئے میرے بررو
مری تلوار مین برش ہے ایسی ۔ کہ جیسے کاٹتی ہے گر کے بجلی
عدو کے خصم جانی ہے یہ شمشیر ۔ بلائے ناگہانی ہے یہ شمشیر
عمر سعد لعین نے جب یہ دیکھا ۔ کہ حر میدان مین لڑنے کو آیا
پڑا اندام مین وحشت سے رعشا ۔ بدن اوس کا مثال بید کانپا
کہا صفوان کو پاس اپنے بلا کر ۔ لے آ حر کو یہان سمجھا بجھا کر
اگر کہنا نہ مانے تیرا خود سر ۔ تو سر شمشیر سے اوس کا جدا کر
چلا صفوان یہانسے چست و چالاک ۔ کہا حر جری سے ہو کے بیباک
تو ہے فضل خدا سے مرد عاقل ۔ پھر اکیون کر امیر شام سے دل
سمجھتا کیا ہے تو ابن علی کو ۔ جدا اوس سے جا کے اے حر لگیا تو
لگا صفوان سے کہنے اسطرح حر ۔ کہ تو بھی تو ہے عاقل اسے بہادر
عجب ہے تجھسے ایسی بات کہنا ۔ امیر شام سے واقف نہین کیا
وہ ہے مرد شرابی اور فاسق ۔ یہ ہین پاکیزہ از جملہ خلایق

نکاح مادرش در خانہ بودہ ۔ فلک گہوارہ اش جنبان نمودہ
کہا صفوان نے یہ سب جانتا ہون ۔ نہایت اونکو مین پہچانتا ہون
مگر مال ومتاع وجاہ وحشمت ۔ امیر شام رکھتا ہے نہایت
سپاہی کو ہے لازم وہ میان رکھے ۔ جدھر زر دیکھے اوسکا آشنا ہو
طہارت اور علم وفضل اے یار ۔ سپاہی کے لیئے ہین جملہ بیکار
کہا حر نے کہ بیہودہ نہ اب بک ۔ بکار خویش ہو مشغول مردک
تجھے کچھ گھڑے کی چڑھ رہی ہے ۔ خبر لے اپنی کیا میری پڑی ہے
یہ سن صفوان ہوا اوسپر غضبناک ۔ لگایا حر پہ نیزہ ہو کے بیباک
حر جرار نے نیزہ پہ نیزا ۔ لگایا اور کیا اوسکو دوپارا
اوسی گرمی مین نیزہ کی سنان ایک ۔ لگائی سینہ کافر پہ ہان ایک
نکل آئی سنان از پشت کافر ۔ ہوا دوزخ مین داخل جا کی فاجر
یکایک لشکرون سے شور اوٹھا ۔ قیامت ہوگئی اک رن مین برپا
غرض تھے تین صفوان کے برادر ۔ کیا تینون نے حملہ ملکے حر پر
خدا کو یاد کر کے حر نے نعرا ۔ دل پر درد سے اک اپنے کھینچا
پکڑ کر ایک کا پٹکا اوٹھایا ۔ زمین پر اسطرح سے اوسکو پٹکا
گیا گردن کا اوس کے ٹوٹ منکا ۔ بنا دوزخ کا وہ بھی جا کے کندا
لگائی دوسرے کی ایسی تلوار ۔ کہ فوراً ہی ہوا بس وہ بھی فی النار
جو دیکھا تیسرے نے حال ایسا ۔ ہوئی دہشت یہ غالب وانسے بھاگا
حر جرار نے گھوڑے کو دوڑا ۔ لگایا پشت پر اک اوس کے نیزا

سنان نیزہ کی سینے سی جو گذری
ہوا دوزخ کے جانب وہ بھی راہی

کہا حر نے قریب شاہ آ کے
بحل میری خطائین آج کر دے

کہا شہ نے ہین ہون خوش اور راضی
نہین کچھ اس ہین شک تو ہے بہشتی

سنی جسوقت حر نے یہ بشارت
ہوئی دلکو بہت اوس کی مسرت

اوسیدم پھر گیا میدان کے جانب
ہوا جنگ وجدل کا پھر وہ طالب

ہزارون ہی کیے کفار زخمی
ہزارون ہی کی جان اکدم ہین لیلی

پیادون نی پہنچکر یہ لکھا ہے
کیا اسپ حر جرار کو پے

گرا جسوقت گھوڑا پھر تو بس حر
لڑا ایسا کہ خونسے رن ہوا پر

سوار و پیادہ اوسدم خوف جانسے
قریب آتے نہ تھے زنہار حر کے

حسین پاک نے جسوقت دیکھا
پیادہ لڑ رہا ہے حر اکیلا

اوسیدم آپ نے اک اسپ تازی
سواری کے لئے بھیجا شتابی

رکابین چوم کر حر نے اوسیدم
سواری اوس پہ کی مانند ضیغم

عنان مرکب خود تاب میداد
بخون نوک سنان را آب میداد

قریب اوسکی کھڑی تھی جو جماعت
ہوئی جب وہ پراگندہ نہایت

ہوا منظور حر کو اب یہانسے
حسین پاک کی خدمت ہین چلئے

کہ ہاتف نے ندا دی آسمان سے
نجا اے حر کسی جانب یہانسے

ترے مشتاق ہین حوران جنت
سجے ہین خوب ہی ایوان جنت

سنی آواز جسدم حر نے اسطور
کیا منہ شہ کے جانب اپنا فی الفور

کہا جاتا ہون نانا پاس تیرے
جو کہنا ہو وہ کہہ پیغام مجھسے

ہوئے گریان کہا کچھ غم نہ کھا تو (یعنی حسین ۱۲) — عقب مین مین بھی آتا ہون ئے جا تو
یہ سن احباب حضرت خوب روئے — گہر اشکون کے تارگان مین پروئے
حر جرار نے لشکر مین گھسکر — لڑائی کا فروشنے کی سراسر
گیا جب ٹوٹ نیزہ حر کا یکبار — تو کھینچی میان سے پھر اوسنے تلوار
لگاتا تھا وہ جس کے سر پہ تلوار — اوتر آتی تھی سینے تک وہ یکبار
کمر پر مارتا تھا جس کے تلوار — اوسے وہ پرنیان کرتی تھی یکبار
کبھی کرتا تھا حملہ میمنہ پر — کبھی کرتا تھا حملہ میسرہ پر
پریشان کر دیا تھا سبکو اوسنے — نہین لڑ سکتا تھا کوئی بھی اوس سے
عمر سعد لعین کا تھا جو لشکر — علمدار اوس مین تھا اک مرد خودسر
حر جرار نے نزدیک جا کر — بہت چستی و چالاکی دکھا کر
یہ چاہا اسکو ہی بیخوف ہو کے — دو ٹکڑے با علم اسکو بھی کیجے (یعنی علمدار لشکر عمر سعد را)
کہ شمر کافر ملعون نے یکبار — کہا کل اہل لشکر سے یہ تکرار
اسے جانے نہ دو سب ملکے گھیرو — بلا سے بد ہے یہ زندہ نہ چھوڑو
چڑھائی کی غرض لشکر نے اوسکے (یعنی لشکر عمر سعد) — لگایا تیر و نیزہ ہر طرف سے
تن حر ہو گیا زخمی نہایت — تنگ کی اوسنے اوس حالت مین جرأت
لڑا بڑھ بڑھ کے کفار لعین سے — مگر وہ بھی نہین باز آئے کین سے
قسور ابن کنانہ تھا جو کافر — بہت زانی و فاسق مرد فاجر
لگایا اسطرح سے اوسنے نیزہ — پڑا سینے پہ حر کے آکے نیزہ
لڑائی مین جو حر اوسوقت تھا گرم — جو دیکھا زخم تن کا آگئی شرم

جھپٹ کر ایسی سر پر تیغ ماری
کہ تا سینہ لعین کے آ کے پہنچی

گرا گھوڑے سے وہ بھی اور یہ بھی
رہی طاقت نہ حر میں پھر جدل کی

کہا اوسنے حسین ابن علی سے
خبر اس عاجز و بیکس کی لیجے

حسین ابن علی گھوڑیکو دوڑا (یعنی حر)
لے آئے حر کو واسنے بے محابا

اوتر کر اسپ سے بیٹھے زمین پر
رکھا زانو پہ حر کا آپنے سر

پڑی تھی حر کے منہ پر گرد جتنی
خود اپنی آستین سے شہ نے جھاڑی

جو کھولی آنکھ حر نے تو یہ دیکھا
مرا سر شہ کے زانو پر ہے رکھا

کہا ہنسکر کہ اے شاہ دو عالم
ہوے اب آپ ہمسے شاد و خرم

کہا شہ نے کہ ہون اب مین تو راضی
خداوند دو عالم بھی ہو راضی

سنی حر نے جو شہ سے یہ بشارت
تصدق کردی اپنی جان کی دولت

برائے حر شہ ذی جاہ روئے
صحابہ آپ کے ہمراہ روئے

شہادت مصعب برادر حر بن یزید ریاحی

جو مصعب نے یہ دیکھا رن مین ناگاہ
پیا جام شہادت حر نے واللہ

حسین ابن علی سے ہو کے رخصت
گیا لڑنے کو میدان مین بہ جرأت

لکھا ہے اوسنے کی جنگ و جدل خوب
نکالا کافرون کے دل سے بل خوب

شہید آخر ہوا مصعب بچارا
ملا بھائی سے جا جنت سدہارا

شہادت علی بن حر یزید ریاحی

میان لشکر کوفہ تھا مشہور
علی اک حر کا بیٹا صاحب زور

چچا اور باپ کا دیکھا جو نقشہ
کہ دونون ہو گئے میدان مین کشتہ

نہ لایا تاب وہ صدمے کا مارا — غلام اپنے کو جلدی سے پکارا
کہا گھوڑے دونکو لا ہم آب دین گے — غرض دونون وہ پھر اسوار ہو کے
ہوئی جیش عمر کی حد سے باہر — شہ کربل کے آئے سوئے لشکر
علی جسوقت پہنچا پاس شہ کے — اوتر کر اسپ سے یکبار اوسنے
زمین چومی ادب کی سر جھکا کے — وہانسے باپ کے لاشے پر آکے
ملا رخسار سے رخسار اپنا — حسین ابن علی نے اوس سے پوچھا
بتا تو کون ہے تو اے بہادر — کہا اے شاہ میرا باپ ہے حر
تصدق تجھ پہ جان کی جسنے سرور — اسی خاطر ہون آیا مین بھی یان پر
حسین پاک نے اوسکو دعا دی — ازان پس اوسنے میدانکی رضا لی
لکھا ہے صورت مرد دلیران — علی آیا جو لڑنے سوئے میدان
اوسیدم شام کے لشکر سے اک مرد — پئے جنگ وجدل آیا جہان گرد
علی نے مار کر اک اوسکو نیزا — اوٹھایا قاش زین سے بے محابا
ازان پس اسطرح مارا زمین پر — گیا دوزخ کے جانب وہ ستمگر
لگا پھر جنگ کرنے شیر غازی — بہت سے کافرونکی جان لے لی
لڑائی دیکھکر اوسکی شہنشاہ — دعائین دیتے تھے اور کرتے تھے واہ
لعینون نے اوسے بھی گھیر کر ہان — شہیدونین کیا داخل بعد شان
پدر کے اور چچا کے پاس اپنے — گیا سوئے جنان وہ بھی یہان سے

شہادت عزہ غلام حر بن یزید ریاحی

غلام با وفا تھا ایک حر کا — اگر عزہ تھا نام پاک اوسکا

ہوا دیکھا جو اوسنے مالکون کو
بہائی اشک کی آنکھون نے اک جو

جدائیکی نہ لایا تاب زنہار
عنان صبر چھوٹی اوس سے یکبار

یکایک معرکہ مین جاکے اوسنے
بہت سے کافر اکساعت مین مارے

ازان پس پاس شہ کے اوسنے آکر
کہا گستاخی کی مینے سراسر

کرم سے اب مجھے معذور رکھیے
غضب سے قہر سے ہان دور رکھیے

نہین واقف لڑائیکا ہے کیا ڈہنگ
غم مولے سے ہون ازبس مین دل تنگ

مگر منظور ہے یہ آج دل سے
کرون قدمونپہ شہ کے جان صدقے

کہ فردا عرصہ محشر مین شاہا
ہو زاید خواجگان سے میرا رتبا

کہا حضرت نے اوسکو آفرین باد
ہوا عزہ کا دل مسرور اور شاد

اجازت لیکے شہ سے وہ دلاور
گیا لڑنے لعینون سے مکرر

پیا اوسنے بھی پھر جام شہادت
ہوا داخل میان باغ جنت

ملا آقاؤنسے اپنے وہ جاکر
ہوا مسرور دل اوسکا سراسر

سوال نمودن امام حسین علیہ السلام و جواب دادن کوفیان و اہل شام

سنو اے مومنو سچ ہے یہ قصا
لکھا ہے راویون نے حال ایسا

ہوا جب قتل حر اور اوسکا بھائی
غلام باوفا اور طفل صلبی

حسین ابن علی نے ہو کے ناچار
کھڑے ہوکر صفون مین دو سر بار

کہا یہ کوفیون اور شامیون سے
نہین کی ابتدائے جنگ مینے

تمہین نے پہلے میرے تیر مارا
لڑائیکا کیا سامان مہیا

کہا عم اب پھر کیے دیتا ہوں حجت
یہی لازم ہے اب تمکو سراسر
یہ ہے اول کہ تھوڑی راہ دیدو
امامت اور حق کی اوسی حجت
اگر جیتے گا وہ بیعت کرونگا
کہا اک شخص نے جانے نہ دینگے
کہ تم شیرین زبان چابک سخن ہو
مبادا دیکے اوسکو کوئی فقرا
کرو پھر فتنہ انگیزی دوبارا
کہا گر یہ نہیں ہے تمکو منظور
کہ رہ جاؤں پہ رسول پاک کے ہم
عبادت رب عالم کی کرین گے
کہا اس کی رضا بھی ہم نہ دینگے
مبادا قوم اجلاف عرب دان
ہو جسدم ساتھہ انبوہ و جماعت
کہا یہ بھی نہین کرتے ہو ناچار
ہین جتنے اہل عالم پیر و کودک
کہا پانی نہ دین گے تمکو زنہار
کرو بیعت امیر شام کی گر
نہ ہوتا تمکو حجت در قیامت
کرو ستم کا رسے اک کار بہتر
امیر شام تک جانے دو مجکو
کرونگا جاکے مین بیتیک نہایت
والا اوس سے جب کی داد لونگا
تمہارا خون اس رنگین کرینگے
فریب و مکر کے اوستاد فن ہو
خلاصی پاؤ اوس سے بے محابا
پڑے گی ملکو نہین پھر شورش زیادا
تو وہ اپنا بات کا تم مجکو دستور
نہین جاکر مجاور بیغمبر کے ہم
ہمیشہ جد کی تربت پہ رہین گے
یہین مدفون تمکو اب کرینگے
کرے بیعت تمہاری از دل و جان
کرو اگر طلب پھر تم خلافت
ہمین پانی ہی دو تم ای زناکار
وہ حق الشرب رکھتے ہین بلاشک
نہ ہو تم آب کے ہمسے طلبگار
تو پھر پانی پیو تم سیر ہو کر

ہمیت تو اب سواے جنگ اے شاہ
کہا حضرت نے انکی صف سے نکلو
عمر سعد لعین تھا بسکہ کافر
ہوا اسوار گھوڑے پہ وہ مردود
کیا میدان میں گھوڑا اوسنے جولان
ندا ہل من مبارز کی نکالی
زہیر ابن حسان دلاور
کہا یا ابن رسول اللہ عالم
یہ ہے مرد دلاور شیر افگن
لڑونگا میں ہی جا کر اس سے شاہا
اجازت دی حسین ابن علی نے
قریب آیا تھا وہ اپنے وطن سے
سپاہی وضع تھا جنگ آزما تھا
غرض کھینچا جو وہ میدان میں جا کے
پڑا سب تن بدن میں اوسکے رعشا
لڑائی اوسکی کافر جانتا تھا
لگا کرنے نصیحت اے برادر
عبث تو چھوڑ کے آیا یہاں پر
زہیر با صفا مرد جری نے
نہیں ہے گفتگو کچھ تجھسے والسلم
ہنر زور مردمی اپنی دکھاؤ
دیا حکم اوسنے نکلا صف سے سامر
مسلح اور مکمل ہو کے ہان زود
بتایا نام اپنا ہو کے خندان
زمین جنگاہ کی سر پر اوٹھالی
کھڑا تھا روبروئے شاہ صفدر
اجازت جنگ کی دو مجکو اسدم
یہ ہے جنگ و جدل کا ماہر فن
کرونگا قتل گر خالق نے چاہا
اوڑایا گھوڑے کو مرد جری نے
ملا تھا آنکر شاہ زمن سے
حسین ابن علی کا شیفتا تھا
اوسے سامر نے دیکھا آنکھ اوٹھا کے
مثال بید مجنون جسم کانپا
بہت خوف اوس جوان کا مانتا تھا
عیال اطفال و مال و دولت و زر
مناسب ہے چلا جا اپنے اب گھر
کہا اسطرح سامر سے بگڑ کے

تجھے لازم ہے کرنا شرم کافر ۔ کہ ہے اک روز مرنا تجکو آخر
رسول پاک کی اولاد سے تو ۔ لڑائی کا ہے طالب اے سیہ رو
برائے نعمت دنیائے فانی ۔ عقوبت دین کی تونے خریدی
نہ چاہا دے جواب اک اوز اسکا ۔ زہیر با صفانے تیر مارا
پڑا اوس کے دہن پر ایسا کاری ۔ نکل آئی سنان گدی سے اوسکی
گرا گھوڑے سے سامر بس زمین پر ۔ گیا دوزخ کو دنیا سے سفر کر
عمر سعد کے لعین کے پاس آکے ۔ کیا نعرہ زہیر با صفانے
کہ اے اہل عراق اب مجکو جانو ۔ زہیر ابن حسان ہوں مین دیکھو
ہے تم مین کونسا ایسا دلاور ۔ جو آئے مجھسے لڑنیکو یہان پر
جو اوسکی جنگ سے آگاہ سب تھے ۔ ہراسان صورت روباہ سب تھے
نہ نکلا ایک بھی لڑنیکو اوس سے ۔ کیئے سر سبنے ڈر کر اپنے نیچے
لعین نے فوج پر آواز ماری ۔ کہ یہ کیا بیحیائی ہے تمہاری
حریف اسطور سے ہنکارتا ہے ۔ سبھو نپر طنز و طعنہ مارتا ہے
کوئی تم مین سے اوسپر ایک جاوے ۔ ہنر اور مردمی اپنی دکھاوے
لکھا ہے نصر بیٹا کعب کا تھا ۔ اوڑا کر گھوڑا وہ میدان مین آیا
برابر سو سوارون کے یہ کافر ۔ اکیلا اوسکو گنتے تھے یہ کافر
کہا اوسنے زہیر صف شکن سے ۔ جدا کیون تو ہوا اہل وطن سے
عجب نعمت سے تونے منہ کو موڑا ۔ عزیز و اقربا کو اپنے چھوڑا
چچا کا تیرے بیٹا ہے تو تجمد ۔ عمر سعد جوان مرد دلاور

رفاقت اوسکی کرلازم ہے تجکو
زہیر اوسکی طرف سے منہ سرمو

مرے ہمراہ چل اوس سے لادن
بہت اعزاز سے منصب دلاؤن

کہا اوس سے زہیر باصفا نے
نہایت ہو کے غصے اور بگڑ کے

عمر سعد لعین ہے بدعتی ٹھگ
تو اوس کے پاس جا دنیا کی آگ

حسین ابن علی ہے شاہ کونین
سپہر معرفت ہے ماہ کونین

محبت مین جدا اوسکی جی گنوائے
جہان مین سرخرو ہو نام پائے

یہ کی نصر لعین نے فکر دل سے
کہ اسکو خوب باتون مین لگاکے

لگانا چاہیے سینے یہ نیزا
کہ چھید کے اسکا رہ جائے کلیجا

زہیر باصفا نے ہو کے آگاہ
لگایا ایسا نیزا اوس کے والا

کہ بھیجا سوئے صحرائے عدم وہ
بصد درد و بصد رنج و الم وہ

مرا ملعون اوٹھا اوسکا برادر
کہ صالح نام تھا لیکن تھا بدتر

اوڑاکر گھوڑا جو میدان مین آیا
زہیر باصفا نے نیزہ مارا

دیا صالح نے اوس نیزیکو خالی
لگا گھوڑے نے پشتک ایسی ماری

کہ آگے آپڑا سنہ کے وہ کافر
گیا ضرب لگد سے چو زہیر سر

تھا بیٹا نصر کا اک کعب مشہور
پدر سے بھی تھا اپنے صاحب زور

پدر کے اور چچا کے خون کے بدلا
یہ چاہا اوسنے تیغ بے محابا

بڑھا کر آپنے گھوڑیکو وہ مردک
زہیر باصفا پر آیا بیشک

زہیر باصفا نے ایک نیزا
لگایا ناف پر کافر کے ایسا

سنان نیزیکی نکلی پیٹ کے پار
ہوا وہ کافر ملعون بھی فی النار

زہیر اسپ و سلاح کٹ گیا سرا | زمیدان جدل نگرفتہ اصلا
پیادوں پہ کیا پھر حملہ یکبار | کیا کتنوں کو اونہیں سے بھی فی النار
غرض جو اوسکے منہ چڑھتا تھا آکر | اوسے وہ قتل کرتا تھا برابر
کیئے اکدم میں ستائیس سردار | زہیر صف شکن نے قتل یکبار
عمر سعد لعین نے تب حجر سے | کہا للہ اب تو کچھ مدد دے
توئی پشت و پناہ لشکر من | توئی بس دادخواہ لشکر من
جو تو مانگے گا وہ تجکو میں دونگا | تری خاطر ہمیشہ میں کرونگا
حجر نے یہ کہا بس ہو گئے ششدر | لڑیگی لومڑی ضیغم سے کیونکر
زہیر اس جنگ کے ہے فن کا استاد | میں اک مور ضعیف سست بنیاد
نہیں کچھ سیر ابھی جانتے ہو نہیں | زہیر صف شکن سے جو لڑوں میں
مگر ہاں تین سو اسوار اپنے | کرو دستہ موضع پہ پوشیدہ جاکے
ہیں اوسکے سامنے جا کر کھڑا ہوں | اوسی باتوں میں اپنے ہاں لگاؤ
کرے جس وقت حملہ حجر آکر | کمیں گہ کی طرف ٹھہرو نہیں جا کر
غرض پہنچی جو واں یہ مرد جرار | کمیں گہ سے نکل کر بارہیں اسوار
لکھا ہے تین سو اسوار اپنے | کیے پوشیدہ ستہ موضع میں اوسنے
زہیر اس امر سے تھا کچھ نہ آگاہ | کھڑا میدان میں تھا مبہوت واللہ
حریف اپنے کا گویا منتظر تھا | مگر اوس وقت تھا از حد پیاسا
کہ میدان میں حجر یکبار آیا | ہوا دور ایستادہ بے محابا
کہا اوس سے زہیر صف شکن نے | چلا آ تو یہاں نزدیک میرے

قرابت بھی تو دیکھوں تیری تو آ — کہ کیسی چاہتی ہے ہنگام پیکار
کہا ہیں تو نہیں کرتا لڑائی — غنیمت کے لیے آیا ہوں بھائی
حسین ابن علی ہے سخت بے ڈر — ثواب اوسکی رفاقت یارب کر
شہید اب ہے چنکر بلا و شر — بہت سا مال و زر تجکو دلاؤں
زہیر صف شکن نے پھر حجر سے — کہا اس طرح سے آزردہ ہوکے
کہ وہ شاہنشہ دنیا و دین ہے — کوئی اہل دول اوس سا نہیں ہے
علی و فاطمہ کا وہ پسر ہے — رسول پاک کا نور بصر ہے
مگر جسکو نہووے عقل مطلق — نہ لے جنت پڑے دوزخ میں احمق
عبید اللہ کا پیرو ہو جا کر — اوسی سے ہر گھڑی ہو طالب زر
حجر جب کہ ہوا پھر دم نہ مارا — قدم آگے نہ دھرے پھر اوٹھایا
زہیر صف شکن نے تنگ آکر — کیا حملہ حجر پر تیغ اوٹھا کر
حجر بھاگا جدھر تھی فوج پنہان — زہیر صف شکن بھی پہنچا پس وان
کیا یہ قصد اسکو مار لیجے — کسی صورت نہ زندہ جانے دیجے
حجر نے کی پکار یک دل سے فریاد — کہ لو مارا مجھے اسنے یہ بیداد
اوتر کر گھوڑے سے اک سمت بھاگا — زہیر باصفا بھی پیچھے دوڑا
سواروں نے کمین گہ سے نکلکر — زہیر صف شکن کو گھیر ایکسر
لگے جنگ و جدل کرنے وہ کفار — لگا بے خوف لڑنے یہ بھی جرار
بہت سے کافروں کو اسنے مارا — نہ لائے جنگ کا وہ اسکے یارا
فراری ہوئے وہ اسوار یکسر — کمین گاہ دوم پہونچے جا کر

عقب مین اوسکے یہ جرار تھی ہان گیا نیزہ لیئے مثل دلیران

غرض سہ صد سوارون نے نکلکر اسی میدان مین گھیرا سراسر

لکھا ہے شیث ربعی نے یکایک لگایا دوش پر اک نیزہ بیشک

سنان نیزہ کا نفذ شتابی زرہ کو توڑ کر مونڈھے پہ پہنچی

زہیر صف شکن نے زخم کھا کر قدم مردانہ آگے کو بڑھا کر

یہ چاہا شیث کو کیجے ہلاک اب نہ کیجے جان کا کچھ خوف و باک اب

شقی ڈر سے زہیر باصفا کے سوارون مین ملا یکبار جا کے

زہیر صف شکن نے نیزہ پھینکا حسام برق دم کو اپنے کھینچا

سوارون مین گھسا وہ مرد جرار جدا سر کردیئے کتنون کے یکبار

صدائین آفرین و مرحبا کی لگین ہر سو سے وان آنے شتابی

گرائے شیر نے پنجاہ اسوار اوڑائے فرق اونکے مار تلوار

مگر نوزے لگے تھے زخم کاری کہ تھا فوارہ خونکا جنسے جاری

زہیر صف شکن کو دیکھ زخمی عجب حالت ہوئی شاہ زمن کی

کہا لوگونسے اپنے بے محابا اوٹھا لاؤ اسے میدانسے اسجا

لکھا ہے یہ کتب مین سعد مسعوذ غلام شیر یزدان علی بوذ

گیا دس شخص لیکر اپنے ہمراہ لڑا اون کافرونسے خوب واللہ

بہت اسوارونکو تو جانسے مارا زہیر صف شکن کو لیکے نکالا

لگے تھے تیر دو سو سے زیادا تن اطہر پہ اوسکے ہے یہ لکھا

بہت زخمونسے خون ایسا تھا جاری کہ برسے جسطرح ابر بہاری

اسی صورت زہیر با صفا کو — لے آئے پیش شاہنشاہ خوشخو
حسین ابن علی ہو کر پیادہ — ہوئے اوس کے سرہانی ایستادہ
زہیر با صفا نے آنکھ کھولی — حسین ابن علی کی شکل دیکھی
اوٹھا کر منہ کو اوس مرد جری نے — رکھا قدمونپہ فرزند علی کے
کہا حضرت نے رو کر اوس سے یکبار — جزائے خیر دے حق تجکو اے یار
بہت کی تونے میری حق گذاری — بجالایا تو شرط دوستداری
جو کچھ ہو آرزو اسوقت تیری — بلاشک مجھسے کہہ تو وہ شتابی
کہ مین لاؤن بجا تیری وصیت — دل غمگین کو تیری ہو مسرت
کہا تک صبر کر اے شاہ کونین — کہ پیلون سرد پانی ہونین بیچین
کھڑی ہے حور جام شیر لیکر — نہایت صاف ہے اور خوب وخوشتر
وزان پس آپسے کرتا ہون باتین — یہ ہے امید حضرت اونکو مانین
کہا حضرت نے ای یاران جانی — دیا حق نے اسے کوثر کا پانی
ہلاتا تھا زہیر اسطرح منہ کو — کہ جیسے کوئی کچھ پیتا ہے خوش ہو
غرض پھر اوسنے اکدم ایسا کھینچا — کہ طائر روح کا جنت کو پہنچا
حسین ابن علی رو کر یہ بولے — خدایا اسکو طوبے پر جگہ دے
جو مین پہنچونگا جنت کے مکانین — وہ ہمسایہ ہے میرا اوس جہانین
خدا خوش اس سے احمد مجتبا خوش — علی خوش فاطمہ خیر النسا خوش
لکھا ہے جب زہیر با صفا نے — پیا جام شہادت شاد ہو کے
کھڑے تھے دونون لشکر مثل دیوار — تھے اسکے منتظر ہر سو کے سردار

کہ دیکھیں کون اب لڑنیکو آئے ۔ صدا اہل ستم مبارز کی سنائے
کہا ازرق نے عمر سعد لعین ہاں ۔ دو اسوار آئے جنگی سوی میدان
سمند کوہ پیکر زیر ران تھے ۔ مثال باد صرصر وہ روان تھے
مسلح اور مکمل تھے وہ اسوار ۔ نہایت چست تھے دونو گرہوار
کیے جولان اونہون نے اپنی گھوڑے ۔ بتائے نام پھر دونو نے اپنے
یسار و سالم وہ دوران ہیں کہتے ۔ اجل ہو جسکی وہ میدان میں آئے
(مولائی زیاد بن ابیہ ۱۲)
بریر بن حصیر ابن مظاہر ۔ ہوئے حضرت کے آگے دونوں حاضر
(یعنی حبیب ۱۲)
کہا ہمکو اجازت ہو تو جائیں ۔ انہیں ہم مردمی اپنی دکھائیں
کہا حضرت نے تم ٹھہرو نہ جاؤ ۔ خدا کی شان کو آنکھوں سے دیکھو

شہادت عبداللہ بن عمر کلبی

کہ عبداللہ عمر کلبی کا بیٹا ۔ لگا ہے سامنے حضرت کے آیا
کہا یا ابن رسول اللہ عالم ۔ اجازت دو مجھے لڑنیکی اسدم
حسین پاک نے اوسکو جو دیکھا ۔ قوی ہیکل تہمتن مرد پایا
کہا حضرت نے یہ مارے گا بیشک ۔ اسی سے قتل ہونگے دونوں مردک
کہا جا تجکو سونپا کبریا کو ۔ چلا تلوار لیکر وہ وغا کو
کہا دونوں نے تیرا کیا ہی مطلب ۔ بتا تو کس لیے آیا ہے یاں اب
کہا عبداللہ کہتے ہیں مجھے سب ۔ کرو نہیں جنگ تم سے یہ ہی مطلب
(یعنی بنی کلب ۱۲)
یسار و سالم بد پھر یہ بولے ۔ چلا جا ہم نہیں لڑنے کے تجھسے
زہیر آئے بریر آئے اگر یاں ۔ تو اونسے ہم لڑینگے تا بہ امکان
(یعنی حسین ۱۲ ہمدانی ۱۲)

کہا عبداللہ نے کیون ای غلامان | یہ رتبہ ہے تمہارا اوسکی ہے شان
کہ سرداران لشکر کو بلاؤ | جوانمردی اونھین اپنی دکھاؤ
ہے پاجی پاجی اور اشراف اشراف | تہین اے نابکاران اسقدر لاف
اگر تمکو نہ دامنگیر ہو پیاس | سراسر ننگ ہے آنیکا تم پاس
یسار بے حیا نے ہو غضبناک | لگایا نیزہ عبداللہ پہ بیباک
کیا دو وار کو تلوار ہاری | لگی وہ پایہ اوسکے ایسی کاری
یسار پر جفا از پا در افتاد | غبار و گرد آنجا بر سر افتاد
برہنہ کرکے عبداللہ تیغا | سر اوسکا کاٹنے کو پاس آیا
لعین سالم علم کر تیغ خونخوار | عقب سے آیا عبداللہ پہ یکبار
کیا یہ قصد اک تلوار مارے | سر اوسکا جسم اطہر سے اوتارے
پکارے شاہ کے چند اہل لشکر | کہ اے عبداللہ سالم سے حذر کر
توجہ کی نہ اصلا اس سخن پر | نہ وحشت دل مین لایا اس سخن پر
یسار پر جفا کے سینے پر ہان | رکھی شمشیر لیکر اوسنے بران
کیا پھر زور نوک تیغ پر ہان | کہ نکلے پشت سے شمشیر بران
لعین سالم نے جو اک ہاتھ مارا | سر انگشت عبداللہ کو کاٹا
نہ کھایا خوف عبداللہ نے کچھ بھی | لگائی اوسکے پھر تلوار ایسی
یسار پر جفا کے ساتھ وہ بھی | گیا دوزخکو دنیا سے شتابی
غلامون نے عبیداللہ کے یکبار | کی عبداللہ سے آکر خوب پیکار
بہت مارے غلام آخر گیا مر | شہید اکبر ہوا اللہ اکبر

شہادت بریر بن حصیر

لکھا نور الائمہ نے ہے اسطور
بڑا عابد بڑا زاہد تھا مشہور
ہوا رخصت امام پاک دین سے
عجب رجز فصیحانہ بیان کی
کہا مین ہون بریر شیر افگن
لگا لڑنے یہہ کہکے وہ جوانمرد
بہت سے جان سے مارے مخالف
قدم جسنے ذرا آگے بڑہایا
بریر نامور نے ایسی کی جنگ
یزید ابن معقل کو بلا کے
یزید آراستہ ہوکر جو آیا
گمان ہوتا ہے مجکو ایسا والله
کہا اوس سے بریر صف شکن نے
کہ جو گمراہ ہو مارا پڑے اب
اوٹھا کر ہاتھہ دونون نے کہا یون
جو سچا ہو وہی ہووے ظفریاب
یہ کہکر ابن معقل کھینچ تلوار
بریر صف شکن نے اوس سے بچکر

کہ بعد اس کے بریر مرد پرزور
نہ کچھ جہل و فریب آتا تھا نزدیک
چلا لڑنیکو میدان مین یقین سے
بتایا نام اپنا اور نسب بھی
لڑے آکر جو ہو مجھسا تہمتن
کیا کتنون کو اوسنے گرد اور برد
طریق جنگ سے تھا خوب واقف
سر اوسکا تیغ سے فوراً اوڑایا
مخالف ہوگئے آخر کو سب تنگ
کہا تو جاکے لڑ اس پہلوان سے
بریر صف شکن کو یہ سنایا
کہ تو ہے انتہا کا یار گمراہ
دعا مانگ اسطرح رب علا سے
یہ کر تو شرط جسکو دیکہہ لین سب
کہ اے رب جہان خلاق بیچون
نہ لائے مرد گمرہ جنگ کی تاب
ہوا ایس حملہ آور اوسپہ یکبار
لگائی تیغ ایسی اوس کے سر پر

یعنی بر سر یزید ابن معقل ۱۲

کہ تا سینہ اوتر آئی وہ تلوار
گیا اوس کافر بیدین کو فی النار

ہوا معیار حرب و جنگ پرہان
عیان ہر ایک کا اسرار پنہان

لکھا ہے بعد قتل ابن معقل کے
بریر آمد بہ نزد شاہ کربل

بشارت دی اوسے جنت کی شہ نے
سنی جو یہ خبر اوس بیگنہ نے

بریر صف شکن خوش ہوکے اوسدم
گیا لڑنے کو پھر میدان میں بے غم

بحیر جنگ جو نے اوس سے لڑکر
شہید اوسکو کیا اللہ اکبر

بریر باخدا بعد شہادت
ہوا داخل میان باغ جنت

کہا شہ نے نہیں کچھ جھوٹ اصلا
وہ تھا اک نیک بندہ کبریا کا

بیان کرتا ہے یون نور الائمہ
گیا اوس باخدا کو جسنے کشتہ

چچا کا اوسکے تھا فرزند صابر
جسے کہتے ہین عبد ابن جابر

کہا اوسنے بحیر جنگ جو سے
غضب یہ کیا کیا ای بھائی تو نے

بریر باخدا را قتل کردی
سراسر این خلاف عقل کردی

وہ اہل اللہ تھا مرد خدا تھا
بڑا زاہد نہایت پارسا تھا

بحیر جنگجو یہ بات سنکر
ہوا دلمین پشیمان اپنے یکسر

گیا لشکر سے کافر اپنے باہر
ہوا اک ہول غالب اوسکے دل پر

لکھا ہے کرتے کرتے شور و فریاد
گیا دنیا سے وہ ملعون ناشاد

شہادت وہب بن عبداللہ کلبی

بیان کرتا ہے راوی اسطرح اب
سنو اب وہب کا تم ماجرا سب

بہت پاکیزہ صورت نوجوان تھا
نہال بوستان خوش قدان تھا

مثال سنبل تر گیسو اوس کا — برنگ ماہ نو ہر ابرو اوس کا

رخ شفاف مثل آسمانی — بجا ہے کہیں یوسف کا ثانی

ہوئے تھے سترہ دن بیاہ کو ہان — نہ نکلا تھا کچھ اوسکے دل کا ارمان

اگرچہ عشق تھا دونوں میں باہم (یعنی در زوج و زوجہ) — ولیکن شرم تھی عالم کی مانع

ہوئی جسدن سے اونکی کتخدائی — اوسی دن سے ہے دونوں میں جدائی

سبب یہ تھا کہ تھے حضرت کے ہمراہ — پیام موت آپہنچا جو ناگاہ

تھی مادر اوس جوانکی ایک مشہور — قمر تھا نام اوسکا ہے یہ مسطور

محب تھی اہل بیت مصطفی کی — کنیزک تھی شہید کربلا کی

وہ ہی اک بیٹا تھا آنکھوں کا تارا — اوسی سے ماں کا گھر روشن تھا سارا

سخن کوتاہ بیٹے پاس آئی — کہا قربان تجھپر جان میری

مجھے ہے اسقدر تجھسے محبت — نہیں اکدم گوارا تیری فرقت

مری آنکھوں کا تو ہے نور جانی — تو ہے نام خدا میری نشانی

ولیکن دیکھتی ہوں جو نظر کر — بلا میں مبتلا ہے ابن حیدر

نواسا مصطفے کا کربلا میں — پڑا ہے آنکے کرب و بلا میں

جگر گوشہ ہے جو خیر النسا کا — نشانہ ہے وہ اب تیر بلا کا

یہی ہے آرزوے دلپسند میری — تمنا ہے یہ اے فرزند میری

کہ شربت اپنے خونکا مجکو پلوا — حلال ایکبار ہو تجھپر دودھ میرا

تصدق جاکے ہو اوس شاہ دین پر — فدا کر سر امیر المومنین پر

کہا تب وہب نے مادر سے اپنی — جو شہ کے کام آئے جان میری

تو بشباک شاہ دین پر ہوں نثار آج — نہ منہ مرنے سے پھیروں نہ زینہار آج
مگر اوس نو عروس نوجوان پر — بہت مالوف ہے دل میرا مادر
رہی ہے اس سفر میں وہ موافق — اوسے چھوڑوں نہیں ہے یہ مرے لایق
نہال وصل سے ابتک ہمارے — نہیں کھایا ہے پھل کوئی بھی اوسنے
اجازت ہو تو اوس کے پاس جاؤں — حقیقت اپنے دل کی کہہ سناؤں
کہا مادر نے جا تا خیر مت کر — جو کہنا ہو وہ کہہ اوس سے سراسر
مگر ہے عورتوں کی عقل ناقص — نہیں ہوتی ہے نیت انکی خالص
مبادا تو فریب اوس زن کا کھا کر — شہادت سے رہے محروم یکسر
کہا اوس مرد نے استغفر اللہ — تصدق ہے مرا جان شہ پہ واللہ
محبت شاہ کی (یعنی وہب) دلمیں ہے کامل — نہیں ہے اون بغیر اب چین حاصل
نہیں داغ محبت شہ کا ایسا — جو آب مکر سے وہ ہو جائے اے ما
غرض نزد عروس آیا وہ جرار — کہا اے بانوئے دمساز و غمخوار
قیامت ہے تری مجکو جدائی — اک آفت ہے تری مجکو جدائی
مری ماں ہے سو بوڑھی ناتوان ہے — کوئی دن کی جہان میں میہمان ہے
تری کیونکر کٹے گی عمر ساری — یہی غم ہے مجھے اور بیقراری
بلا میں مبتلا ہے شاہ میرا — گہن میں آگیا ہے ماہ میرا
میان دشت کربل ابن حیدر — ہے تنہا بے رفیق و یار و یاور
لہذا چاہتا ہوں میں یہ دل سے — تصدق اوسپہ ہوں اسوقت جاکے
کہ مجھسے احمد و حیدر رہوں خوشنود — خدا اور فاطمہ اطہر ہوں خوشنود

پلائے حور عین جام شہادت — ملے رہنے کو تجکو باغ جنت
محمد مصطفے میری شفاعت — کنند از حق تعالے در قیامت
عروس نو نے یہ احوال سنکر — نہایت رنج و غم سے سر کو دہن کر
دل پر درد سے اک آہ کھینچی — بصد اندوہ و حسرت پھر یہ بولی
فدائے بندگان ابن حیدر — تصدق ہون ہزارون جان گوہر
شریعت مین جو عورتکی لڑائی — روا ہوتی تو مین کرتی چڑہائی
ازان پس گوہر جان گرامی — سر میدان تصدق شہ پہ کرتی
مگر اسبات کا مجکو یقین ہے — سراسر راست ہے کچھ شک نہین ہے
تصدق شاہ پر جو جان کریگا — سوا اسکے بہرا قرار اوسکو ملیگا
قیامت مین گنہ سے پاک ہوگا — خدا کے قہر سے بیباک ہوگا
کرینگی اوسکی حورین دلسے خدمت — ملے گی واسطے رہنے کے جنت
مرے ہمراہ چل نزدیک شہ کے — کہ اونکے روبرو یہ شرط مجھسے
کہ فردا ہے مرے اے یار جانی — شونا در بہشت جاودانی
کیا اسبات کو شوہر نے منظور — پھر آئے دونو حضرت پاس مسرور
عروس نو نے پھر رو رو کے کہہ سے — کہا ایسا شہ ہے راست سنئے
خداوند زمین و عرش اعلا — شہادتکا جسے دیتا ہے رتبا
جو گرتا ہے وہ گھوڑے سے زمین پر — تو حوران جنان اوسکا اوٹھا سر
کنار عافیت مین رکھکے اوسکو — بجا لاتی ہین خدمت جسقدر ہو
قیامت مین رفیق و ہمنشین بھی — انیس و ہمدم و اور ہمقرین بھی

ہیں یہ سبطین سزا حمد و ثنا میں | کہ جنکا ذکر ہے (یعنی سبطین ۱۲) ہر دو سرا میں

قصیدہ در منقبت جناب حسنین سرور کونین رضی اللہ تعالی عنہما از تصنیفات نواب احمد حسنخان جوش

مہر و خورشید ہی مشہور سپہر دو نور ہیں | شمع عرفان کی ضیا نور خدا دونوں ہیں

تابش افشان ہیں وہ نور دیا خالق نے | آئینہ اور ہیں یہ اوسکی جلا دونوں ہیں

کیوں نہ گھر باب اجابت ہو خلائق کے لیئے | جو کہ مقبول دعا ہو وہ دعا دونوں ہیں

اونکے چہروں سے عیان نور خدا ہی ازلی | قابلِ صَلِّ علی صَلِّ عَلا دونوں ہیں

ہند اعوذ بخیر ہی یہ خبر ہیں اوسکی | شرط ہے لطف و کرم اوسکی جزا دونوں ہیں

دست و شمشیر سے نہیں ملیں کہ دور آملا | صورت آئینہ و صدق و صفا دونوں ہیں

جہان دونوں سے تصدق ہی کیوں خلق خدا | جگرِ صاحبِ لولاک لما دونوں ہیں

دین و دنیا انہیں کے لئے مخلوق ہوئی | سب پہ روشن ہے کہ شہ ہر دو سرا دونوں ہیں

کیوں نہ ہر ایک رہو تین غیب سے آئی ہے صدا | قابل وصف سزاوار ثنا دونوں ہیں

ہیں سخی ابن سخی ابن سخی ابن سخی | اوسی طرح سے کہ مقبول خدا دونوں ہیں

حق تعالی نے بنائی ہے وہ شان حسنین | تابع حکم بقا اور فنا دونوں ہیں

ضد و قہر سے اکجوش نشان عین ہے | تیری امداد کو یہ عقدہ کشا دونوں ہیں

پھر اسکے بعد اوس مرد جری نے | ہوا خواہ حسین ابن علی نے

صدا ہل من مبارز کی نکالی | زمین اوس دشت کی سر پر اوٹھالی

مخالف جو کوئی آیا مقابل | کیا تیغ دو دم سے اوسکو گھایل

کسیکو اوسنے نیزہ ایسا مارا | کہ سیدھا جانب دوزخ سدھارا

غرض کفار اوسنے اتنے مارے | کہ کشتونکے بندھے دو چار پشتے
کہا پھر ماںسے اپنے اوسنے آکے | کہ اب تو تو ہوئی خورسند مجھسے
کہا صد آفرین تجھپر مری جان | نکالے خوب دلکے اپنے ارمان
کیا تونے علم نصرت کا اونچا | کیے مردانگی کے کام صد ہا
مرا دل خوش ہوا دشمن جو ہارے | مگر یہ چاہتی ہون ای پیارے
کہ جبتک جان ہے تیرے بدن مین | لڑے جا کافرونسے جاکے رن مین
کہا جو کچھ کہی گی وہ کرونگا | اسی رن مین لڑونگا کٹ مرونگا
مگر اوس نو عروس مہ لقا کا | دل مضطر مین ہے پھر دہیان پیدا
اجازت دے تو جا کر اسکی باری | اوسی پھر دیکھلون آنکھونسے اپنی
کہا مانے مری مرضی ہے جا تو | عروس نو کو اپنے دیکھ آ تو
جوان آیا قریب خیمہ اوسدم | سنی آواز نالہ اور ماتم
رہی طاقت نہ اوسکے تن مین باقی | گرا کر خود کو گھوڑیسے شتابی
در آیا خیمے مین وہ مرد دیندار | عروس نو کو دیکھا اوسنے یکبار
کہ سر زانوئے حسرت پہ ہی رکھی | روان آنکھونسے ہین اشکونکی قطرے
کہا کیا حال ہی روتی ہی کیون تو | غنیمت جان ہی کھوتی ہی کیون تو
کہا ای راحت جان غم آلودہ | تری فرقت کا ہے اندوہ افزود
بھلا کیونکر نہ روؤن تو ہی کہدے | بھلا کیونکر نہ تڑپون تو ہی کہدے
جوان بیٹھا قریب اوسکے ہے لکھا | رکھا آغوش مین اپنی سر اوس کا
لگا پھر ہر طرف کی باتین کرنے | کہ تا اسکا دل مغموم بہلے

کہ ناگہ آئی میدان سے یہ آواز
لڑے آکر جو ہووے کوئی جانباز

جوان اوٹھا ہوا گھوڑے پہ اسوار
گیا میدان کی جانب بچہرہ جرار

عروس نو عقب سے دیکھتی تھی
مثال ابر بارندہ تھی روتی

غرض پہنچا جو میدان میں وہ جرار
مبارز سے ہوا لڑنے کو تیار

لگایا پیٹ پر اک نیزہ ایسا
کہ تا اش زین سے بس اوسکو اوٹھا

زمین پر اسطرح سے اوسکو ٹپکا
کہ سرمہ ہو گئے سب اوسکے اعضا

تھا محکم بن طفیل اسم اوسکا مشہور
جوان پہلتن تھا صاحب زور

اوٹھا پھر لشکر دشمن سے شور و غوغا
نہ آیا دوسرا لڑنے کو ویسا

جوان نے اپنے گھوڑے کو اوڑا کے
میان لشکر دشمن پھر آکے

لگائے چند نیزے اسطرح کے
کہ راکب اور مرکب دونو ٹکے

ہوا آخر کو نیزہ پارا پارا
یہان تک کافرونکو اوسنے مارا

ازان پس میان سے تلوار اوسنے
نکالی برق دم یکبار اوسنے

غرض جسپر لگایا تیغ کا وار
کیا دو ٹکڑے اوسکو اوسنے یکبار

زمین و آسمان سے مرحبا کی
بلند اوس رن کی میدان میں صدا تھی

جو کی اوس صف شکن نے اسطرح جنگ
ہوا لشکر مخالف کا بہت تنگ

عمر سعد لعین نے ہو کے غصے
کہا اسطرح پر اپنے سپہ سے

کہ اسکو ہر طرف سے گھیر لیں سب
نہ جانے پائے پائے زندہ یہ اب

غرض فوج لعین نے ہر طرف سے
لیا گھیر اوس جوان کو گرد آکے

لگایا ایک نے پھر تیر ایسا
کہ گھوڑا گر پڑا اوس نوجوان کا

پیادہ ہو گیا وہ مرد جرار
ہوئے بیکار آخر دست و پا سب
دیا سر کاٹ اوسکا فوج نے تب
پیش لشکر ابن علی پھر
جو دیکھا ماں نے سر بیٹے کا اپنے
لگی منہ اپنا ملنے اوسکے منہ پر
شہید و نین ہوا داخل تو جا کر
ہے کہنے کو ماتا تو نے بیٹا
پھر اوس سر کو وہ ہانسو لاکے دو دل
عروس نو نے خونین بھر سلائی
انان لیس دلسے ایسی آہ کھینچی
بیان آیا ہے راوی اسطرح سے
نئی میدان مین لیکے بے محابا
لکھا ہے اوسکو یار اور پھر آئی
کئے قتل اوسنے سہ کفار ناری
پھری وہ اور کیا یہ عذر شہ سے
خلف کے اور عروس نو کے غم مین
مگر نور الائمہ نے ہے لکھا
اگر ہوتا مرا احمد جوانی

لگی ہر سو سے پڑنے تیرونکی مار
زمین پر گر پڑا غش کھا کے وہ جب
نہ کھایا رحم اصلا فاجرون نے تب
دیا پھینک اون ستمگارون نے وہ سر
اوٹھا لا بی حبیب کرا وسکو جا
کہا رو رو کے پھر ایجان مادر
ہوئی راضی مین تجھ سے اب سراسر
خدا دے گا تجھے جنت مین ماوا
عروس نو کی گود مین گئی ڈال
لکھا ہے وہ نو دلہن آنکھو مین لگائی
کہ شوہر سے ملی جا کر وہ بی بی
کہ تنہی ہی پسر کا سر اوٹھا کے
اور اوسکو سینۂ قاتل پہ مارا
غرض تا خیمہ جسدم جا کے پہنچی
حسین پاک نے آواز پھر دی
کہ تمکو آپ اب معذور رکھیے
چلی تھی دم نہ تھا بس میری وہ
کہ یون کہتی تھی وہ زن بے محابا
تو لڑتی کافرو نسے حسب مرضی

یہ لیتی انتقام خون داماد
جتاتی اونکو اپنی رسم بیداد

بیاں کرتا ہے ایسا ایک راوی
کہ بعد از قتل وہب ابن کلبی

بن خالد ہوا لشکر سے باہر
کیا مردانگی کو اپنے ظاہر

جوان مہر سیما مہ لقا تھا (یعنی عمرو ۱۲)
دلاور اہل جرات منچلا تھا

سلاح بادشاہانہ تھا پہنے
کمر میں برق دم تیغا لگائے

تھا زیر ران مثال برق رہوار
رجز اسطرح سے کہتا تھا جرار

غزل

اے نفس عزیز ترک جان کن
ترتیب بہشت جاودان کن

از بہر شہود عرض اکبر
خود را بشہادت امتحان کن

وز شعلۂ تیغ آسمان گون
اطراف زمین چو ارغوان کن

در معرکہ ہمچو شیر مردان
سر پیشکش خدایگان کن

لکھا ہے یہ کہ بعد جنگ بسیار
پس قتل کروہ اہل فجار

ریاض خلد میں داخل ہوا وہ
شہیدوں کی صفوں میں مل گیا وہ

لکھا ہے بعد اوس کے اوسکا بیٹا
کہ خالد نام تھا اوس نوجوانکا

گیا میدان کے جانب مثل ضیغم
ہوا لڑنے پہ آمادہ وہ رستم

بہت سے کافروں کو اوسنے مارا
پھر آخر وہ بھی جنت کو سدھارا

پھر اوسکے بعد نکلا سعد بن حرث
کئی اوسنے کافروں سے خوب پیکار

کیا خون کافروں کا ایسا جاری
زمیں رنگین ہوئی گلنار ساری

پھر اوس کے رشتۂ جانکو بھی آکر
کیا اک شخص نے بس قطع یکسر

(یعنی گروہ کفار ۱۲)

پھر اوسکے بعد عمر اہل جرات ہوا لڑنے پہ آمادہ نہایت
گیا میدان مین ایسا کارنامہ کہ جسکا باقی ہے اب تک فسانہ
ازان پس ضربت اعدا سے وہ بھی ہوا خلد بریں کے سمت راہی
جما وا بن انس پھر سوی میدان گیا لڑکے ملعونوں نے بس ہان
سمند خوش عنان خوب تاخت ہوائے فتح و نصرت بر سر افراخت
گیا و نیات وہ بھی سوے فردوس کہ تا سونگھے گل خوشبوے فردوس
پھر اوسکے بعد وقاص ابن مالک ہوا میدان کے جانب صفت سالک
نکلکر بارہ کفار اوسنے مارے ادا سعید ہم ناخفا تھی اسنے پھر آکے
لگائے طعن نیزہ ایسے اوس پہ کہ نکلی قصر تن سے جان مضطر
پیا خوش ہوکے ہان جام شہادت ہوا داخل بہ ایوان سعادت
شریح بن عبید پہلوان نے گیا بعد اوسکے عزم جنگ دلسے
سمند تیز گام خوش عنان پر گیا میدان کو وہ اسوار ہوکر
جو آیا سامنے کفار یا اللہ سر اوسکا دوش سے فورا اوتارا
کہ ناگہ اوسکے گھوڑے نے خطا کی زمین پر گر پڑا وہ مرد جنگی
گروہ کافران نے گرد آکے لگائے تیر و خنجر اور بھالے
تھے اعضا اور اجزا جمع اوسکے پریشان ہوگئے اکدم مین سارے
ازان پس مسلم بن عوسجہ نے لڑائی کا کیا بس عزم دلسے
لکھا ہے مرد فرزانہ تھا وہ شخص جہان مین گویا افسانہ تھا وہ شخص
نہایت ذی شعور و لشکر آرا قوی ہیکل تہمتن رستم آسا

کیا تھا دور قرآن کا کئے بار | حضور حیدر کرار و جرار
غرض اوس رتبہ تک کی تھی رسائی | امیر المومنین کہتے تھے بھائی
اجازت لے حسین ابن علی سے | گیا میدان میں وہ جرار لڑنے
صدا اہل من مبارز کی نکالی | صفت رب کی اور احمد کی ادا کی
یہ سنکر لشکر اعدا سے اک یل | سیہ رو کور باطن چشم احول
پئے جنگ و جدل آیا مقابل | کیا مسلم پہ حملہ ہو کے خوشدل
کیا مسلم نے حملہ اوسکا بس رد | چنان بر پہلوے او نیزہ زد
کہ آن مرد شقی ملعون سیہ کار | سمندر کی طرح سے پہنچا فی النار
سپاہ شاہ دین نے غل مچا کر | کہا بیساختہ اللہ اکبر
صدا بس آفرین و مرحبا کی | سپہر ہفتمیں تک جا کے پہنچی
عمر سعد لعین کے اہل لشکر | ہوئے شرمندہ و محجوب و مضطر
جو نکلا دوسرا لڑنے کو کافر | کیا اوس کا بھی بس تن سے جدا سر
جو نکلا تیسرا اوسکو بھی مارا | غرض چوتھے کو بھی کشتہ بنایا
لکھا ہے نیز یسے پنجاہ کفار | کئے مسلم نے اکساعت میں فی النار
کیا ہے ایک راوی نے یہ منقول | کئے جہ تیغ سے پھر اور مقتول
ہوا پھر آپ بھی زخمی نہایت | گرا گھوڑے سے غش کھا کے بشدت
شہ دین اور حبیب ابن مظاہر | ہوئے دونو یہ سر پر اوسکی حاضر
جو دیکھا ہے ابھی جان تن میں اسکے | کہا اوس سے حسین ابن علی نے
تو اے مسلم نہ کھا تنہائی کا غم | کہ ہیں ہمراہ تیرے دم بدم ہم

عقب مین تیرے آجائین گے ہم بھی | نہین رہنے کا تنہا ایک دم بھی
سنی آواز شہ مسلم نے جسدم | تو دیکھا کھول کر بس چشم پرنم
ہنسا وہ صف شکن پھر بعد اوسکے | سنایہ گوش ہوش عارفان نے
کہ یہہ کہتا ہی مسلم بھر کے اک آہ | خوشا راہی کہ باشد چون تو ہمراہ
حبیب باصفا نے دی بشارت | کہ اے مسلم مبارک تمکو جنت
یقین اس امر کا ہے دلکو میرے | ملونگا جلد آکر مین بھی تجھسے
کہا مسلم نے میری یہ وصیت | ذرا سنلے بگوش لطف و شفقت
فدا ہونا حسین ابن علی پر | نہ ہٹنا جنگ سے تو باز دم بھر
یہ جتنے کافر بیدین ہین اس جا | اونہین تو قتل کرنا بے محابا
حبیب ابن مظاہر سنکے بولا | برب کعبہ ایسا ہی کرونگا
وصیت تیری لاؤنگا بجا مین | لڑونگا کافرونسے خوبسا مین
فدا ہونگا فدا ہونگا فدا مین | نہونگا ابن حیدر سے جدا مین
دعا دی اوسکو مسلم نے سراسر | کہا پھر شاہ دین سے ہو کے مضطر
خدا حافظ ہے اب جا کر یہانسے | کہونگا تیری جد مہربان سے
کہ آتے ہین حسین ابن علی بھی | خبر یہ آپکو پہلے سے دیدی
ازان پس بند کر لی آنکھ اوسنے | گیا فردوس کو دنیائے دونسے
یہ اب نور الائمہ کا بیان ہے | نہین ہے کذب سچی داستان ہے
کہ بعد قتل مسلم سوئے میدان | گیا گریہ کنان اوسکا پسر ہان
حسین پاک نے اوسکو بلایا | کہا مارا گیا ہان باپ تیرا

اگر مارا گیا تو بھی یہان پر
تو ضایع تیری ہوجائیگی مادر

پسر نے جب سنا پھر لی اوسی گہڑی سے
کہ مادر بولی یہ فریاد کرکے

کریگا گر نہ تو شتاب جنگ
تو مین تجھسے نہایت ہونگی تنگ

غرض وہ نوجوان پھر سوی میدان
برفت از بہر جنگ آن لعینان

گئی مادر بھی اوسکی اوسکے پیچھے
کہا پھر اسطرح اوس نوجوانے

مرے گا تشنگی سے گر نہ بیٹا
تو دینگے جام کوثر تجکو مولا

جوان نے کافرونسے خوب لڑکر
کیئے پھر بست تن اکدم مین بے سر (یعنی علی)

لعینون نے جدا کر اوسکا بھی سر
لکھا ہے پھینکا بیش چشم مادر

اوٹھا کر ماں نے سر اوس نوجوانکا
بہت کی آفرین الفت سی دیکھا

غرض جس شخص نے یہ حال دیکھا
ہوا گریہ کنان وہ بے محابا

پھر اوس کے بعد بہر جنگ اعدا
ہلال ابن نافع صف سے نکلا

ہوئی تھے چند دن شادی کو اوسکی
کہ شکل ہجر گردون نے دکھائی

غرض جسدم چلا لڑنے تہمتن
عروس نو نے پکڑا اوسکا دامن

کہا لڑنے نہ جا رن کیطرف تو
مبادا قتل ہو یہ ڈر ہے مجکو

ہلال صف شکن نے ہوکے برہم
کہا ہٹ پاس سے میری تو اسدم

بڑی نادان و احمق ہے تو اے زن
کہ جانیسے مرے ہوتی ہے بدظن

شہادت سے مجھے رکھتی ہے محروم
مری دشمن ہے ہوتا ہے یہ معلوم

قسم ہے خالق اکبر کی مجکو
کرونگا جان تصدق شہ پہ مین تو

مناسب ہے کہ سبکے ساتھ جاکر
بہشتی ہون گلا اپنا کٹا کر

کہا حضرت نے مت کر کام ایسا
عروس نو کو تیرے ہوگا صدما

جدائی مین تری ہو ہو کے مضطر (یعنی امام حسین ۱۲)
بہت تڑپے گی رحم آتا ہے اوسپر

کہا ایسا کرونگا و یہ جواب
تو ایسا وقت ہاتھ آئیگا پھر کب

کہا ناچار ہو کر شہ نے جا تو
خدا حافظ ہے لڑ اب بر ملا تو

غرض ہو کر مسلح اور مکمل
گیا لڑنے کو میدان کی طرف چل

لکھا ہے تھا وہ تیر انداز کامل
نہ تھا اوس عہد مین اوسکا مقابل

سر نیزہ جوان افراز کردہ
فصیحانہ رجز آغاز کردہ

ہلال صف شکن تھا بسکہ جرار
مبارز کا ہوا پھر وہ طلبگار

سپاہ شام سے اک قیس نامی
ہلال صف شکن سے آیا لڑنے

ابھی دو سو قدم کے فاصلے پر
ہوا تھا آ کے استادہ وہ اکفر

ہلال صف شکن نے دی یہ تغریر
لگایا سینے پر کافر کے اک تیر

سپر پر اوسنے چاہا روک کر تیر
کرونین وار زد اسکا بہ تدبیر

سپر بھی توڑ دی اور سینہ بھی توڑا
لکھا ہے پشت کے وہ پار نکلا

عمر سعد لعین کے اہل لشکر
ہوئے اوس تیر کی ضربت سے ششدر

نہ نکلا جب کوئی لڑنے کو کفار
گھسا وہ قلب لشکر مین خود اکبار

لکھا ہے تیر وہ رکھتا تھا اسّی
کیئے اسّی ہی کافر اوسنے زخمی

مگر زخمی ہوئے ایسے وہ کفار (یعنی ہشاد ۱۲)
کہ سب داخل ہوئے دوزخ مین یکبار

پھر اوسنے میان سے کھینچی جو تلوار
کیئے قتل ایک دم مین چند کفار

پھر آخر وہ بھی اس دار فنا سے
ملا جا کر رسول دوسرا سے

پھر اوسکے بعد عبد اللہ ذی آکے — مخالف رن مین اٹھائیس مارے
پیا اوسنے بھی پھر جام شہادت — گیا دنیا سے سوئے باغ جنت
پھر اوسکے بعد تحیے نہین آیا — حسب اپنا نسب اپنا بتایا
(بن سلیم الازدی ۱۲)
بری جنگ و جدل دیدہ تھا تحیے — مبارز بس پسندیدہ تھا تحیے
لگائین ایسی تیغین اوسنے پیہم — صفونکو کر دیا اکدم مین برہم
بہت سے کافرونکے خرمن جان — جلائے نار ہیجا سے بمیدان
پھر آخر اس جہان سے ہو کر رخصت — عدم مین جا کے کھینچا با فراغت
پھر اونکے بعد نکلا عبد رحمان — رجز گویان ہوا جا کر بمیدان
(بن عروہ غفاری ۱۲)
غلام ادنا ہون مین ابن علی کا — بدل ہون کلمہ گو حق کے نبی کا
اگر لڑنے کو آئے مجھسے رستم — تو مارون اوسکو دم مین ہو وہ ضیغم
یہ کہکر جو لڑا وہ مرد جرار — تو مارے ایکدم مین تیس (بیس) کفار
لگا اک تیر پیشانی پر آکے — اوسے بس کھینچکر پھینکا جوانے
پھر اوسکے بعد مارے بارہ کافر — شہیدون مین ہوا شامل پھر آخر
ازان پس مالک آیا سوئے میدان (بن انس المالکی) — مثال رستم و شیر نیستان
کہا اوسنے عمر سعد لعین سے — جو زندہ سعد وقاص آج ہوتے
اگر یہ جانتے اکو ز بیشک — ظہور اس امر کا ہوویگا مردک
تو تجھسے ناخلف فرزند کا سر — جدا کرتے جسد سے وہ برابر
عمر سعد لعین نے بس خجل ہو — کہا اپنے سپہ سے جلد اوٹھو
مبارز ایسا بھیجو سوئے میدان — کرے خاموش اسکو او بیجان

غرض اک کافر مردود نکلا — ہوا ہالک سے آکر جنگ پیرا
کیا اس نے ہلاک اوسکو بھی بیجا — بہت سے شامیونکو اور مارا
ہو زان پس پیکے خود جام شہادت — ہوا راہی سوئے گلزار جنت
پھر اوسکے بعد آیا عمر جرّار (بن مطاع الجعفی ۱۲) — سوئے میدان برائے جنگ کفار
رجز گویان ہوا وہ با فصاحت — لڑا پھر کافروسے با فراغت
لگائی جس لعین کے تیغ سر پر — اوسے دو کر دیا اوسنے برابر
غرض کی کوشش ایسی جان لڑاکر — کہ یارونسے ملا جنت مین جاکر
پھر اوسکے بعد قیس شیر افگن (بن منبہ ۱۲) — گیا میدانکو بہر قتل دشمن
بیان کرتا ہے پیچ اسطرح راوی — صف اعدا سے اک سالار کوفی
ہوا آکر مقابل بے محابا — نہ لایا تاب حرب آخر وہ بھلا
گریزان ہوکے لی بس راہ صحرا — کیا قیس جری نے اوسکا پیچھا
عمر سعد لعین کے حکم سے ہان — تعاقب مین گیا جوق سواران
پہنچکر قیس نے نزدیک جایا (یعنی سالار کوفی ۱۲) — لگاؤن سر پہ اسکے ایک نیزا
سوارون نے عقب سی اوسکی آکر — لگائے زخم ایسے وہ گیا مر
سلامت آکے وہ سالار کوفی — ہوا اشخاص لشکر سے ملاقی (از لشکر عمر سعد ۱۲)
لگا ناگہہ داہنی جانب سے شہ کے (یعنی امام حسین ۱۲) — ازان صحرا برون آمد سوارے
تہمتن صف شکن کرار و جرار — قوی ہیکل بہادر مرد ہشیار
مخاطب ہوکے فوج کافروسے — لگا اسطرح وہ اسوار کہنے
کہ اے باشندگان شہر کوفہ — وائے کل کافران شہر کوفہ

اگر خود جانتے ہو مجھکو جانو
نہین گر جانتے اب مجھکو دیکھو

مین ہاشم بیٹا ہون عتبہ کا ہان خاص
چچا ہے میرا بیشک سعد وقاص

عمر سعد لعین ہے عم کا بیٹا
نہین ہے کذب مو بھر قول میرا

پھر اوس کے بعد پھر لشکر کی جانب
کہا یا ابن رسول حق کے طالب

اگر سعد لعین ہے جانکا دشمن
ہوا خواہ شماہست این دل من

لڑائی مین عجم کے ساتھ عم کے
لڑا تھا ابن ہاشم خوب جمکے

تواریخ صحابہ مین ہے مرقوم
ہے یہ احوال سب کو خوب معلوم

پھر اوسدم شاہ سے ہمت طلب کر
گیا میدانکی جانب وہ دلاور

کہا مجکو کسی سے کچھ نہین کار
عمر سعد لعین کا ہون طلبگار

سنے طعنے جو ہاشم کے عمر نے
تو اعضائے بدن دہشت سے کانپے

سبب یہ تھا کہ اوسکی جرأت و تگو [یعنی عمر سعد ۱۲]
بخوبی جانتا تھا یہ سیہ رو

غرض لشکر کے جانب اپنے پھر کر
کہا سردارون سے یہ ہو کے مضطر

یہ ہے اسوار میرے عم کا بیٹا
نہین مجکو مناسب اس سے لڑنا

ہے تم مین کونسا اب ایسا جرار
کرے جو اس سے جا کے خوب پیکار

مقاتل کا تھا بیٹا ایک سمعان
وہی لڑنے کو آیا سوئے میدان

حلب کے شہر کا حاکم تھا بیشک
نہایت کار دیدہ تھا وہ مردک

ہزار اسوار لیکر اپنے ہمراہ
کمک کے واسطے آیا تھا ناگاہ

غرض میدان مین آکر اوسنے اوسدم
کہا اسطور سے ہاشم سے پیہم

عبید اللہ سے ہان اے دلاور
تجھے کیا رنج ہے کچھ تو بتا کر

عمر سعد جوان کے ساتھ اوسنے
سلوک اکثر کیے ہین انہوں نے

(یعنی ہمراہ پسر عمر تو ۱۲)
ہے حاکم ملک طبرستان وری کا
بہت رکھتا ہے دولت اور خزانا

اوسے تو چھوڑ کر اے مرد جرار
حسین ابن علی کا ہو گیا یار

نہ وہ کچھ ملک رکھتا ہے نہ دولت
نہ ہے ہمراہ اوسکے کچھ جماعت

نہ کر ایسا پکڑ دولت کا دامن
نصیبے سے نہ لڑ مانند دشمن

کہا ہاشم نے یہ جاہ و حشم سب
دو روزہ ہے نہین کچھ اس سے مطلب

جسے اقبال تو سمجھا ہوا ہے
او لشکر دیکھ تو وہ لا بقا ہے

نہین ہے دولت دنیا کو اثبات
ہے طالب اسکا کافر اور بد ذات

بجل اے سمعان یہانسے تو بعجلت
بجالا شاہ دین کی شرط خدمت

عمر پر اور عبید اللہ بد پر
تو لعنت بھیج دل سے اے دلاور

(یعنی عمر سعد ۱۲)
رضائے حق کی لے اے یار دولت
ملے تا دین و دنیا کی سعادت

اگر ایسا کرے گا اے دلاور
تو جنت مین ملے گا تجکو اک گھر

سنی یہ بات تو سمعان گیا جل
سیہ افعی کیصورت کھایا اک بل

کہا اے ہاشم مغرور و بدگو
عمر سے بھی نہین کچھ شرم تجکو (از عمر سعد ۱۲)

عبید اللہ کا بھی کچھ نہین ڈر
ہوا ہے اسقدر مغرور و خودسر

نہ تجکو مال و دولت پر نظر ہے
نہ کہنے کا مرے دل پر اثر ہے

کہا نفرین عبید اللہ لعین پر
کہ عمزادے کا میرے نکلے ہے سر

و دیا جانے نہ راہ دین کی جانب
کیا دنیا پہ اوسکے دلکو راغب

مین عالی ہمت ایسا ہون کہ دنیا
بدل کرتا ہون عقبے سے اسکی جا

یہ جاہ فانی پہ تم ہو مغرور   نہایت جلد ہوگا مغزلوں دور
عذاب سخت مین ہوگے گرفتار   جلائیگی تمہین دوزخ کی ہان نار
غرض سمعان نے چاہا تھا کہ پھر بھی   دوبارہ اس سے کہیئے دل کا مطلب
کہ ہاشم نے غضب مین آکے اوسدم   کہا سن تو بھی اے مرد ظالم
برائے جنگ آیا ہے یہان تو   کہ سمجھانے کو آیا ہے تو مجکو
غرض حملہ کیا سمعان نے اوسپر   لگایا نیزہ پہ نیزہ برابر
لکھا ہے ہاشم جرار نے ہان   گرایا ہاتھ سے نیزہ بمیدان
حسام برق دم کھینچی میان سے   کیا یہ قصد سمعان پر لگانے
کہ سمعان لعین نے اپنا نیزہ   کیا تھا سینہ ہاشم پہ سیدھا
غرض ہاشم نے پشت تیغ دستی   لگائی سینۂ سمعان پہ ایسی
کہ نیزہ گر پڑا ہاتھون سے اوسکے   یہ چاہا تیغ اک اسکے سر پہ لگانے
نہ دی ہاشم نے مہلت ایکدم کی   لگائی برق دم تلوار ایسی
سر تن زین ہو گئے دو ٹکڑے اوسکے   گیا دوزخ کو سیدھا اس جہان سے
کہو سب غازیون نے ملکے تکبیر   ہوئی حیران صف کفار بے پیر
عمر سعد لعین کے سامنے آ کے   ہوا اسطرح ہاشم وانپہ گویا
کہ اے عمر زنادہ تیرے باپ نے ہان   فدا روزا حد احمد پہ کی جان
لگا کر تیر و نیزہ تیغ و خنجر   لعینون کا جدا کرتا تھا وہ سر
صلا دیتے تھے اوسکو شاہ لولاک   دعا دیتے تھے اوسکو شاہ لولاک
ہمارے باپ نے اک سخت پتھر   لگایا تھا لب و دندان شہ پر

مدد کرتا تھا ہر دم کافرونکی
کمک کرتا تھا ہر دم فاجرونکی

عجب حالت مین اسدم دیکھتا ہون
کہ تو اوس باپ کا بیٹا ہاے ملعون

ہوا ہے دشمنون کا یار جا کر
جفا کرتا ہے فرزند نبی پر

مین ہون اوس باپ کا فرزند بھائی
حمایت کرتا ہون آل نبی کی

پیمبر کی زبان تیرے پدر پر
تھی کرتی آفرین اوسدن مقرر

مگر فرزند تجھسا رے برادر
پیمبر کرتے ہونگے لعن یکسر

پدر میرے کو بد کہتے تھے اوسدن
خوشی ہووینگے مجھسے آج لیکن

عمر سعد لعین نے سنکے اک آہ
دل پر غم سے کھینچی اپنے ناگاہ

ازان پس دیدۂ بیشرم سیاہان
گرائے اشک حسرت ہوکے گریان

ہوا کشتہ جو اوس خوار سیہ سمعان
تو آیا بھائی اوسکا سوئے میدان

بقاتل کہ تھا وہ فرزند چھوٹا
تھا نعمان نام اوس مرد شقی کا

ہزار اسوار کا افسر تھا حاکم
تھا سمعان لعین کا وہ ملازم

کیا ہاشم پہ حملہ اوسنے یکبار
نہ لایا خوف دل مین یہ بھی جرار

لگا اوسکے ادھر اسوارونسے اوسکے
بلا خوف وخطر یہ گرد لڑنے

اگر رستم بھی چشم منصفی سے
لڑائی دیکھتا میدانمین آکے

سم مرکب کی اوس کے گرد لیکر
بناتا توتیا آنکھون کا یکسر

حسین ابن علی نے جب یہ دیکھا
ہزار اسوار سے لڑتا ہے تنہا

کہا یارونسے اپنے بے محابا
مدد اسکی کرو جا کر خدارا

برادر اک شہ دیندار کا تھا
کہ افضل بن علی تھا نام اوسکا

گیا تو شخص لیکر اپنے ہمراہ
کہ ناموس نے نہیں ہم اونکے آگاہ

عمر سعد لعین نے ہو خبردار
لکھا ہے دو ہزار اسوار جرار

میان رہ کیئے فورًا مقرر
کہ روکو ان سون یارونکو جاکر

نہ ملنے پائین یہ ہاشم سے زنہار
انہین رستے ہی مین جلد یسو لوتار

سوارون نے بھینچکر راہ گھیری
لگی ہونے دشمنون سے بس لڑائی

گئی آواز نعرونکی فلک تک
ہوئے اس جنگ سے آگہ ملک تک

جو تھی کثرت بد اندیشونکی اوسجا
ہوئے غالب کیئے نہہ یار کشتا

جب افضل بن علی تنہا رہی وان
لکھا ہے یہ کہ مثل شیر یزدان

یعنی مثل لجناب امیر ۱۲

لپک کر جیسکے اک تلوار ماری
گیا وہ آتش دوزخمین ناری

گیا نیزہ تو اضح جس لعین کے
بتائے راستے قعر زمین کے

غرض ابن علی نے ایسی کی جنگ
ہوئے وہ دو ہزار اسوار دلتنگ

ازان پس اون لعینون نے برابر
کیئے تیر اس جوان کے سمت ابتر

ہوئی کثرت جو تیرونکی تو گھوڑا
گیا شہزادے کا اسوقت مارا

پیادہ یا سوارون مین وہ جرار
لکھا ہے ہو گیا فورًا گرفتار

پھر آخر وار دنیا سے وہ جرار
گیا عقبے کے جانب ہو سبکبار

عزیزان حسین ابن علی سے
شہیدونمین ہوا داخل یہ پہلے

عمر سعد لعین کے اہل لشکر
ہلاک ان دلبرونکو جانکے کر

مددگاری کو نعمان کے گیئے پھر
لکھا ہے یہ وہان وہ مرد کافر

یعنی نعمان ۱۲

ہزار اسوار سے ہاشم کو اوسجا
بہت ہشیار سے گھیرے ہوئے تھا

اکیلا ہاشم جرار و کرار تھا — وغا بازونسے وان کرتا تھا یکا
اوٹھا کر تیغ جب کرتا تھا حملا — سوار و پیادہ ہو جاتے تھے کشتا
مگر نعمان سے بیچ اپنے وان پر — یہ کہتا تھا کہ وہ کوشش سراسر
مرے بھائی کے خون کا اس سے بدلا — مناسب ہے کہ لیلو اب اسی جا
کہ ہاشم نے اوٹھا کر فاش زین سے — کیا پشت آشنا اسکو زمین سے
شکستہ ہو گئے اعضا بدن کے — جسد لایق ہوا گور و کفن کے
ازان پس تھا جو لشکر کا علمدار — کیا کشتہ اوسے بھی کر کے پیکار
علم لشکر کا جو دیکھا نگونسار — فراری ہو گئے میدان سے کفار
کہ اتنے مین عمر سعد لعین کا — وہان لشکر یکایک آ کے پہنچا
فراری ہو گئے تھے جتنے کفار — لیا گھیرا اونہین بھی اپنے یکبار
قریب سہ ہزار آدم نے آ کر — لیا ہاشم کو گھیر اوس جا سراسر
وہ بیچارہ تھا زخمی اور ماندہ — بہت تھا تشنگی کا اوسپہ غلبہ
نہ طاقت جنگ کی ہاتھون مین دیکھی — نہ قوت بھاگنے کی پاؤن پا لی
مگر اس حال پر بھی اوس جری نے — بہت کی کوشش مردانہ دل سے
شہادت کا پیا آخر کو شربت — ہوا داخل میان قصر جنت

شہادت حبیب ابن مظاہر

پیا ہاشم نے جب جام شہادت — حبیب ابن مظاہر باسعادت
اوٹھا رخصت کو آیا پیش سرور — کہ تھا قرآن اوسکو حفظ از بر
عشا کے بعد سے وقت سحر تک — کیا کرتا تھا قرآن ختم بیشک

محمد مصطفیٰ اور شاہ مردان
بہت کرتے تھے اوسکی آبرو وہان

بہت سی یاد تھین اوسکو حدیثین
رسول پاک سے کرتا تھا باتین

کہا حضرت نے اے ابن مظاہر
بزرگی تیری ہے سب مجھپہ ظاہر

نہایت تجھسے ہے بس انس مجکو
پدر کا یادگار اور جد کا ہے تو (یعنی حضرت علی ۱۲) (یعنی رسول اللہ ۱۲)

سوا اسکے ہے پیری تجھپر غالب
نہین اس حال مین لڑنا مناسب

کہا جنگ و جدل کی رسم اور راہ
بخوبی جانتے ہین پیر اے شاہ

ہے اسکے ماسوا یہ مجکو منظور
کہ کشتون مین ترے مین بھی ہون محشور

حسین پاک نے رو کر اجازت
اوسے دی اور کیا میدان کو رخصت

غرض میدان مین آیا جب دلاور
سنایا یہہ رجز اوسنے سراسر

حبیب ابن مظاہر ہون مین وہ مرد
لگا دون آگ سے پانی سے بھی گرد

نہایت سخت کرتا تھا لڑائی
کہ کافر دیتے تھے رب کی دوہائی

(یعنی حبیب ۱۲) بظاہر پیر باطن مین جوان تھا
بہت جنگ آزماؤ کاردان تھا

لڑا ایسا کہ میدان مین پڑا شور
گئے کافر ہزارون زندہ در گور

کہ ناگہہ رن مین اک مرد شقی نے (لعنۃ اللہ علیہ)
لگائی تیغ اوسپر ایسی آ کے

گرا وہ پاک کے بل اور چاہا اوٹھون
عوض اپنا مین اس ملعون سے لون

کہ حصین لعین (لعنۃ اللہ علیہ) نے آگے بڑھکر
لگائی تیغ فوراً اوسکے سر پر

حبیب ابن مظاہر نے کہا آہ
خبر لیجے مری جلدی سے یا شاہ

سنی شہ نے جو یہہ آواز رنجور
اوٹھا گھوڑے کو پہنچے پاس فی الفور

کہا جاتا ہون نانا پاس تیرے
جو کچھہ کہنا ہو وہ اے شاہ کہدے

کہا حضرت نے تو جنت مین جا اب — عقب مین تیرے آتے ہینگے ہم سب
بشارت جب سنی حضرت سے اسطور — گیا جنت کو دنیا سے وہ فی الفور
لکھا بعضے مورخ نے ہے اسطور — سنو گوش دل سے جا لنے کرو غور
بدیل بن حریم مرد جاہل — حبیب ابن مظاہر کا تھا قاتل
سر اوس کا کاٹکر اوسنے بہیانے — کیا محفوظ اک موقع پہ جا کے
لڑائی ہو چکی جسوقت بالکل — سر اوس کا لیکے اوسنے بے تامل
دیا گھوڑے کی بس گردن لٹکا — ہوا مکہ کے جانب پھر روانہ
غرض یہہ تھی کہ وان اک دوست او سکا — حبیب ابن مظاہر کا عدو تھا
اوسے دکھلانے سر یہہ لے چلا تھا — مگر اس سر سے تھا واقف نہ اصلا
لکھا ہے بر در مکہ قضا را — پسر ابن مظاہر کا کھڑا تھا
بدیل بن حریم مرد کفار — در مکہ پہ پہنچا جا کے یکبار
حبیب ابن مظاہر کے پسر نے — جو دیکھا یہ پڑ ہلکے آگے
کہا کس کا یہ سر ہے سچ بتا تو — خدا کیواسطے مجھ سے چھپا مت
نہ سمجھا یہہ بدیل اصلا نہ سمجھا — حبیب باصفا کا ہے یہہ بیٹا
کہا تجکو نہین اس سے خبر ہے — حبیب ابن مظاہر کا یہ سر ہے
گیا ہے کربلا مین اسکو کشتہ — برائے دوست لایا ہون یہ تحفہ
سنا جو یہ سخن اوسکے پسر نے — لگا وہ ناسک کرنے آہین بھرنے
اگرچہ وہ نہین بالغ ہوا تھا — مگر تھا صاحب جرات کا بیٹا
بدیل بیحیا کے بس جبین پر — لگا یا زور سے اک ایسا پتھر

گرا گھوڑے سے چکر کھاکے وہ تو ۔۔۔ لیا چھین اسنے اب کے اپنے سر کو
کیا مدفون اوس موضع مین جاکے ۔۔۔ جسے راس الحبیب اب تک ہین کہتے (یعنی پیارے کا سر ۱۲)
جو یہ اک شخص تھا رنگت کا کالا ۔۔۔ ولیکن دل بہت روشن تھا اوسکا
ابوذر کا غلام باوفا تھا ۔۔۔ قوی ہیکل تھا اور جنگ آزما تھا
ابوذر نے اوسے ہوکر بہت شاد ۔۔۔ کیا تھا بندگی سے اپنے آزاد
پیادہ آیا میدان مین وہ لڑنے ۔۔۔ بہت سے کافر اکساعت مین مارے
پیا اوسنے بھی پھر جام شہادت ۔۔۔ ہوا راہی سوئے گلزار جنت
یزید بن مہاجر نے پھر آکر ۔۔۔ قیامت رن مین برپا کی سراسر
بہت سے کافرونکو دم مین مارا ۔۔۔ سر ناپاک کو صدقے اوتارا
پھر اوسکے طائر روح روان نے ۔۔۔ بنایا آشیان طوبے پہ جاکے
انیس ابن معقل نے بھی آکے ۔۔۔ جوانمردی کی یہ جوہر دکھائے
کیے کفار زیر تیغ جرات ۔۔۔ ہوئی حاصل اوسے بھی پھر شہادت
پھر اوسکے بعد عابس صف سے نکلا (بن شبیب ایشاکری ۱۲) ۔۔۔ غلام باوفا سے اپنے پوچھا (نامش شوذب بود ۱۲)
کہ تیرا کیا ارادہ ہے بتادے ۔۔۔ کہا اوسنے کہ اے آقا ہمارے
چلو رن مین کرین تلوار بازی ۔۔۔ محمد خوش خدا ہو ہمسے راضی
کہا صد آفرین تجھپر کہ اسدم ۔۔۔ شہادت پر ہوا تو شاد و خرم
غرض عابس نے آکر پیش حضرت ۔۔۔ طلب جنگ و جدل کی کی اجازت
کیا پھر عرض یہہ مین چاہتا ہون ۔۔۔ تصدق تم پہ نقد جانکو کردون
کہا حضرت نے اسکو آفرین باد ۔۔۔ قیامت تک تو رہ جنت مین دلشاد

خدا کو تجھکو سونپا جاکے لڑ اب جدا کر سر سے ملعونونکا دھڑ اب
غلام اور عابس جرار و کرار گئے میدان کی جانب وہ دونون یکبار
ربیع ابن تمیم اسطور سے اب بیان کرتا ہے سنلین مومنین سب
مین تھا جرات سے اوسکی خوب ماہر ہنر جو اوسمین تھے وہ بھی تھے ظاہر
جو دیکھا لڑنیکو آتا ہے عابس ہنر بھی اپنے دکھلاتا ہے عابس
کہا مینے یہہ لشکر یون سے بس تب نہ جانا جنگ کرنے اس سے تم اب
شجاعت کی نیستان کا ہے یہہ شیر اگر رستم مقابل ہو کرے زیر
سخن کوتاہ عابس رن مین آیا یہہ کہکے اہل لشکر کو پکارا
لڑے وہ آکے مجھسے جو کہ ہو مرد ڈرے موذی ہوا ہر اک کا منہ زرد
نہ آیا کوئی میدان مین نہ آیا عمر سعد لعین نے یہہ سنایا
لڑائی سے اگر ڈرتے ہو تم سب کرو یکبار حملہ جاکے پھر اب
سپاہ پر دغا نے ہو کے باہم لڑائیکا کیا آغاز اوسدم
غرض عابس نے جو یہہ ہنگ دیکھی زرہ تن سے اوتاری خود سر سے
رخ خود سوئے جیشم باز برداشت غلامش از عقب پشتش نگہداشت
قسم ہے مجکو خالق کی یہہ دیکھا کہ مارے دو سو آدم سے زیادا (یعنی عابس ۱۲)
ربیع ابن تمیم اب ہے یہہ کہتا کہ وہ مدت سے میرا آشنا تھا (یعنی عابس ۱۲)
کہا عابس سے پھر مینے یہہ اوسدم گرا کیون بحر ہیجا مین تو بیغم
زصحرائے ہلاکت نیست وحشت زدریائے اجل داری ندہشت
کہا اسطور سے عابس نے مجھسے کہ ہے یہہ شعر حسب حال میرے

کہ پانی سر سے اوپر جبکہ گذرا | نہین طوفان سے پھر خوف اصلا
پھر آخر کافرون نے آکے ناگاہ | غلام و خواجہ کو زخمی کیا آہ
لکھا ہے نام کرکے دونو اپنا | ہوئے دنیا سے راہی سوئے عقبیٰ
پھر اوسکے بعد حجاج آیا لڑنے | یہان تک کافر اوسنے دم مین مارے
ابن مسروق جعفی ۱۲
اونھون نے تنگ آکر یکایک | کیا تیرون سے تن اوسکا مشبک
ہوئے لشکر حضرت کا وہ تھا | بہادر تھا بدرجہ رستم آسا
لگے تیرون کی تن پر زخم بسیار | بقول حضرت اوستاد یکبار
جناب شیخ سلمہ ربہ ۱۲
کہ پرواز از جسد عنقائے جان کرد | بشاخ نخل طوبیٰ آشیان کرد
یکایک بعد اوسیف خردمند | دگر مالک حجا کا اوسکے فرزند
بن حارث بن سریع ۱۲ | بن عبید بن سریع ۱۲
گئے گریہ کنان دونو برادر | پئے پابوسئے فرزند حیدر
کہا حضرت نے رونیکا سبب کیا | کہا تیرے لیئے روتے ہین شاہا
تجھے اعدا نے گھیرا ہے سراسر | نہین کھو سکتے تیرے دوست یہ شر
ہمین ہو حکم ہم لڑنیکو جائین | تصدق تمپہ کردین اپنی جانین
حسین پاک نے اول دعا دی | پھر اوسکے بعد میدانکی رضا دی
غرض اون دو نوجوانون نے آکر | قیامت رن کے میدان مین بپا کر
گئے دنیا سے سوئے قصر جنت | خوشی سے پی لیا جام شہادت
لکھا ہے خوب روئے ابن حیدر | برائے آن جوانان دلاور
پھر اوسکے بعد فرزند علی نے | دعائے مغفرت مانگی خدا سے

شہادت ترک غلام زین العابدین

غلام اک عابد بیمار کا تھا
اوسے سب ترک کہتے تھے ہی لکھا

وہ تھا قرآن کا حافظ اور قاری
تھی اوسپہ ختم رسم دینداری

تھا اوسکا مہر عارض ایسا تابان
خجل جبین سے تھا ماہ چرخ گردان

گرا آکر زمین پر پیش حضرت
کہا دیجے مجھے میدانکی رخصت

کرونگا جان تصدق تیرے شاہا
یقین ہے میرے دلکو آج اسکا

ہین جتنے اہل اشکر اے شہنشاہ
نہین زندہ رہین گے آج واللہ

کہا حضرت نے اوس سی ہوکے ماہر
خریدہ ہے تجھے عابد کے خاطر

مناسب ہے کہ لی اوس سی اجازت
پھر اوس کے بعد ہو میدانکو رخصت

کیا ہے اسطرح راوی نی اظہار
تھے زین العابدین اوس روز بیمار

تھے بیٹھے اسطرح مابین خیمہ
لگائی پشت سے تھے ایک تکیہ

غلام باوفا آیا وہان پر
کہا عابد سے یون اے بندہ پرور

اجازت خواہ ہین اسوقت جاکے
ہوا تھا والد ماجد سے تیرے

کہا تو بیلک ہی لڑکے کی میرے
(یعنی از امام حسین ؑ) لڑائی کی اجازت چاہ اوس سے

لہذا عرض یہ کرتا ہون تجھسے
کہ لڑنیکی اجازت مجکو اب دے

کہا عابد نے اوس سی ہوکے دلشاد
کیا تجکو خدا کی رہ مین آزاد

لکھا ہے ترک نیکو کار جرار
پھرا خیمہ کے آکر گرد یکبار

غرض جتنے تھے بالی اور موالی
سبھونسے عفو تقصیر ابھی چاہی

کیا پھر ترک نے سب سی بمنت
غرض یہ ہے کہ فردائے قیامت

طلب کرنا مجھے یہ یاد رکھنا
بھلا دینا نہ دلسے تم خدا را

عزیزو از اہلبیت ابن حیدر
اوٹھا مانند شور روز محشر

پھر آیا ترک پیش شاہ دیندار
جو گذرا تھا کیا وہ حال اظہار

غرض حضرت نے دی اوسکو اجازت
ہوا میدان کی جانب ترک رخصت

خبر پہنچی یہہ زین العابدین کو
گیا میدان کے جانب ترک خوشخو

کہا اب خیمے کا دامن اوٹھا دو
مجھے بھی ترک کی صورت دکھاؤ

ذرا دیکھوں تو لڑتا ہے یہ کیونکر
حسام اعدا پہ جڑتا ہے یہ کیونکر

اوٹھایا خیمے کا دامن جو بڑھکے
تو دیکھا عابد خستہ جگر نے

کہ لیکر میانسے تلوار اوسنے
کیئے کشتہ بہت کفار اوس نے

کیا جو تشنگی نے اوسپہ غلبہ
پھر آیا وہ بہادر سوئے خیمہ

بہت عابد نے اوسپر آفرین کی
بڑہی قدر آسمانوں سے زمین کی

بشارت آب کوثر کی اوسے دی
خبر گلزار رضوان کی سنائی

ہوا خوش ترک صادق دل نہایت
مگر یاد آئی آقا کی جو فرقت

ہوا گریہ کنان بادل کیصورت
کیا میدان کی جانب رو بہ رخصت

لڑا کفار سے پر ایسا جا کر
اوٹھا میدان میں اک شور محشر

ہوا پھر آب بھی زخمی وہ جرار
زمین پر گر پڑا گھوڑے سے یکبار

حسین ابن علی میدان میں جا کے
اوسی خیمے تلک عابد کے لائے

اوتر کر اسپ سے یکبار اپنے
رکھا سر گود میں ابن علی نے

لگا پھر منہ کو اپنے منہ پر اوسکے
لیئے رخسارۂ گلگون کے بوسے

مرض میں عابد بیمار تھے گو
مگر آئے سرہانے دیکھنے کو

یعنی زین العابدین ۱۲

یعنی آن غلام خود ۱۲

غلام باوفا نے چشم وا کی / پدر کی اور پسر کی شکل دیکھی
مراد از امام حسین / مراد از زین العابدین ۱۲

کہا ہنسکر سلام اوس مرد دین نے / عدم کو پھر ہوا راہی یہاں سے

پھر آیا حنظلہ لڑنے کو یکبار / کہ تھا جنگ آزما و مرد جرار
بن سعد عجلی ۱۲

میان ہر دو صف استادہ ہوکر / لگا کہنے اے گمراہان خودسر

مجھے یہ ڈر ہے قوم نوح آسا / ثمود و عاد کی صورت تمہارا

عذابوں میں نہ ہو جاؤ گرفتار / ڈرو قہر خدا سے مت ہو سرشار

اوٹھاؤ ہاتھ قتل شاہ دین سے / چلے جاؤ مکانوں کو اپنے سیدھے

کہا حضرت نے مت کر تو ہدایت / کہ ہے گمراہ از حد یہ جماعت

نہ مانینگے ترے کہنے کو زنہار / کرینگے قتل مجکو یہ ستمگار

کہا یا ابن رسول اللہ سچ ہے / خدا کے رمز کے آگاہ سچ ہے

غرض لیکر شہ دین سے اجازت / ہوا میدان کی جانب جلد رخصت

لڑا جا کر بہت کفار مارے / ہوا پھر آپ بھی راہی جنان سے

یزید بن زیاد آیا جو لڑنے / تو اوسنے ہشت تیر اسطرح مارے

گرائے پانچ کافر ایک دم میں / ہوا پھر وہ بھی داخل بس ارم میں

پھر اوسکے بعد نکلا سعد جرار / کئے کشتہ بہت سے اوسنے کفار
ابن عبداللہ

ہوا پھر آپ بھی جنت میں داخل / شہیدوں میں کیا خالق نے شامل

محمد نامی جو ایک نیک خو تھا / عزیز اوسکی پہلوان کا تھا ہی لکھا
یعنی محمد حنفیہ ۱۲ / یعنی سعید بن حنفی ۱۲

خبادہ ابن حارث بعد اوسکے / مسلح اور مکمل آیا لڑنے
یعنی جنادہ بن حارث انصاری ۱۲

بہت سی کافروں کی طائر جان / کئے مذبوح از تیغ خراسان

پیا پھر موت کا اوسنے بھی ساغر — گیا آخر جہان سے وہ سفر کر
پھر اوسکے بعد بیٹا اوسکا نکلا — تھا عمر نوجوان ہان نام اوسکا
پدر کیطرح کی جنگ و جدل خوب — دکھائے رستمانہ اوسنے اسلوب
غرض جرات کے سب جوہر دکھاکر — ملا پھر باپ سے اپنے وہ جاکر
پھر اوسکے بعد مرہ صف سے نکلا (بن ابی مرہ غفاری ۱۲) — بہت سے کافرونکو اوسنے مارا
ہوئے کوفی و شامی اوس سے عاجز — کیا خون اوس جری کا سب نے جائز
شہید آخر ہوا وہ بھی وغا سے — گیا ملک عدم کو اس سرا سے
لکھا ہے بعد اوسکے ابن مقداد (یعنی محمد ۱۲) — دگر عبید اللہ (بن ابو دجانہ ۱۲) مرد نیک بنیاد
یہہ دونوں لیکے سرور سے اجازت — گیے میدان کی جانب ہوکے رخصت
لڑائی خوب کی کفار مارے — یہہ چاہا پھر پلٹین حضرت سے آکے
سوار و پیادہ نے آکر یکایک — اونھین ہر سمت سے گھیرا بلا شک
علی کا اک غلام باوفا تھا — تھا اوسکا سعد نام اور باخدا تھا
وہ ہمرہ اپنے لیکر پانچ جرار — کیا اونکی کمک کو ہوکے تیار
گیے تھے سعد اسد کے جو ہمراہ — اب اونکے نام یہان لکھتا ہون واللہ
تھے قیس (بن ربیع ۱۲) و اشعث (بن سعد ۱۲) و عمر (بن قرظہ ۱۲) دلاور — حماد و حنظلہ سردار سرور (یعنی امام حسین ۱۲)
کتاب معتبر مین ہے یہہ لکھا — لعینونکی زبس کثرت تھی اوسجا
لڑے اول یہہ آٹھون تن نہایت — ہوئے پھر داخل گلزار جنت
بیان کرتا ہے راوی اسطرح اب — بگوش دل سنین اہل عزا سب
شہ دین کے ملازم یار چاکر — ہوئے پنجاہ و سہ تن قتل یکسر

مع زین العبا اور شاہ دین اب
رہے او نیس باقی مرگئے سب

برادر اور فرزند اور اعزا
رہے کل سترہ باقی ہے یہہ لکھا

رہے غیر و عزیزین سے چار و دو کس
غلامونمین سے اک باقی رہا بس

چنانچہ ذکر انیسون کا آگے
بیان تفصیل سے کرتا ہون سن لے

جو نوبت آل پیغمبر پہ پہنچی یہ
قبائے صبر اک عالم نے پھاڑی

زمین نے خاک اوڑائی غم سے برسر
فلک نے خون برسایا زمین پر

امام پاک نے جس دم یہہ دیکھا
رہا کوئی نہ باقی یار زندا

ہوا دل شاہ کا صدمہ سے آگاہ
جگر سے آپنے کھینچی بس اک آہ

سب اہلبیت حضرت بس یہہ سمجھے
کہ ہے یارونکا صدمہ دلکو شہ کے

کہا سب نے یہہ آکے شہ سے یکبار
کہ ہے بے تیرے ہمکو زیست دشوار

یہہ ہے منظور اے سبط پیمبر
تصدق تیرے قدمونپر کرین سر

کہ دن محشر کے ہووین ہم سرافراز
کہین سب لوگ ہمکو تیرے جانباز

دل اپنا داغ الفت سے جلا ہے
ہمین نار بلا سے خوف کیا ہے

خراب آباد دنیا سے جو جائین
ارم مین ہم مکان اپنے بنائین

اجل سے ہمکو اندیشہ اب خطر کیا
جو وعدہ آن پہنچا ہے تو ڈر کیا

امیر المومنین نے رو کے اوس دم
دعائے خیر دی سبکو مقدم

شہادت عبد اللہ بن مسلم

اعزا سے جو پہلے شہ کے نکلا
تو عبد اللہ بن مسلم ہے لکھا

کہا یا ابن رسول اللہ عالم
اجازت دے مجھے لڑنیکی اس دم

کہ اپنے باپ کو میں خاک میں جا — سلام شوق پہنچا دوں تمہارا

کہا حضرت نے اتنا مجکو صدما — ہے تیرے باپ کا اور بھائیوں کا

اب اوسپر داغ مت دیو مجکو ایجان — نجا لڑنے کو یہہ میرا کہا مان

پکڑلے ہاتھ ماں کا سوئے صحرا — مزاحم کون ہوگا تو چلا جا

سوا میرے یہاں جتنے لعین ہیں — کسی کے قتل کے درپے نہیں ہیں

کہا عبداللہ نے اے شاہ دیندار — تجھے جد کی قسم ہے اپنے زنہار

مجھے ہونے دو ان سے مقابل — کہ جو تیرے باپ کا ہو مجکو قاتل

پدر میرا ہوا ہے قربان اول — فدا اب میں کرونگا جان اول

لیا آغوش میں حضرت نے اوسکو — کہا اے مہر سیما میرے مہرو

مرے بھائی کا تو ہے یادگار آہ — تجھی کو دیکھہ لیتا ہوں میں دلخواہ

خوشی مجکو حرام اب ہو چکی بس — مری صحبت تمام اب ہو چکی بس

خدا کو میں نے سونپا تجکو جا تو — قدم مردانہ میدان کیطرف بڑھا تو

غرض عبداللہ نے میدان میں آکے — کیا گھوڑے کو جولان خوب اپنے

کبھی مریخ کے مانند تلوار — لگاتا تھا لعینوں پر وہ جرار

کبھی نیزے سے کرتا تھا وہ حملا — لعینوں پر شہاب ثاقب آسا

غرض ابدان ناپاک لعینان — ہزاروں ہی کئے اکدم میں بیجان

لیا بدلا پدر کا خوب اپنے — جوانمردی کے سب جوہر دکھائے

عمر سعد لعین سے ہوکے مضطر — قدامہ سے کہا فوراً یلا کر

لڑائی کے مراسم کرکے تقدیم — جوان ہاشمی سے لڑ تو بے بیم

قدامہ الغرض اسوار ہو کر — جو ہین عبد اللہ کے آیا برابر
کیا عبد اللہ نے حملہ جو اوس پر — گیا بھاگ آگے سے اسکے وہ خود سر
غرض جب کرتا عبد اللہ حملا — وہ کافر سامنے سے بچ کے جاتا
سبب یہہ تھا کہ عبد اللہ کا گھوڑا — کئی دن سے تھا بھوکا او پیاسا
ہوا جب زور سے عبد اللہ معذور — تو نیزہ اوسنے پھینکا ہاتھ سے دور
نکالی میان سے تیغ شرر بار — جو تھے کفار بدایمان کے خونخوار
ہوا پھر گوشہ میدان مین استاد — قدامہ نے جو دیکھا تو ہوا شاد
اوٹھا کر گھوڑے کو آیا برابر — لگایا نیزہ کو سینے کے اوپر
بچا کر نیزہ عبد اللہ نے یکبار — قدامہ پر کیا اک تیغ کا وار
اوڑا جو نیم کلہ اوس لعین کا — کمر بند اوسکا عبد اللہ نے پکڑا
اوٹھا کر گھوڑے سے مارا زمین پر — ہوئے اعضائے تن چور اوسکے یکسر
پھر اوسکے گھوڑے پر اسوار ہو کر — اوٹھایا ہاتھ مین نیزہ کا پر
غلام باوفا کو اپنا گھوڑا — دیا عبد اللہ نے اوسوقت اوسکا
ازان پس آن کے میدان مین یکبار — کیا اسطرح سے نعرے کا اظہار
اجل کی جسکو ہو دی جستجو آج — وہ آئے مجھ سے لڑنے دو بدو آج
سلامہ بن قدامہ نے جو دیکھی یہہ شجاعت — کہا سرداران لشکر سے بہ حیرت
بہادر میں نے دیکھے ہین بہت سے — لڑا ہون مین بھی اکثر بار جاکے
ولیکن اس جوان ہاشمی سا — نظر آیا نہین جرار جانثار
سپاہ کافران نے دیکھ یہ ضرب — نہ پایا اتنا یارا جو کرین حرب

ہراسان اور ترسان ہو گئے سب | نہایت ہی پریشان ہو گئے سب
غرض اک لمحہ عبد اللہ ٹھہرا | نہ آیا کوئی لڑنے اوس سے اوسجا
لکھا ہے تشنگی سے ہو کے بیحال | کیا صف داہنی کو گھسکے پامال
عمیر و کامل آئے سامنے جو | کیا مقتول اکساعت میں اونکو
وہانسے قلب لشکر میں پھر آکے | قریب بست کس کفار مارے
زبانسے ایک راوی کے ہے منقول | اوسی جا پر کیا صالح کو مقتول
وہانسے میسرہ کے سمت آکے | شجاعت کے ہنر اپنے دکھائے
قدامہ تھا حبش کا رہنے والا | تہمتن زور آور پیل آسا
عمر سعد لعین کے جیش میں بھی | نہ تھا بس پہلوان مثل اوسکے کوئی
کتاب معتبر میں یہ بھی ہے نقل | اوسے بھی ابن مسلم نے کیا قتل
پھر اوسکے بعد چاہا تاک دو | پھر آئے اپنے لشکر کیطرف کو
پیادون نے سر رہ آکے بہم | لیا گھیر ابن مسلم کو بس اوسدم
خداع بجہانے آکے ناگاہ | کیا گھوڑے کو پے اوسکے وہان آہ
سنگ عبد اللہ بس آکر زمین پر | ہوا استادہ میدان مین سراسر
کہ نوفل اور عمر بجہانے | لگا یاز جسم تیر و نیزہ آکے
غرض وہ ابن مسلم باشجاعت | ہوا دنیا سے راہی سوئے جنت

شہادت جعفر

ازان پس جو بجہانے اوسکو دیکھا | تھا جعفر نام اوس مرد جری کا
گیا مارا مرے بھائی کا بیٹا | لگا رونے سحاب و شمع آسا

حسین ابن علی سے ہو کے رخصت
گیا میدان کی جانب شیر خصلت

کیے اسعد رجہ کا فر اوسنے کشتہ
بندھا میدان مین اونچا ایک پشتہ

لعینوں نے اوسے بھی گھیر کر ہان
گیا راہی سوئے گلزار رضوان

برادر عبد رحمان اوسکا اک تھا
اجازت لیکے شہ سے لڑنے آیا

بہت سے کافروں کو اوسنے مارا
گیا میدان مین شور حشر برپا

غرض عبد اللہ نے جو تیر مارا
جہان سے وہ بھی جنت کو سدھارا

عقیل با صفا کے ساری بیٹے
شہید و فوت ہوئے شامل جو جا کے

لکھا ہے راوی صادق حضرت نے
تو فرزندان جعفر لڑنے نکلے

شہادت محمد بن عبد اللہ جعفر

محمد ابن عبد اللہ جعفر
لکھا ہے پہلے آیا پیش سرور

کہا یا شاہ دو رخصت جنگ کی [illegible]
کروں میدان مین جولان [illegible]

تصدق تجھپہ کر دوں نقد جان کو
کہ دیکھوں آنکھ سے سیر جنان کو

حسین پاک نے دیکر اجازت
گیا میدان کے جانب ہو کے رخصت

محمد تھا جوان بے بدل خوب
کی جا کر اوسنے بھی جنگ جدل خوب

کہ دندان لعینان ستم زا
لکھا ہے ہو گئے کھٹے سراپا

مگر وہ بھی جہانسے سوئے فردوس
گیا افسوس صد افسوس افسوس

بس حضرت کی زینب پاک نیت
چہیتے فرزند خود روئی بشدت

حسین پاک نے دیکر تسلی
کیا خاموش ہمشیرہ کو اپنی

شہادت عون پسر دیگر عبد اللہ

جو دیکھا عون نے بھائی کو اپنے ✽ کہ کشتہ ہو گیا میداں میں جا کے
نہ آئی تاب نکلا صف سے باہر ✽ میان کشتگان فوراً پہنچکر
جو دیکھا نعش پر بھائی کے اوسنے ✽ سرہانے کو کھڑا ہے قاتل اوسکا
لگائی کھینچکر اک ایسی تلوار ✽ کہ پہلی ضرب میں پہنچا وہ فی النار
وہانسے شاہ دین کے پاس آیا ✽ بہت کی عذر خواہی یہہ سنایا
یعنی امام حسین ۱۲
کہ اے خال شہنشاہ دو عالم ✽ ہوا ہے یہہ قصور البتہ اسدم
کہ بے تیرے اجازت سوئے میدان ✽ کی مینے جنگ جا کر اسگھڑی ہاں
سبب این بود کہ از ہجر برادر ✽ شدم بیخود درین ساعت سراسر
عذرا عفو ہو اب میری تقصیر ✽ اجازت مین نہ ہو یک لمحہ تاخیر
ولا حضرت ہوئے اوس سے بغلگیر ✽ اجازت دی نہ کی رخصت مین تاخیر
کہا ہے یہہ کہ عون مرد جرار ✽ گیا میداں کی جانب بہر پیکار
بھرا تھا دل مین جو بھائی کا کینہ ✽ لیا وہ کافرونسے سارا کینہ
بہت سے کافرون کا بنکے قاتل ✽ جہنم مین کیا اون سبکو داخل
لباس زندگی کو چھوڑ کر یان ✽ گیا خود بھی سوئے گلزار رضوان
شہادت بھانجونکی ہو چکی اب ✽ بھتیجونکی ہے نوبت ہاں سنین سب

شہادت حضرت عبد اللہ بن امام حسن رضی اللہ عنہم

بھتیجا شاہ کا بیٹا حسن کا ✽ جگر گوشہ امام ذو المنن کا
یعنی امام حسین ۱۲
جوان مہ جبین عبد اللہ نامے ✽ تہمتن سرو بالا خوش کلامے
چچا کی خدمت عالی مین آکر ✽ ہوا یون ملتمس وہ ماہ پیکر
یعنی امام حسین ۱۲

عزیزونکی جدائی ہے بہت شاق | اجازت دو لڑائیکا ہون مشتاق
کہا حضرت نے ہین کیونکر کہون آہ | نشانی ہے حسن کی تو ہی ایماہ
مجھے ہے جان سے بہتر تو جانی | مرا تو ہی ہے وجہ زندگانی
نجا لڑنیکو اور مرنیکو ایجان | بچا اپنے کا اے بیٹا کہا مان
غرض عبداللہ نے شہ کو قسم دی | اجازت لے چلا لڑنے کو جنگی
ازینصورت درینجا راوی گویا | کہ چون عبداللہ در میدان بیامد
مبارزکی طلب ہین وانیہ اصلا | کیا وقفہ نہ اوسنے ایک لمحا
زگرور رہروی در قلب لشکر | عمر سعد لعین کے آیا گھسکر
نہ پہنچا تھا عمر سعد لعین تک | کیئے ہشتادو دو وان قتل مرک [۸۲]
عمر سعد لعین بس خوف جانسے | سوارونمین گھسا یکبار جاکے
غرض عبداللہ نے پھر کر وہانسے | لیا آرام اپنی جا پہ آسکے
دگر بارہ پھر آکر سوئے میدان | مبارزکا ہوا جویا رخواہان
عمر سعد لعین نے جو یہہ دیکھا | کہ پھر عبداللہ ہان میدانمین آیا (یعنی عبداللہ ۱۲)
لگا یارونکو دل دینے کہ ای یار | اگر تو اس جریکو آج تم مار
تو دونگا مین غلام و مال و دولت | اضافہ او سپہ ہے رومال و خلعت
لکھا ہے بختری نے آگے بڑھ کے (بن عمرو شامی ۱۲) | کہا او سدم عمر سعد لعین سے
سپہ سالاریکا رکھتا ہے دعوا | بنا ہے میر لشکر آکے اس جا
مگر تیغ جوان ہاشمی سے | فراری ہوتا ہے اسقدر جو ڈرکے
ہوا شرمندہ بولا بختری سے | جو مین بھاگا بچا اے یارجی سے

ڈالا مارتا مجکو بلا شک ۔ کہ میری جان کا تھا وہ تو گاہک
اگر شک ہے مرے کہنے کا ای یار ۔ تو کر اس نوجوان سے جا کے پیکار
ابھی جرات کا اسکے حال بالکل ۔ تجھے معلوم ہو گا بے تامل
بہادر ہے تو جا دکھلا شجاعت ۔ مگر اس مین توقف ایک ساعت
سنے جو بختری نے ایسے کلمے ۔ ہوا بس منفعل وہ دل مین اپنے
غرض ہمراہ لیکر پانصد اسوار ۔ گیا عبداللہ سے کرنے کو پیکار
محمد بن انس از فوج سرور ۔ اسد ابن ابی جانہ ہنرور
دگر پیروزان اک مرد دلاور ۔ غرض تینون غلام شاہ صفدر (یعنی امام حسین)
مددگاری کو عبداللہ کی نکلے ۔ شجاعت کے ہنر سب نے دکھائے
مگر پیروزان تھا مرد دلاور ۔ جو مین آیا شقی کے بس برابر
نہایت خشم سے مرد لعین نے (یعنی بختری) ۔ گیا پیروزان پر حملہ بس آکے (یعنی بختری)
غرض پیروزان بھی اوس پیلتن سے ۔ مقابل ہو گیا فوراً ہی بڑھ کے
جو عبداللہ نے ایسا حال دیکھا ۔ غلام اپنے پہ اوسکو خوف آیا
اوٹھا کر ہاتھ مین نیزہ اوسی دم ۔ سوارون مین گھسا وہ مثل ضیغم
اسد نے اور محمد بن انس نے ۔ گیا پیچھے سے حملہ اوسکے جا کے
جو پیروزان نے ایسا حال دیکھا ۔ گیا ہے شاہزادے نے بھی حملا
غرض وہ بختری سے پھر گیا اوسدم ۔ ہوا انکے شریک حال وہ باہم
بیک حملہ غرض وہ پانصد اسوار ۔ گئے تا قلب لشکر اپنے ناچار
انھین پس ساتھ لیکر پانصد اسوار ۔ جو آیا شیث ربعی وہ نبرد یکبار

کہا یہہ بحتری سے اوسنے اوس جا ‌ ‌ نہین آتی ہے تجکو شرم اصلا

کہ چار اسوار سے ہوکر فراری ‌ ‌ چلا جاتا ہے ہمت ایسی ہاری

کہا جب سخت وسست اوسکو بہت سا ‌ ‌ تب اپنے سوئے لشکر وہ پہر آیا

لکھا ہے پانسو اسوار لیکر ‌ ‌ ہوا حملہ کنان شیث ستمگر

گھرے وہ چار تن اسوار و نمین جنگ ‌ ‌ تو عبید ابہر نے گھیرا شیث بدرنگ

بیان کرتا ہے راوی راست واسد ‌ ‌ محمد اور اسد تھے اوسکے ہمراہ

مگر پیروزان نے بار دگر آیہ ‌ ‌ کیا پھر بحتری پر ایسا حملا

کہ لشکر ہو گیا اوسکا پریشان ‌ ‌ یہہ جرات دیکھکر کافر تھے حیران

عمر سعد لعین سے ہے یہہ منقول ‌ ‌ سنین سب گوش دل سے حال معقول

اگر پیروزان کو یک جام شربت ‌ ‌ پلا دیتا کوئی وا نیر بعجابت

مرے کل اہل لشکر کو وہ اوسجا ‌ ‌ کفایت کرتا تھا وا سد تنہا

مگر اس پیاس میں بھی مرد مجہول ‌ ‌ کیئے نیزے سے یک سو بیس مقتول

ازان بیس بست کس از تیغ خونخوار ‌ ‌ کیئے قتل اوسنے اوسجا وقت پیکار

روایت یون ہے پیروزان پھر آ ‌ ‌ کہ دیکھے شاہ کا دیدار آخر

کہ عثمان شقی نے پشت سے آ ‌ ‌ کمر مین بیجھنیزہ لگا یا

گرا گھوڑے سے پیروزان بس اوسجا ‌ ‌ گیا رم کرکے گھوڑا سوئے صحرا

پیادہ جو ہوا پیروزان وا نیر ‌ ‌ تو پھینکا ہاتھ سے نیزہ سراسر

سپر کو سر پہ رکھا تیغ کھینچی ‌ ‌ لڑائی کافروں سے خوب پھر کی

اسد نے جبکہ یہہ احوال دیکھا ‌ ‌ کہ ہے پیروزان استادہ پیادا

اوٹھا کر اپنے گھوڑے کو وہ جرار | گیا نزدیک پیروزان کی یکبار
مگر اوسنے بھی چھوڑہ کافر اوسجا | کیئے قتل ایکدم مین سب محابا
کہا پیروزا نے اے یار اسدم | مرے گھوڑے پہ ہو اسوار اسدم
جو ہین چاہا کہ ہو اسوار اوسپر | ہوئے ہر سو سے کافر حملہ آور
اسد نے چھوڑ کر اوسکو اوسی جا | لڑائی کی لعینون سے سراپا
کہ آکر بختری نے نیزہ مارا | اسد کے پہلو سے وہ پار گذرا
گرا دست اسد سے وانپہ نیزا | یہہ چاہا تیغ کھینچون بی محابا
کہ ارزق ابن ہاشم نے جو آکر | لگائی ضرب تیغ ایک اوسکی سر پر
اسد پہنچا نیستان جنان کو | خدا کو اوسنے سونپا نقد جانکو
مگر عبد اللہ باشیث لعین وان | لکھا ہے جنگ کرتا تھا بمیدان
لعینون نے تن عبد اللہ پر ہان | لگائے ستر بس زخم خندان
مگر کی ایسی کوشش اوس جری نے | کہ بھاگا لشکر کفار وان سے
اسد پیروزان کو جسدم یہہ دیکھا | کھڑے ہین دونون لشکر مین سراپا
قریب آیا تو دیکھا اوس جری نے | اسد مارا گیا ہے خوب لڑکے
ہوا صدمہ بہت عبد اللہ کو وان | مگر قاتل کو اوسکے کرکے بیجان
کیا پھر بختری کو خوب زخمی | بھگایا اوسکے والنے جیش کو بھی
پڑا دیکھا جو پیروزانکو اوسجا | اوٹھا کر اوسکو گھوڑے پر بٹھایا
ہوئے دو کس جو بس گھوڑے پہ اسوار | تو اوس سے نہ اوٹھ سکا اونکا یہہ بار
قدم دو چار چلکے تھک گیا وہ | اوسی جا بیٹھا دہ ہو رہا وہ

کسی دن کا تھا بھوکا اور پیاسا — لگے تھے تیر بھی سو سے زیادہ
پیادہ ہوگئے دونوں وہیں جا — چچا نے اوسکے جو یہہ حال دیکھا
چچا کا نام تھا عون دلاور — علی کا تھا پسر وہ نیک اختر
کہ عبداللہ پیادہ یاں کھڑا ہے — بحسرت ہر طرف کو دیکھتا ہے
اوسی دم لیکے عمدا ایک گھوڑا — قریب عبداللہ کے بس جلد پہنچا
ہوا عبداللہ اوس گھوڑے پہ اسوار — کہا پھر یہہ چچا سے اپنے یکبار
کہ پیروزانکو بیٹے تمکو سونپا — اسے لیجانا یاں سے تم خدارا
یہہ چاہا عون نے ہین سوئی لشکر — چلوں پیروزانکو ہمراہ لیکر
زمین پر گر پڑا وہ مرد جرار — نہ لایا رہروی کی تاب زنہار
لکھا ہے چھوڑ کر اہل جہان کو — گیا دنیا سے گلزار جنان کو
ہوا جو سانحہ ایسا نمایان — ہوئے بس عون و عبداللہ گریان
لکھا ہے شاہزادی نے پھر آکر — کیا رخ کافرون کی سوئی لشکر
مبارز کا ہوا پھر وہ طلبگار — نہ نکلا اوس سے لڑنے کوئی زنہار
عمر سعد لعین نے ہوکے برہم — دیئے دشنام بھی لوگونکو بہم
کسی نے بھی نہ مانا اوسکا کہنا — پئے جنگ و جدل کوئی نہ آیا
غرض یوسف بن الاحجار آیا — عمر سعد لعین سے پھر یہ بولا
سپہ سالار لشکر تو ہے بھائی — حکومت ملک ری کی تو نے پائی
تو کیوں جا کر نہیں کرتا ہے پیکار — ہمیں کیوں گالیاں دیتا ہے بیکار
لعین بولا کیا ہے مجکو حاکم — لڑو تم جاکے کیوں ہوتے ہو نادم

مرا کہنا تجھے لازم ہے کرنا ‏ ‏ تجھے تو حکم یہہ کرتا ہے کیسا

برو با این پسر جنگ و جدل کن ‏ ‏ بگویم انچہ من بر آن عمل کن

نہیں ابن زیاد زشت روسی ‏ ‏ کرونگا مین شکایت تیری جا کی

غرض یوسف بن الاحجار بزدل ‏ ‏ ہوا عبد اللہ سے جا کر مقابل

لگایا اوسنے عبد اللہ پہ نیزا ‏ ‏ کیا رد اوسکو شہزادے نے اوسجا

پھر اوسکی حلق پر اک نیزہ مارا ‏ ‏ کہ اوسکی پشت سے وہ پار نکلا

گرا گھوڑے سے اوندہا وہ ستمگار ‏ ‏ گیا دوزخکو سیدہا وہ سیہ کار

پھر اوسکے بعد طارق اوسکا بیٹا ‏ ‏ برائے جنگ عبد اللہ نکلا

زبان بیہودہ کھولی لعین نے ‏ ‏ سنائیں گالیان مردود دین نے

غرض عبد اللہ نے غصے مین آکر ‏ ‏ لگایا نیزہ اک سینے کے اوپر

سبکدستی سے اوس مردود دین نے ‏ ‏ کیئے تلوار سے دو ٹکڑے اوس کی

یہہ چاہا پھر وہی شمشیر خونخوار ‏ ‏ لگاؤن سر پہ عبد اللہ کی یکبار

بڑہا کر ہاتھ عبد اللہ نے اپنا ‏ ‏ مع شمشیر پکڑا اوسکا پہنچا

کیا زور ید اللٰہی پھر ایسا ‏ ‏ ہوئی پہنچی کی ہر اک ہڈی سُرما

زمین پر گر پڑی تیغ ستمگر ‏ ‏ مثال بید کانپا جسم تھر تھر

پکڑ پھر ہاتھ سے بند کمر کو ‏ ‏ اوٹھایا گھوڑے سے اوس بد گہر کو

زمین پہ اسطرح پھر اوسکو ٹپکا ‏ ‏ کہ دنیا سے سوئے دوزخ سدہارا

چچا کا اوسکی تھا جو ایک بیٹا ‏ ‏ تھا مدرک نام اوس مرد شقی کا (بن سہل ۱۲)

ز قتل طارق مرد ستمگر ‏ ‏ غم آلودہ تھا مدرک حد سے بڑہکر

جو آیا سوئے میدان وہ ستمگر — زبان کو فحش پر کھولا سراسر
علی کو اور فرزندون کو اوسکے — لکھا ہے گالیان دین لاکھون اوسنے
یہ سنکر ہو گیا عبد اللہ بیتاب — لگائی سر پر اوسکے تیغ خوش آب
کہ سر کو ہاتھ ہونٹو اور نصف تن کو — اوڑایا اوسنے مانند سر مو
گرا گھوڑے سے وہ اکفر زمین پر — طپیدہ ہوکے آخر کو گیا مر
اوترکر اپنے گھوڑے سے او سیدم — چڑھا گھوڑے پہ اوسکے مثل ضیغم
(یعنی عبد اللہ)
مبارز کا ہوا پھر وہ طلبگار — نہ آئے خوف سے لڑنیکو کفار
تبنگ آکر یہہ چاہا اوس جری نے — کہ خود گھسکر سپہ مین انکی لڑیئے
کہ اک نیزہ قوی افتادہ دیکھا — پڑا تھا وہ میان صحن صحرا
اوٹھا کر گرد سر گردش اوسے دی — لعینونکو ہنرمندی دکھائی
گیا وہ میمنہ کی سمت اینا — نگاہ غیظ سے لشکر کو دیکھا
صف کفار را از جائے برکند — بطعن نیزہ دہ دہ کس بیفگند
وہانسے پھر کے شہ کے پاس آیا — کہا یا عم پیاسا ہون بہت سا
کہا شہ نے کہ مت ہو اتنا بیتاب — ترے جد و پدر دینگے تجھے آب
سنی عبد اللہ نے جو یہہ بشارت — گیا میدان کی جانب رو بعجلت
قریب پنجہزار آدم نے یکبار — کی آکر اوس جری سے وانپہ پیکار
لگایا تیر اک نے اک نے خنجر — کسینے تیغ ماری اوسکی سر پر
یہان تک زخم تیر و تیغ کھائی — کہ اعضا ہو گئے بیکار سارے
غرض اوسوقت عبد اللہ نے چاہا — نکل جاوین مین انپر کرکے حملا

مگر گھیرا تھا مردوں دون نے ایسا | نکلنے کا نہ پایا اوسنے رستا
غرض عباس ابن شاہ جرار | کہ لشکر کا وہی تھا بس علمدار
علم دیکر علی اکبر کو (یعنی علی ۱۲) ناگاہ | ہوا آیا عون بھائیکو وہ ہمراہ
مدد عبداللہ کی لیجے یہہ چاہا | عوض لیجے لعینوں سے اسی جا
غرض عبداللہ کو لشکر کے باہر | لے آئے دونون یہہ مرد دلاور
لکھا ہے تھا جو وہ زخمی بہت سا | ہکاتے تھے بہت آہستہ گھوڑا
کہ فیہان لعین نے پشت سے آ | لگایا مونڈھ ہونیں اک اوسکے نیزا
گرا گھوڑے سے (بن زہیر) عبداللہ جرار | ہوا جنت کو راہی پانسے یکبار
بہت عباس روئے یہہ جو دیکھا | جھپٹ کر آپنے فیہان کو مارا
کیا اک تیغ مین اوسکا جدا سر | ہوا دوزخ کو راہی وہ ستمگر
لکھا ہے اوسکا بیٹا تھا جو حمزا | یہہ چاہا اوسنے ماروں انکو نیزا
کہ عون بن علی نے سامنے آ | اوڑایا تیغ سے (یعنی عون بن علی ۱۲) ہاتھ اور نیزا
غرض عباس نے از تیغ دیگر | کیا تن سے جدا اوسکا بھی پھر سر
اوٹھا کر نعش عبداللہ کو وانسے | جو پیش خیمہ شہزادہ لائے
حسین ابن علی اور بیبیاں بھی | بہت روئے جو دیکھی شکل اوسکی
کیا مادر نے اوسکی حال ابتر | بہائے چشم سے اشکوں کے گوہر
کہا پھر آہ بھر کے ہو کے بے آس | گیا فردوس مین تو باپ کے پاس
چچا اپنے کے خاطر جی یہہ کھیلا | مجھے چھوڑا یہاں تو نے اکیلا
نہ پایا تو نے یاں اک بوند پانی | پیاسا ہی گیا تو میرے جانی

جواب اسکا تو دے اسے ماہ پیکر ۔۔۔ تڑپتی ہی رہی اب تیری مادر
ابھی تھا خورد نخل نوجوانی ۔۔۔ کہ غارت کرگئی باد خزانی ۂ
غرض اسدرجہ روئی وہ ستم گر ۔۔۔ کہ روتی روتے سند بدہ سب گئے کھو
محمد کی تجھے ایرب ہے سوگند ۔۔۔ کسی ماں کو نہ دینا داغ فرزند

بیان شہادت حضرت قاسم بن الحسن رضی اللہ عنہ

بیان کرتا ہے راوی اسطرح اب ۔۔۔ بگوش دل سنین اہل عزا سب
جو غلطان خون مین بھائیکو دیکھا ۔۔۔ تو چاہ غیظ قاسم خوب ابلا
وہ زخمی دیکھکر رخسار مہرو ۔۔۔ بہے نیسان صفت آنکھونسے آنسو
نظر کی آہ کرکے سوئے افلاک ۔۔۔ سر اندوہگین پر ڈال کے خاک
تپیدہ دل چچا کے پاس آیا ۔۔۔ جو دیکھا تھا وہ روکر کہسنایا
کہا پھر پاؤن پر گر کر کہ حضرت ۔۔۔ قیامت ہوگئی اے وائے حسرت
کہا نفرین ہے جینے پر ہمارے ۔۔۔ کہ بھائی جان جنت کو سدھارے
دکھاؤن آج اعدا کو شجاعت ۔۔۔ مجھے بھی دیجئے رن کی اجازت
مقابل جاکے ہون تیر و سنان سے ۔۔۔ جواب اعدا کو دون تیغ زبان سے
کہا حضرت نے رو کر میرے جانی ۔۔۔ کہ تو ہے میرے بھائی کی نشانی
ہے اپنی زیست کا تجھسے سہارا ۔۔۔ جدائی ہو تری کیونکر گوارا
ادہر ہوتی تھی یہہ حضرتسے گفتار ۔۔۔ سنا یہہ مادر قاسم نے یکبار
کلیجا تھام کر خیمے سے باہر ۔۔۔ نکل آئی وہ ہوکر سخت مضطر
پکڑکر یون کہا دامان قاسم ۔۔۔ خدا رکھے ہمیشہ تجھکو قائم

تری باعث سے اپنی زندگی ہے ۔ چچا کے دل کی بھی خرسندگی ہے
غرض مادر نے جب رنکی اجازت ۔ کہا قاسم نے رو کر وائے قسمت
ہوئے رخصت طلب حضرت کی بھائی ۔ کرین اعدا سے ہم جا کر لڑائی
ہوا مضمون یہہ قاسم کو تب یاد ۔ کہ بابا نے کہا تھا مجھسے ارشاد
کہ رکھنا پاس یہہ تعویذ بازو ۔ مصیبت جب پڑے (یعنی حسن ۱۲) کچھ تیہ عمو
موافق اس لکھی کے کیجیو تم ۔ چچا کو یہہ خبر بھی دیجیو تم
وہین قاسم نے وہ تعویذ کھولا ۔ بچشم شوق مضمون اوسکا دیکھا
یہہ باخط حسن اوسمین لکھا ہے ۔ چچا تیرا جو شاہ کربلا ہے
پڑے گی اوسپہ اک ایسی مصیبت ۔ تو اے فرزند کرنا اوسکی نصرت
یہہ ہوگا سانحہ سب کربلا مین ۔ گھرین گے شامیان پر دغا مین
تم اپنی جان کرنا انپہ قربان ۔ کہ میری روح پر ہوگا یہ احسان
نہ دینگے وہ تمہین رنکی اجازت ۔ سعادت جانیو اپنی شہادت
پڑھی جسدم یہ قاسم نے وصیت ۔ لگے کہنے یہہ عمو سے کہ حضرت
مجھے اب دیجیے رنکی اجازت ۔ کہ ہے یہہ صاف مضمون ودیعت
پڑھا اوسکو تو روئے خوب شبیر ۔ الم سے اک کلیجے پر لگا تیر
کہا اے نور چشم باسعادت ۔ یہہ فرمایا تھا مجھسے وقت رحلت
وصیت یاد رکھنا تم یہہ بھائی ۔ کہ مین (یعنی حسن ۱۲) مارا گیا جب ہو لڑائی
تو اے شبیر ہمراہ شہزادی ۔ وہین کر دیجیو قاسم کی شادی
بجا لاؤنگا مین ارشاد اونکا ۔ وہ کلمہ آخری ہے یاد اونکا

یہ فرما کر کے پکڑا دست قاسم — کہا او سپر عمل سے ہے مجکو لازم
کہا پھر آیئے اے عون و عباس — ذرا خیمے مین آجاؤ مرے پاس
کہا پھر شہ نے اے قاسم کی ماؤ — کہ آؤ تم بھی اس خرگہ کے اندر
لباس بہترین سب لیتی آؤ مہ مہ — بنر قاسم کو جامہ پیسے پنہاؤ مہ
یہ بولے حضرت زینب سے پھر شاہ — سلامت تم رہو باشوکت و جاہ
وہ جوڑا لاؤ نے بھائی حسن کا — کہ تا ہو عقد دولہا سے دولہن کا
وہ جوڑا جب رکھا زینب نی لا کر — پنہایا شہ نے قاسم کو اوٹھا کر
دوبارہ باندھ کر شاہانہ دستار — بہت قاسم کو حضرت نے کیا پیار
کہا پھر یون پکڑ کر دست کبرا — تمہین ایجان عم اب انکو سونپا
دلایا مین بھائیکی وصیت — تمہاری سونپ دی تمکو امانت
دولہن کی سمت پھر قاسم نی دیکھا — بھر آیا دل غم فرقت سے اوسکا
غرض پھر قاسم نے سر نیچا اوٹھایا — غم ہجران نے دونونکو رولایا
صدا یہ لشکر اعدا سے آئی — کہ اے مظلوم شاہ کربلائی
نہین باقی ہے کیا کوئی دلاور — کہ ہو میدان مین آکر حملہ آور
دولہن کا ہاتھ تب قاسم نے چھوڑا — طرف میدان کے اپنے منہ کو موڑا
دولہن نے تھام کر دامان قاسم — کہا رو کر کدھر کے تم ہو عازم
نہ اب تم میری آنکھوں سے نہان ہو — مجھے تم چھوڑ کر جاتی کہان ہو
کہا قاسم نے رو کر اے مری جان — کہ مین رکھتا ہون دلمین قصد میدان
لکھی قسمت مین ہے تم سے جدائی — کہ ہے در پیش اعدا سے لڑائی

کہا قاسم نے میرا چھوڑدیے ہات / کہ اب ہوگی قیامت کو ملاقات

اوٹھا دولہن کے دل سے ابر اندوہ / کہ موج اشک پہونچی کوہ تا کوہ

نہ تھمتے تھے کسی صورت سے آنسو / ادہر قاسم ادہر گریان وہ مہ رو

گلے مل ملکے دونون خوب روئے / کہ آب اشک سے دامن بھگوئے

کہ اتنے مین ندائے غیب آئی یہ / کہ زوج و زوجہ مین ہوگی جدائی

جہان سے اب یہہ دولہا چل بسیگا / دولہن سے پھر قیامت کو ملیگا

دولہن کہنے لگی اے میرے نوشاہ / دل پر درد سے اک کھینچ کر آہ

جیونگی جب تلک روونگی دن رات / قیامت کو کہان ہوگی ملاقات

کہا نزدیک جدّ اب کے ہونگا / قیامت کو مین وان تمکو ملونگا

کہا قاسم نے پھاڑو آستین کو / یہہ تم پہچان اپنے دل مین سمجھو

دولہن نے آستین کو اپنی پھاڑا / ہوا اہل حرم مین شور برپا

یہ بولی روکے ناموس پیمبر / کہ اے قاسم کیا یہہ ظلم ہم پر

نیا یہہ رسم دامادی دکھایا / ہمین بھی اور دولہن کو بھی رولایا

یہہ دیکھا حال جب شاہ امم نے / دو نیم اونکو کیا تیغ الم نے

کہا کرتے ہو کیا اے میرے قاسم / کہ تم ہوتے ہو گورستان کی عازم

شہیدن اسطرح لازم تمکو جانا / دولہن کو اور عزیزون کو رولانا

یہہ فرما کر ہوئی حضرت بھی گریان / کیا پھر چاک قاسم کا گریبان

سجی دستار اپنی اونکے سر پر / عطا فرمائی پھر تیغ دو پیکر

اجازت لیکے پھر قاسم سدہارے / رجز پڑہکر پھر اعدا کو پکارے

جسے آنا ہو آگے میرے آئے — دلیری آج میدان مین دکھائے
یہہ سنکر فوج سے نکلے تہمتن ۵ — غرق فی الحدید آلات آہن
علم قاسم نے کی تیغ دو پیکر — گرے اعدا کے رخم [illegible]
دی ابن سعد کو قاسم نے [illegible] — کہ [illegible] خدا [illegible]
سیہ دل خیرہ رو سر خیل کفار — بہت کافر سوا ہیں حضرت کے [illegible]
ارے ظالم جفا سے اب بھی باز آ — مع افواج کوفے کو چلا جا
پھرا لے میری جانب سے سر کین — خدا کو مانکر اے دشمن دین
نکر بے چین روح مصطفے کو — شقی کیا منہ دکھائیگا خدا کو
یہہ باتین سنکے ابن سعد بولا — ذرا پھر تو کہو تمنے کہا کیا
بقا گر چاہتے ہو جان و سر کی — کرو بیعت یزید نامور کی
تامل کو جو کچھ رہ دو تجیے گا — جدائی مفت خدا سے کیجیے گا
تب آکر غیظ مین بولے یہہ قاسم — زبان خاموش رکھ بدکیش ظالم
بگوش دل سن اے ناپاک ملت — کہ تجھپر اور تیرے سلطان پہ لعنت
سراسر اپنے حق مین زہر بویا — کہ دین کو واسطے دنیا کے کھویا
پیئے تو آب ہم و دد پیاسے — ارے مکار ذرا تو ڈر خدا سے
پیاسے ہین بہت خیمے مین معصوم — ارے ظالم [illegible]
تبہ احوال ہے اہل حرم کا — علی اصغر [illegible] کو [illegible] دم کا
دل ابن سعد کا سنکر بھر آیا — سر رخسار اشک [illegible] بہایا
اوٹھا کر سر طرف لشکر کے دیکھا — کہ قاسم ہے یہی شبیر کا بیٹا

علی کی حرب ہے پیکار اسکی — کہ ہے قہر خدا تلوار اسکی

اگر ایک ایک سے تم لڑوگے — خدا شاہد کبھی سر بر نہوگے

ہزبر بیشۂ حیدر ہے قاسم — جہاں سے جانب جنت ہے عازم

یہ تنہا سارے لشکر پر ہی بھاری — اخی کے غم میں جینے سے ہے عاری

اسے چاروں طرف سے گھیر لو تم — نشانہ اسکا تیروں کا کرو تم

بحکم ابن سعد افواج اعدا — ہوئے محصور کرنے پر مہیا

مگر ٹھہرا رہے تھے بید آسا — اکیلا کوئی لڑنے کو نہ نکلا

ہوئے جب جب سے نومید قاسم — ہوئے خیمے کی جانب اپنے عازم

وہاں سے جو وہ خیمہ پہ پہنچے — تو پایا وہیں حضرت کو روتے

کہا بیوہ کو رو کر ای جان برادر — تڑپنے روح لگی دل ہوا ہر ایک مضطر

سنی دولہن نے جب وہ لطف کی آواز — بصد شادی وہ خیمہ کیا باز

کہا آؤ یہاں تشریف لاؤ — تھے اندر وہ ہجر سے چھپا او

کہا قاسم نے کب اتنی ہے فرصت — تمہیں دیکھا بس اب ہوتا ہوں رخصت

پڑی باندھے کھڑی ہے فوج اعدا — نہیں ہے ضبط کا اب دل کو یارا

کرونگا سبکو کشتہ ظلم و کین سے — عوض لونگا اس فوج لعین سے

نہیں منظور رکھتی فرقت تمہاری — جو اسکی مصلحت بندہ ہے عاری

یعنی خدا ۱۲

یہ کہکر جب ہوئے دولہن سے رخصت — ہوا اہل حرم میں جوش رقت

سر میدان مبارز کو بلایا — ادھر سے کوئی لڑنیکو نہ آیا

پکارا پھر کے ہیبت ناک آواز — ہوا لشکر کے اوپر حملہ پرداز

کیے کشتہ ہزاروں فوج کین سے | صدا احسنت کی نکلی زمین سے

جو روئے مقصد اپنی جا پہ لایا | کوئی پھر وانسے لڑنیکو نہ آیا

پھر ابن سعد ازرق کو پکارا | کہ اسنے تو بہت لوگونکو مارا

کہ اے رستم صفت سہراب آثار | کرا تو اس جوانسے جاکے پیکار

صدا حاکم سے تو پاتا ہے انعام | کہ شہرہ ہے ترا از روم تا شام

تمام اسوقت کر تو کار قاسم | بہت مسرور ہوگا تجھسے حاکم

کہا ازرق نے اے سردار لشکر | نہین یہ بات میری حق مین بہتر

ہوا تنہا مین فوجوں سے مقابل | نہین جنگ و جدل یہ میرے قابل

کہ ہون لڑکی سی لڑکے سفت بدنام | شجاعان جہان کا یہ نہین کام

خطاب ہوکے ابن سعد بولا | کہ یہ ابن حسن سبکا ہے مولا

ترا ہے فخر اسنے جنگ کرنا | حماقت ہے خیال ننگ کرنا

کہا ازرق نے اے سردار لشکر | کہ بیٹے چار میرے ہین دلاور

مین اون چاروں سے اک کو بھیجتا ہون | کہ قاسم کی شجاعت دیکھتا ہون

ابھی یہ جاکے اوسکو مارے گا | تجھے اس فکر سے فارغ کریگا

بڑے بیٹے کو اپنے پھر بلایا | جو سمجھانا تھا سمجھایا بجھایا

کیا گھوڑا مہیا اپنے اوسکو اسوار | حوالی اوسکو کی اپنی تلوار

زرہ و درخود و فولادی پہنکر | وہ نکلا بے حیا لشکر سے باہر

سر میدان وہ گھوڑا یکہ بڑھا کر | ہوا قاسم کے اوپر حملہ آور

غضب کا وار قاسم نے بچایا | کہ وہ ملعون بہت خجلت مین آیا

ادھر قاسم نے نیزے کو بڑھا کر
کیا اک وار اوس موذی کی اوپر

وہ وار اوس نے سپر پر اپنے روکا
سنان ٹوٹی اوسے قاسم نے پھینکا

وہیں لی میان سے قاسم نے تلوار
بڑھایا رخش آگے بصد پیکار

جو یہ سامان اوس ظالم نے دیکھا
بکف شمشیر لی نیزے کو پھینکا

لگایا ہاتھ اوس نے تیغ کین کا
سپر کاٹی کٹا ہاتھ اوس حسین کا

(یعنی قاسم ۱۲)

انھوں نے لشکر حضرت سے دیکھا
کہ خون ہے ہاتھ سے قاسم کے بہتا

دو نیمہ خاک پر انکے سپر ہے
حسن کا مضطرب لخت جگر ہے

انس نے جلد لشکر سے نکلکر
سپر دی دوسری قاسم کو لاکر

سپر کو اپنے شانے پر لگایا
وہیں ٹکڑا عمامہ اپنا پھاڑا

کف مجروح کو مضبوط کسکر
بڑھے پھر آگے گھوڑے کو بڑھا کر

لعین نے بڑھکے پھر تلوار ماری
بچایا ہاتھ کہ پہونچے زخم کاری

در آیا سر کے بل گھوڑا لعین کا
ہوا پیوند موذی بھی زمین کا

نہایت موٹے سر اوسکی بڑے تھے
زمین پر بار کی صورت پڑے تھے

لیئے ہاتھ میں قاسم نے یکسر
[illegible] اوسکو اوٹھا کر

سراسر گرد میدان کے پھر آیا
کہ [illegible] کلیجا منہ تک آیا

کیا پھر اوسنے جولان اپنا گھوڑا
کہ بازو دست اوس موذی کا توڑا

نہایت بیبسی سے اوسکو مارا
کہ وہ ناری جہنم کو سدھارا

کیا قبضے میں اوسکا تیغ و نیزہ
کہا آئے جسے ہو خون کا دعوا

پیادا ازرق نے جو دیکھا حال اوسکا
تو خون آنکھوں سے مثل ابر رویا

چلا جو دوسرا تھا اوسکا بھائی
کہ قاسم سے کرونگا مین لڑائی

کہا قاسم سے تو نے اوسکو مارا
کہ جو تھا باپ کے آنکھو نکا تارا

کہا قاسم نے کر دل مین نہ وسواس
تجھے بھیجونگا تیرے بھائیکی پاس

یہ کہکر اوسکے اک نیزہ جو مارا
ہوا دل اوس شقی کا پارا پارا

برادر تیسرے نے جب یہہ دیکھا
ہوا چھلنی الم سے اوسکا سینا

اجازت باپ سے میدان کی چاہی
کہ قسمت سے ہوئی گھرکی تباہی

زبس تھی باپ کو اوس سے محبت
کسی صورت نہ دی رنکی اجازت

پر اوسنے باپ کا کہنا نہ مانا
ہوا لڑنے کو قاسم سے روانا

جو لایا درمیان بیہودہ گفتار
کیا قاسم نے نیزہ اوسکے بھی پار

شکم سے پار سوئے پشت توڑا
ہوا شکل الف ملعون کا گھوڑا

تڑپ کر گر پڑا روئے زمین پر
ہنر پر مرگ چڑھ بیٹھا لعین پر

جو پھر یہہ واقعہ ارزق نے دیکھا
بشکل ابر باران خوب رویا

سجے پشت و کمر پر سارے ہتھیار
بہت جلدی ہوا گھوڑے پہ اسوار

جو یہہ چوتھے پسر نے اوسکے دیکھا
پدر کو دست بستہ آسکے روکا

کہا اونیکو اس سے جاؤنگا مین
ابھی قاسم کا سر لے آؤنگا مین

یہ کہکر باپ سے گھوڑا اوٹھایا
جھپٹ کر سامنے قاسم کے آیا

لگا دینے برابر آسکے دشنام
کہا قاسم نے اے کمبخت ناکام

سنبھل جا روک بیہودہ زبان کو
علم کر حرب مین تیغ و سنان کو

یہ سنکر اوسنے اک نیزہ لگایا
ادہر سے ہاتھ اک قاسم نے مارا

قلم ہو کر گرا وہ نیزہ و دست — زمین پر گر پڑا گھوڑے سے خرست
سنبھل کر پھر ہوا گھوڑے پہ اسوار — گیا پھر سوئے قاسم منہ نہ زنہار
بھگایا اپنا گھوڑا سمیت لشکر — وہ فوراً مر گیا گھوڑے سے گر کر
پسر چاروں جو اوسکے کام آئے — بہت آنکھوں نے اشک خون بہائے
زمانہ تھا نظر مین تیرہ و تار — ہوا روہ ہو کے خود گھوڑے پہ اسوار
یعنی ازرق
وہ گھوڑا باد صرصر جس سے پس پا — سراپا لجۂ آہن مین ڈوبا
چلا میدان کو ہو آمادۂ جنگ — کمر مرنے پہ باندھی زیست سے تنگ
سر میدان یہہ قاسم کو پکارا — مرے چاروں پسر کو تونے مارا
کہ تھراتا تھا جسسے روم اور شام — وہ آئے عرصۂ جنگاہ مین کام
عوض بیٹوں کا دم مین تجھسے لونگا — سنبھلنے کی تجھے مہلت نہ دونگا
کہا قاسم نے اے ناپاک بدکیش — سراپا عقل کے دشمن بد اندیش
نہ غم کھا اونکا کر دل مین نہ وسواس — تجھے بھی بھیجتا ہون اون ہی کے پاس
یہ دیکھا جب کہ شاہ کربلا نے — لگے اندوہ سے آنسو بہانے
دعا کی حق سے یون ہنگام رقت — کہ اس ملعون پہ دے قاسم کو نصرت
کہ اے اونا و اعلی کے مددگار — یہ تجھسے عرض کرتا ہے گنہگار
کھڑی تھی فوج سب بہر تماشا — کیا ازرق نے اک قاسم پہ حملا
وہین قاسم نے اوس جنگی کو روکا — شقی نے سوئے قاسم جا کے دیکھا
پھر اوس ملعون کی ہنگام پیکار — سنان تیز سے بارہ کیئے وار
مگر ہر وار کو قاسم نے روکا — شقی نے اسپ کو سینے کو تاکا

شقی جب اکڑ بیت غصے مین آیا | شکم پر اسپ کے نیزہ لگایا

زمین پر گر پڑا رہوار قاسم | پیادہ یہہ ہوئے لڑنیکے عازم

امام کربلا نے جب یہہ دیکھا | وہان ابن انس کو جلد بھیجا

کہا تم لیکے جاؤ میرا رہوار | بفرط چابکی قاسم ہوا سوار

ہوئے قاسم جو راکب پشت زین پر | کیا اک وار بڑھکر اوس لعین پر

مگر ازرق نے بھی حملہ وہ روکا | سنبھل کر اسکے تیغ کین کو کھینچا

گھسیٹی پھر تو قاسم نے بھی تلوار | کہ جو تھی عیندرت برق شرربار

گرج کر رعد کے مانند اکبار | کہا قاسم نے اے غدار مکار

کہ اس میدان مین شیرانہ لڑائی | جسے چاہے خدا دے اب بڑائی

جو دیکھی دست قاسم مین وہ تلوار | لگا کہنے وہ تب سرخیل کفار

ہزار اسکے دیے تھے مینے دینار | یہ آب زہر سے بالکل ہے سرشار

یہہ ہے کیونکر تمہارے ہاتھ آئی | کہا مینے ترے بیٹے سے پائی یہہ

تجھے شربت اسی شمشیر سے دون | اوسیکی پاس مین تجکو بھی بھیجون

کہا قاسم نے ہو ہشیار بے دین | کہ گرتا ہے ترے رہوار کا زین

سوئے زین جبکہ اوسنے منہہ کو موڑا | بڑھا کر اوسطرف قاسم نے گھوڑا

حسام تیز سے اک ہاتھ مارا | ہوا کھیرے کیصورت وہ دوپارا

بن سعد اپنے لشکر کو پکارا | مٹا نام و نشان ازرق کا سارا

ہوئے اوس رخش پر اسوار قاسم | ہوئے خیمے کی جانب اپنے عازم

چچا کے گر پڑے پاؤن پہ قاسم | بجالائے اطاعت کے لوازم

اگر ملتا مجھے اک گھونٹ پانی ۔ دکھاتا پھر دوبارہ جانفشانی
کہا حضرت نے سن اے میرے جانی ۔ تجھے ساقی کوثر دینگے پانی
بہت نزدیک تم اوسنے ملوگے ۔ برابر جام کوثر کے پیوگے
پریشان حال ہین مادر تمہاری ۔ نہایت کر رہی ہین آہ و زاری
ذرا خیمے مین اونکے پاس جاؤ ۔ جمال دلربا اونکو دکھاؤ
وہانسے خدمت مادر مین آئے ۔ وہ زانوسے دولھن کو تھین لگائے
یہہ کہتی تھین کہ اے میرے جگربند ۔ کہان ڈھونڈہون تجھے اے میرے فرزند
دولھن تیری ہے از بس زار و نالان ۔ اوہر مین مثل سنبل ہون پریشان
تشفی آکے مادر کی کرو تم ۔ دولھن گریان ہے ہمرہ لیجاؤ تم
بہم رہتی تھین اور کرتی تھین یہ بین ۔ کہان پاؤن تجھے اے قرۃ العین
کیا قاسم نے مان کو جھک کے مجرا ۔ جمال عالم آرا جبکہ دیکھا
ہوئین آنکھین منور مثل یعقوب ۔ بلائین لین کہا اے میرے محبوب
بس اب میدان مین لڑنیکو نہ جاؤ ۔ گلے سے اپنے دولھن کو لگاؤ
دولھن اوربان تھین گریان صورت ابر ۔ کہا قاسم نے خالق دے تمہین صبر
نہین ہے آپکی فرقت گوارا ۔ نہ وان جاؤن نہین ہے یہ بھی یارا
پڑا چارونطرف خیمے مین کہرام ۔ کہا مادر نے اے میرے دل آرام
نہین کہتی کہ میدان کو نہ جاؤ ۔ تشفی کچھہ دولھن کو دیتے جاؤ
کہا قاسم نے مین مضطر کہون کیا ۔ انھین اور آپ کو خالق کو سونپا
یہ کہکر جب چلے خیمے سے قاسم ۔ کہا شبیر سے جاتا ہے خادم

پڑی تسلیم حضرت وا زبان کی — اوٹھائی باگ اسپ خوش عناں کی
نظر ابن زیاد آیا بعد فر — لیئے ہے اک علم نا بین لشکر
تہ رایت بن سعد لعین ہے — کہ بیشک دشمن دین مبین ہے
یہ چاہا اس علم کو مین گراؤن — ابھی جا کر بنائے کفر ڈھاؤن
ارادہ کر کے یون گھوڑا اوٹھایا — بجول اسد قریب لشکر آیا
پیادون نے انھین رستے مین روکا — بحسب حکم حاکم بڑھ کے ٹوکا
پیادونسے لگی ہونے لڑائی — بس اتنے مین سوارونکی بن آئی
کیا تیر و سنان سے اوسپہ باران — محاصر ہر طرف غول سواران
علم قاسم نے بھی کی اپنی شمشیر — کیا دو اوسکو جو آیا اودہر تیر
پیادے تیس ۳۰ اور پنجاہ اسوار — کیے قاسم نے دم کے دم مین فی النار
پھر اسکے بعد وان مین یون سمائی — بگڑ جائے نہ شاید یہہ لڑائی
کسی صورت نکلجاؤن یہان سے — کہ جیسے تیر جاتا ہے کمان سے
ادہر قاسم نے مرکب کی عنان لی — اودہر اون سب نے کاندھی سے کمان لی
کیا گھوڑے پکھا نکے تیر باران — بہا بہ رونی زمین پر خون کا عمان
تڑپ کر جب گرا گھوڑا زمین پر — گرے ظالم حسن کے مہ جبین پر
اک ابن سعد نے نیزہ جو مارا — کہ جس سے ہو گیا دل پارا پارا
جگر کو توڑ کر نکلا پس پشت — فزون تھا سی ۳۰ ارش سی بھی وہ یکمشت
لگے تھے زخم بست و ہفت تن پر — ہجوم فوج تھا اوس صف شکن پر
زمین پر جب گرا وہ پشت زین سے — لہو جاری تھا اندام حسین سے

اوسی حالت مین حضرت کو پکارا	کہ خادم جانب جنت سدھارا
ہوئے شبیر سا یک پشت زین پر	تو پہونچے دم مین لاش نازنین پر
پیادو نکو سوار و نکو ہٹایا	غریق خاک و خون قاسم کو پایا
چلا جب شیث ابن سعد بڑہکر	کہ قاسم کا لیگا کرکاٹ یون سر
وہین حضرت نے اک تلوار ماری	کہ دو ٹکڑے ہوا وہ شیث ناری
پھر اوسدم قاسم خستہ جگر کو	خدا کے راہ کے ہان راہبر کو
اوٹھا لائے در خیمہ تلک شاہ	بگر کرتے ہوئے رنج و بکا آہ
ابھی باقی تن قاسم مین جان تھی	کہ اوسنے خود بخود آنکھ اپنی واکی
تو دیکھا ہے چچا کی گود مین سر	عروس نو کھڑی ہے اور مادر
چچا رخسار پر دیتے ہین بوسے	نہایت مضطر و بیتاب ہوکے
عروس نو بھی اور مادر بھی میری	بحدّی کر رہین ہین آہ وزاری
ہنسے ان سبکو قاسم دیکھکر ہان	خدا کو سونپیا نقد خالص جان
ہوا یہ واقعہ جو ہین ہویدا	اوٹھا خیمے سے شہ کے شور و غوغا
ہوئی سب اہل بیت شاہ گریان	کیا مادر نے حال اپنا پریشان
عروس نو نے لیکر خون اوسکا	سر و رو پر ملا اپنے اوسی جا
پڑہا پھر قطعہ یہہ با آہ و افغان	نہایت ہوکے مضطر اور گریان

قطعہ فارسی

بیدلانے کہ یار شان باشد	سرخروئی بخون یار کنند
نو عروسان شوہر کشتہ ولی	سر و پا انچنین نگار کنند

شہادت ابی بکر برادر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

بیان کرتا ہے راوی اسطرح اب
بگوش دل سنین اہل غراسب

کہ جسدم پائی قاسم نی شہادت
گیا وہ جانب گلزار جنت

ابو بکر بن شیر الٰہی
دلاور صف شکن مرد سپاہی

حسین ابن علی کے پاس آیا
سر تسلیم کو آگے جھکایا

کہا اے بھائی دیجے مجکو دستور
کہ جاؤن سوئی میدان حسب دستور

عوض لون بھائیونکا قرونسے
کرون قتل انکو قاتل ان کا نکلے

برادر سے کہا یون شاہ دین نے
چلے جاتے ہو تم اک ایک یانسے

مجھے کس پر یہان چھوڑا ہی تمنے
خدا کو مجکو کیا سونپا ہے تمنے

ابو بکر بہادر نے کہا ہان
یہی مدت سے میرا قصد تھا ہان

کرون خدمت سے حاضر کوئی تحفا
ولی لایق تمہارے کچھ نہ پایا

مگر امروز نقد جان سے بہتر
نہین ہے کوئی تحفہ ای برادر

نثار خادمان کرتا ہون سو اب
اگر میدان کی رخصت مجکو دو اب

غرض شہزادہ رخصت لیکے شہ سے
گیا میدانکی جانب جنگ کرنے

امیر المومنین نے دین دعائین
قضا نے آکے لین اوسکی بلائین

لڑا جا کر لعینو نسے وہ جرّار
مثال برق چمکی اوسکی تلوار

گرے وہ جس لعین کی کشت جانپر
جلایا اوسنے اوسکو بنکے اخگر

صف دشمن ہوئی یکبار برہم
نہ لایا کوئی تاب جنگ رستم

غرض پھر آپ بھی باغ جنانسے
سدھارا سوئی جنت عز و شانسے

لکھا ہے تن پر اوس جرار کی بان　　لگے تھے بست و یک بس زخم خندان
قدامہ موصلی تھا اوسکا قاتل　　بلاشک وہ شقی تھا اوسکا قاتل

شہادت عمر بن علی رضی اللہ عنہ

عمر ابن علی پھر بعد اوس کے　　گیا کفار سے میدان مین لڑنے
بہت کی اونسے بھی جنگ و جدل وان　　ہزارون ہی کیئے کفار بیجان
وہان تھی کافرونکی چونکہ کثرت　　پیا پھر آپ بھی جام شہادت

شہادت عثمان علی رضی اللہ عنہ

پھر اوس کے بعد عثمان علی آئے　　ہنر اپنے جوانمردی کے دکھلائے
اجازت لی حسین ابن علی سے　　گیا میدان کی جانب جنگ کرنے
لعینونسے لڑا رستم کیصورت　　گیا راہی جہان سے دم کیصورت
یزید پر دغا نے بنگئے قاتل　　گیا عثمان کو جنت مین داخل
غرض شمع حیات آن دلاور　　ہوئی باد اجل سے گل سراسر

شہادت عون ابن علی رضی اللہ عنہ

پھر اوس کے بعد عون ماہ سیما　　کہ تھا شیر خدا کا وہ بھی بیٹا
نہایت خوبصورت پاک نیت　　بہادر با مروت نیک سیرت
حسین پاک کے نزدیک آیا　　کہا پھر بھائی سے یہہ بے محابا
مبارزگر طلب کرتا ہون جاکر　　تو اوسمین دیر ہوتی ہے سراسر
مجھے جلدی ہے مارون کافرونکو　　جہنم مین کرون داخل سبھونکو
اجازت دو مجھے میدان کا بھائی　　کرون ان کافرونسے مین لڑائی

کہا اے بھائی لشکر کا عدون کا ۔ نظر آتا ہے مجکو تو بہت سا
کہا عون دلاور نے کہ ایشاہ ۔ نہین شیر ژیان کو خوف روباہ
یہ کہکر باگ لی گھوڑیکی اپنے ۔ گھسا قلب سپہ مین عون جا کے
لکھا ہے ابن احجار شقی سے ۔ لیا گھیر اوسکو اوس موقع پر آ کے
تھی ہمرہ دو ہزار اسوار و پیادہ ۔ کیا اون سب نے ملکر اوسپہ حملہ
یعنی ہمراہ ابن الاحجار ۱۲ ۔ کہ بر عون علی ۱۲
غرض عون علی نے کھینچ تلوار ۔ بھگایا سامنے سے سب کو یکبار
ہالنے پھر کے آیا شاہ دین پاس ۔ حسین ابن امیر المومنین پاس
یعنی شیر خدا ۱۲
حسین ابن علی نے آفرین کی ۔ کہا پھر بعد اوسکے یہ سخن بھی
ہوا اے بھائی تو زخمی سراسر ۔ چلا جا اسگھڑی خیمے کے اندر
ہین جتنے زخم اونکو باندہ کر تو ۔ دل مضطر کو کچھ آرام دے تو
کہا پھر عون نے شہ سے برادر ۔ قسم ہے تجکو اپنے جد کی دم بھر
لڑائی سے مجھے اب باز مت رکھ ۔ تشنا ہونے دے تو ناساز مت رکھ
قریب مرگ ہو نین تشنگی سے ۔ نہایت تنگ ہون اس زندگی سے
بلاتے ہین مجھے ساقی کوثر ۔ کہ پی آکر شراب پاک و اطہر
مجھے تجھی ہے یہی اے بھائی منظور ۔ ہون آب پاک جنت سے مین مخمور
کہا پھر شاہ دین نے اوس سے یکبار ۔ منگا اسدم سواری کو جو رہوار
کہ اپنی زندگی مین شیر حق نے ۔ سواریکو دیا تھا تیری سج کے
غرض تیار ہو کر آیا رہوار ۔ ہوا اسوار اوسپر عون جرار
گیا میدان کی جانب وہ دلاور ۔ عدو کانپے مثال بید تھر تھر

غرض صالح بن سیار نے جو
نظر بھر کے جو ہین دیکھا جری کو

ہوا وہ کینۂ دیرینہ تجدید
عداوت کو سبب کی تھی یہ تمہید

کہ ایام خلافت مین علیؑ سے
عدالت مین جو سرشار اوسکو لائے

کہا عون جری سے مرتضےؑ نے
لگا اُسّی تو اسکو آج کوڑے

کہ تا از حق تعالے مزد یابی
رسول پاک بھی ہون تجھسے راضی

پدر کے حکم سے عون جری نے
لگائے اوس کے پس ہشتاد کوڑے

نہان تھا اوسکی سینے مین وہ کینا
اوٹھا لڑنے کو صالح بے محابا

دئی عون جری کو لاکھون دشنام
ہوا غصے یہہ شاہ نیک فرجام

گرایا ایک طعن نیزہ مین ہان
اوسی گھوڑے سے نیچے گر کے بیجان

(یعنی صالح را ۱۲)
پھر اوسکا بھائی آیا بد رنا سے
اوسے بھی مار ڈالا دم مین جسنے

پھر اوسکو گھیر کر اون کافرون نے
(یعنی عون را ۱۲)
گیا جنت کو راہی اس جہان سے

شہادت عبد اللہ و جعفر پسران جناب امیر علیہ السلام

پھر اوس کے بعد عبد اللہ و جعفر
یہہ دونون بھی سے تھے ابن شاہ صفدر
(یعنی جناب امیر ۱۲)

اجازت لیکے شہ سے لڑنے آئے
(یعنی از امام حسین ۱۲)
شجاعت کے جو فن تھے سب دکھائے

لکھا ہے یہہ کہ عبد اللہ جری نے
صد و ہفتاد کافر جانسے مارے

کیا ہانی لعین نے قتل اوسکو
(بن توبیب حضرمی ۱۲)
گیا دنیا سے جنت کو وہ خوش ہو

گیا جعفر نے بھی اک کارنامہ
جہاں سے وہ بھی جنت کو سدہارا

حال شہادت حضرت عباس علمبردار بن علی رضی اللہ عنہ

پھر اوس کے بعد عباس دلاور
کہ تھے شہ کے علم بردار لشکر

کٹی جب رن مین بھائی بند سارے — پیاسے تلملاتے غم کے مارے
تو روئے صورت شمع شبستان — کیا مثل سحر ٹکڑے گریبان
علم کو لیکے آئے پاس شہ کے — ہوئے گریہ کنان یہہ بات کہکے
علمدار کو قیامت پڑ گئی سب — اجازت دو مجھے لڑنیکی شہا اب
امام پاک دین نے اوس سے رو کر — کہا اسطرح سے بس اے برادر
نشانہ پھرے لشکر کا تو تھا تو — اگر لڑنے کو اسدم جائیگا تو
جماعت میری ہو ویگی پریشان — تو ہی ان سب کا تھا جانی نگہبان
کہا عباس نے اے شاہ دوران — فدایت باد نقد گوہر جان
تنگ آیا ہے دل دنیا سے میرا — دیے ہین کافرون نے رنج صدہا
یہہ ہے منظور انسے لیجیے داد — ز تیغ انتقام اب کیجیے برباد
کہا شہ نے جو یہہ ہے تمکو منظور — تو دیتا ہون مین تمکو اب یہہ دستور
کہ جا کر سوئے میدان تم بہ عجلت — کرو اس قوم سے اول تو حجت
کہون جو تمسے مین تم وہ ہی کرنا — قدم باہر نہ اس مرکز سے دہرنا
اگر مانین نہ کہنا وہ تمہارا — تو پھر اونسے لڑائی خوب کرنا
گئے پھر چند کلمے شاہ دین سے — اجازت دی پھر اوسکو راضی ہوکے
لکھا ہے یہہ کہ عباس دلاور — جو پہونچا حرب کے میدان مین جا کر
کہا اے قوم یہہ سبط پیمبر — پیمبر وہ جو ہین مقبول داور
صفت مین جنکی یہہ اشعار تر ہین — نہین یہہ شعر تر سیلاب گوہر ہین

غزل نواب احمد حسین خان عرف اچھے صاحب متخلص

بجوشش اوستاد مصنف کتاب ہذا

خدا ہے مرتبہ دان محمدؐ — بشر کیا ہو ثنا خوان محمدؐ

دو عالم مین ہین ممتاز و سرفراز — محب آل و یاران محمدؐ

وسیلہ مغفرت کا ہاتھ آئے — اگر پا جاؤن دامان محمدؐ

علی و فاطمہ شبیر و شبر — سر و چشم و دل و جان محمدؐ

شب معراج مین پہنچا ہے کسجا — فدائے رفعت شان محمدؐ

اگر ہو چشم حق بین تو بعینہ — خدا کی شان ہے شان محمدؐ

اگر سو بار مین مر کر جیون گا — کہونگا جوشش قربان محمدؐ

بہت تمسے کہتا ہے اب اسد ہم — کہ مارے تمنے میرے خویش و ہمدم

مگر اب دو مجھے (یعنی حسینؑ) تم اسقدر آب — کہ ہون اطفال و عورات اوس سے سیراب

کہ اونکی تشنگی کچھ ہو وے کمتر — رہین زندہ نہ جائین جانسے مر

اجازت دو مجھے بھی پھر دو اور — کہ جو باقی ہین اطفال اونکو لیکر

چلا جاؤن مین سوئے ہند پر غم — رہو تم سب عرب مین شاد و خرم

ازان پس شرط کرتا ہون مین یہہ بھی — کہ فردائے قیامت مین تمہاری

کہونگا کچھ شکایت مین نہ رب سے — نہ احمدؐ مجتبےٰ شاہ عرب سے

تمہارے فعل مینے رب کو سونپے — جو چاہے وہ کرے حقمین تمہارے

جو عباس دلاور نیک فرجام — بیان سب کر چکے یہہ شہ کا پیغام

اوٹھا فوج لعین سے شور و غوغا — ہوئے خاموش کچھ کفار اوسجا

سنائین گالیان اکثر نے یکسر — پشیمان ہو گئے بعضے ستمگر

کہا شمر لعین و شیث ربعی
لگے کہنے کہ اے عباس ضیغم
اگر روئے زمین کے چاہ و دریا
تو ہم تمکو نہ دین یک قطرۂ آب
کرو بیعت امیر شام سے گر
غرض عباسؑ کر سخت حیران
سنا تھا جو کہا سلطان دین سے
جھکایا سر کو اپنے ہوکے حیران
کہ ناگہ خیمے سے فریاد اوٹھی
غرض زاری اہل بیت سنکر
اوٹھا کے مشک لیکر اپنا نیزا
کہا جاتا ہون یا لاتا ہون آب
لکھا ہے یہہ کہ عباس جری نے
موکل دو ہزار اسوار جو تھے
اونھون نے لگے اس غازیکو چلا
یعنی عباس ۱۲
کہا عباس نے تم ہو مسلمان
کہا سب نے کہ ہم سب ہین مسلمان
کہا عباس نے پھر اونسے یکبار
کہ دنیا کو سگ و خوک و دد و دام

سیم حجر بن الحجار شامی
یہہ کہہ بھائی سے اپنے جا کے اسدم
یعنی امام حسین ۱۲
تصرف مین ہمارے ہو وین شاہا
بلا سے تشنگی سے ہو جو بیتاب
تو ہم پانی تمھین دیوین منگا کر
وہانسے آئے پیش شاہ شاہان
یعنی حضرت امام حسین
غرض سنکر امام المتقین نے
ہوئی پھر مثل شمع بزم گریان
صدائے العطش تا چرخ پہنچی
ہوئے بے صبر عباس دلاور
چلے لینے کو پانی سوئے دریا
نہین ہوتا ہون بجز خون غرقاب
جو جاہا جاؤن دریا کی کنارے
اور اتنے ہی مقرر تھی پیادے
یعنی دو ہزار ۱۲
دریا جانے نہ سوئے آب دریا
و یا کافر کہو سچ سچ اب اس آن
یقین لاؤ نہین کچھ اسمین بہتان
مسلمانی یہین کب ہے یہہ سزاوار
یہان بیٹھے ہین پانی صبح او شام

کوئی اونکا نہین ہوتا مزاحم — کوئی اونکا نہین بنتا ہے حاکم
محمد مصطفیٰ کے سب جگر بند — علی شیر خدا کے پیارے فرزند
رہین اس آب سے محروم ہیہات — مسلمانی یہہ کیا ہے اور کیا بات
نہین ہے تشنگی حشر کا ڈر — جو تم پانی نہین دیتے منگا کر
فرات اوپر رہا کرتے ہو دن رات — بسر کرتے ہو اس جا اپنی اوقات
مگر از تشنگان کربلا تم — نہین رکھتے خبر اتبک ذرا تم
نگہبان فرات ایسے سخن سن — ہوئے برہم نہایت سرکوبس ہون و
لکھا ہے پانسو کفار بڑھ کر — ہوئے عباس پر بس حملہ آور
سپر کو منہ پہ رکھا اوس جری نے — لیا ہاتھون مین نیزا اوس جری نے
کیا حملہ لعینون پر پھر اوسدم — کئے ہشتاد بس مقتول اظلم
رہے تھے جسقدر باقی وہ بھاگے — نہ آئے سامنے ہرگز نہ آئے
غرض جب تک سوار آئین وہان پر — بنا یہہ شیر دریا کا شناور
کہا ان مین سوارون نے پھر آکر — کیا پھر قصد لڑنے کا مکرر
نکلکر آب سے عباس سرور — سوار و نیر ہوئے پھر حملہ آور
لکھا ہے خوف تیغ و نیزہ سے سب — نہ ٹھہرے پھر فراری ہو گئے سب
دگر بار آپنے پھر گھوڑا اپنا — بعجلت اوسکے گھوڑی دریا مین ڈالا
ہزار اسوار نے یکبار آکر — کیا پھر آپ پر حملہ سداسر
فرات اندر ہتک کرا اپنا نیزا — میانسے تیغ کو یکبار کھینچا
نکلکر آب دریا سے یکایک — ہوا پھر حملہ آور وہ بلاشک

یعنی عباس ۱۲

غرض جس سمت کرتا تھا رخ اپنا ۔ فراری ہوتی تھی میدان سے اعدا
غرض جبتک وہ آئیں پاس اسکے ۔ اوتر کر اسپ سے یکبار اسنے
(یعنی سوار ۱۲)
کیا پر آب سے مشکیزہ اپنا ۔ یہ چاہا پیجئے پانی ذرا سا
خیال تشنگی شاہ مردان ۔ لحاظ تشنگی خورد طفلان
جو آیا دل مین تو پانیکو پھینکا ۔ نہ چکھا اوس جری نے ایک قطرا
ہوا سوار گھوڑے پہ وہ دلاور ۔ رکھا مشکیزہ کاندھے پر اوٹھا کر
سوار و پیادہ نے آکر سر راہ ۔ لکھا ہے اوسکو گھیرا اور ناگاہ
لگا لڑنے جری بھی اوسنے یکبار ۔ نکالی میانسے تیغ شرر بار
کہ ناگہ نوفل بد بین نے آکر ۔ لگائی تیغ عباس جری پر
(بن ارزق ۱۲)
جدا تن سے ہوا جو ہاتھ دہنا ۔ تو دست چپ پہ مشکیزہ کو رکھا
لکھا ہے دست چپ بھی اوسکا کاٹا ۔ نہ آیا کافرونکو رحم اصلا
اوٹھا کر دانتوں سے اوسنے یکایک ۔ رکھا کاندھے پہ مشکیزہ بلا شک
لگا اک تیر مشکیزے پہ آکر ۔ ہوا سوراخ بس اوسمین سراسر
غرض اوس مشک مین تھا جسقدر آب ۔ بہا وہ مثل اشک چشم تر آب
زبان حالی سے عباس باوفا نے ۔ یہ کیا حکمت ہے اے خالق بتادی
کہ ہمسے تشنگان کو آب دریا ۔ ذرا سا بھی نہیں ملتا ہے اصلا
مگر از غیب می آمد ندا این ۔ نہ آب بحر را بہر خدا بین
ترے ہے واسطے تیار شربت ۔ بہت شیرین میان باغ جنت
لکھا ہے یہ کہ عباس جری نے ۔ بہت کاری جو کھائی زخم دو تھے

گرا گھوڑے سے بس او فتادہ آسا
سنی آواز جو یہہ شاہ دین نے
حسین پاک نے اک آہ کھینچی (یعنی امام حسین ۱۲)
کہا میری کمر اس وقت ٹوٹی
پڑھا پھر شعر تازیہ شاہ دین نے (یعنی حسین گفت ۱۲)
برفت آن ماہ من بیچارہ گشتم
محمد بن انس تھا اعدا مین موجود
سنی آواز عباس دلاور
پیادہ ہی گیا عباس کے پاس
جو دیکھا اوسنے ایسا حال اوسکا
لکھا ہے یہہ کہ عباس دلاور
سوار و پیادہ سے یکبار آ کر
لڑا یہہ بھی بہادر کا مرو سے
شہیدان دگر مین ملگیا بہم
رہے اب شاہ باقی اور سہ فرزند
علی اکبر علی اصغر دلاور
جو دیکھا شاہ نے یار و برادر
کیا پھر آپ لڑنے کا ارادا
گرا قدمون پہ حضرت کے اوسی دم

کہا اے بھائی لے بھائی کو جلد آ
تو سمجھو پاس پہنچو وہ پدر کے
زمین کربلا ہیبت سے کانپی (یعنی نزد علی علیہ السلام)
بہت مدت کی ہمراہی تھی چھوٹی
غم عباس مین آلودہ ہو کے
ز کوئے خوشدلی آوارہ گشتم
جو دیکھا شاہ کو اوسنے غم آلود (یعنی امام حسین را ۱۲)
ہوا صدمہ اوسے بس حد سے بڑھکر
پڑا تھا خاک و خون مین وانپہ عباس
ہوا گریہ کنان وہ شمع آسا
گیا جنت سے دنیا کو سفر کر
کیا حملہ محمد بن انس پر
کیئے پھر سبنے ملکر اس کو ٹکڑے
جنان کو پاسنے احاصل کیا یہہ
مین اونکی نام کرتا ہون قلم بند
دگر زین العبا بیمار و بے پر (یعنی زین العابدین ۱۲)
نہین باقی رہے کوئی یہان پر
علی اکبر نے جو یہہ حال دیکھا
کہا اے سرور و سردار عالم

نہ ہوگا مجھسے یہہ جو ایک لمحا ‏ رہوں بے تیرے میں دنیا میں تنہا
مجھے مت چھوڑ تنہا ظالموں مین ‏ نہیں ہے رحم اصلا ظالموں مین
خدا کا واسطہ اتنا کرم کر ‏ کہ میں بھلے تصدق ہوں تجھپر
یہہ سنکے بیٹیاں اور بہنیں شہ کی ‏ نکل خیمے سے آئیں کرتی زاری
کیا مادر نے اوس کے حال ابتر ‏ بہائے چشم سے اشکوں کے گوہر
علی اکبر کے قدموں پر گریں سب ‏ کہا ہرگز نہ جا لڑنے کو تو اب
نہ تھے راضی شہ دنیا و دین بھی ‏ ہوئے مانع امیر المومنین بھی
علی اکبر بہت کرتے تھے (یعنی حسین ۱۲) زاری ‏ پدر کو دیتے تھے (یعنی حسین ۱۲) سوگند رب کی
غرض جب کی علی اکبر نے ہٹ خوب ‏ ہوئے ناچار تب شاہ خوش اسلوب

شہادت علی اکبر

مبارک ہاتھ سے ہتیار باندھے ‏ ازاں پس ہاں زرہ جوشن پہنائے
کمربند شہ مردان جرار ‏ کمر پر اوسکے باندھا شہ نے یکبار
پھر اپنے ہاتھ سے (یعنی علی ۱۲) فولادی مغفر ‏ علی اکبر کے رکھا شہ نے سر پر
عقاب اک اسپ کا تھا نام نامی ‏ روش میں تھا وہ گھوڑا جیسے بجلی
علی اکبر ہوئے اسوار اوسپر ‏ بصد شان و بصد شوکت بصد فر
لکھا ہے اوسکی بہنیں اور مادر ‏ رکاب اور باگ سے لپٹیں برابر
بجائے اشک آنکھوں سے یکایک ‏ لہو کے قطرے برسائے بلاشک
کہا شہ نے اوٹھاؤ ہاتھ اس سے ‏ خدائے آسمان ہی ساتھ اسکے
یہہ رکھتا ہے سفر عقبے کا درپیش ‏ عبث ہوتے ہو تم سب آہ دلریش

علی اکبر غرض ہو سب سے رخصت — گیا میدان کی جانب بہ عجلت

بیان کرتا ہے اب اسطرح راوی — تھی اٹھارہ برس کی عمر اوسکی

علی اکبر جوان کیا ہیرو تھا — پیمبر سے مشابہ مو بمو تھا

غرض پہنچا جو میدا مین وہ مہرو — شدہ میدان منور از رخ او

عمر سعد لعین کے اہل لشکر — ہوئے دیکھ اوسکو حیران او ششدر

کہا یہ کون ہے بتلاؤ ہمکو — جو اس سے لڑنیکو لائے ہو ہمکو

ہٹانا ایسی صورت کا نہین خوب — جوان اس سا نہین ہے بر زمین خوب

عمر سعد لعین نے پھر کے دیکھا — عقاب اوپر جو بس اسوار پایا

کہا شبیر کا بیٹا بڑا ہے یہ — یہی ہمشکل محبوب خدا ہے

روایت مین ہے آیا اسطرح یہ — نہین ہے جھوٹ اسمین ایک تل بھر

کہ اشراف مدینہ گاہ بیگاہ — پیمبر کی جنھین تھی دید کی چاہ

اکھٹا ہو کے آتے تھے وہ اشخاص — علی اکبر پہ کرتے تھے نظر خاص

دلونکو اونکی (یعنی اشراف مدینہ) ہوتی تھی تسلی — کہ گویا شکل پیغمبر کی دیکھی

جو ہوتا تھا کبھی یہ شوق پیدا — مدینے والونکے دلمین بہت سا

کلام احمد کے ہم کانو سے سنلین — علی اکبر کی تو سنتے تھے باتین

علی اکبر جوان تھا مہر رخسار — شجاعت مین علی کی شکل جرار

گیا میدانمین جولان او شور ہوا — مبارز کا ہوا پھر وہ طلبگار

نہ نکلا کوئی کافر جنگ کرنے — لگے سب اپنے دلمین اوس سے ڈرنے

علی اکبر پھر آخر ہو کے ناچار — گھسا کفار کے لشکر مین یکبار

لکھا ہے میمنہ اور میسرہ سے ۔ اوٹھا شور قیامت حرب شہ سے
کیے قتل اسقدر کفار اوسنے ۔ کہ عاجز ہوگئے سب دشمن اپنے
علی اکبر پھر آئے پاس شہ کے ۔ کہا مارا ہے مجھکو العطش نے
کسی صورت مجھے پانی پلاؤ ۔ نہیں کھنچتے سے میرے ہاتھ اوٹھا
اگر ملتا مجھے پانی ذرا سا ۔ تو دم میں کافرونکو مار لیتا
ولیکن کیا کروں ہیہات ہیہات ۔ کہ ساری تشنگی نے کھوئی ہے بات
بلا کر شاہ نے نزدیک اپنے ۔ لکھا ہے خاک جھاڑی اوسکے رو سے
رسول پاک کی پھر اک انگوٹھی ۔ علی اکبر کے منہ میں شہ نے ڈالی
اوسے چوسا علی اکبر نے جسدم ۔ تو اوسکی تشنگی وہ ہوگئی کم
دگر بارہ گیا میدان کو جرار ۔ مبارز کا ہوا پھر وہ طلبگار
عمر سعد لعین نے ہوکے مضطر ۔ کہا طارق سے جا اس سے جدل کر
رقہ کی اور موصل کی حکومت ۔ تجھے حاکم سے لے دونگا بمنت
(یعنی از پسر زیاد ۱۲)
کہا طارق نے ڈرتا اس سے میں ہوں ۔ کہ فرزند رسول اللہ کو ماروں
اور اس وعدیکو پھر اے یار اپنے ۔ کرے ایفا مبادا تو نہ مجھسے
قسم کھائی عمر سعد لعین نے ۔ کہا ایسا نہ ہوگا یار مجھسے
اگر شک ہے تو لے میری انگوٹھی ۔ نگہ رکھ پاس اپنے تجھکو دیدی
انگوٹھی لیکے طارق ہوگیا شاد ۔ برائے جنگ پائی پیش بنیاد
غرض میدان میں آکر اوسنے نیزا ۔ علی اکبر پہ جو یکبار مارا
علی اکبر نے اوسکا رد کیا وار ۔ جڑا سینے پہ نیزا ہوگیا پار

گرا گھوڑے سے طارق چرخ کھا کر
سمون کے نیچے اوسکو ایسا روندا
عمر بن طارق اوسکا بیٹا آیا
پسر دیگر پھر اوسکا لڑنے آیا
پدر کو اور برادر کو جو دیکھا
جلا غصے سے لعین مانند اخگر
اوٹھا کر گھوڑے کو میدان مین آیا
بڑھا کر ہاتھ کو سوئے گریبان
کیا یہہ قصد گھوڑے سے گرا دون
علی اکبر نے ہاتھ اپنا بڑھا کے
کہ دم گھٹ کر ہوا اوسکا فنا بس
علی اکبر نے پھر تو قاش زین سے
اوٹھا لشکر سے پھر تو شور و غوغا
لعینون پر ہوئی وہشت وہ طاری
عمر سعد لعین نے خوف کھایا
کہا تو جا کے لڑ اس نوجوا سنے
غرض مصراع نے نزدیک آکر
(یعنی بن غالب ۱۲)
علی اکبر نے از تیغ دو پیکر
جو ہی مصراع نے چاہا کہ تلوار

علی اکبر نے تب گھوڑا اوٹھا کر
کہ سرمہ ہو گئے سب پس کے اعضا
علی اکبر نے لڑ کر اوسکو مارا
کہ طلحہ نام تھا اوس پر جفا کا
کہ اک دم مین علی اکبر نے مارا
ہوا آشفتہ دل وہ شکل اژدر
قریب شاہزادہ جب وہ پہنچا
علی اکبر کو کھینچا اوسنے بس ہان
پھر اس کے سر پہ اک تلوار مارون
پکڑ لی اوسکی گردن اسطرح سے
وہ دنیا سے جہنم کو گیا بس
زمین پر نعش کو پھینکا اوٹھا کے
قیامت ہو گئی اک رن مین برپا
بہت نزدیک تھا سب ہون فراری
بن غالب کو پاس اپنے بلایا
(یعنی مصراع ۱۲)
کہ یہہ زندہ نہ جانے پائے یا سنے
لگایا نیزا ہمشکل نبی پر
قلم نیزا کیا اوسکا برابر
میاں سے کھینچکر مارو ہمین یکبار

علی اکبر نے حق کو یاد کر کے   درود مصطفےٰ اوسدا کر کے
جڑی سر پر لعین کے ایسی تلوار   بنا مصراع سے وہ بیت اشعار
گرا گھوڑے سے وہ ہو کر زمین پر   گیا دوزخ کو دنیا سے سفر کر
ہوا لشکر مخالف کا ہراسان   علی اکبر کی جرات دیکھکر ہان
عمر سعد لعین نے ہوکے پر غم   بلایا ابن نوفل کو او سید م
ہزار اسوار دیکر اوسکو جرار   کیا میدان انکو رخصت اوسنے یکبار
پھر اوسکے بعد محکم کو بلایا (بن طفیل ۱۲)   ہزار اسوار دیکر اوسکو بھیجا
گیا ان سب نے حملہ شہ پہ جاکر   علی اکبر نے ان سبکو بھگا کر
لکھا ہے تا بہ قلب جیش پہنچا شہ (یعنی پر علی اکبر ۱۲)   کیا پھر سیکڑونکو قتل او سجا
پڑا لشکر مین ملعونونکی اک شور   ہوئے عاجز جو تھے کفار منہ زور
علی اکبر وہانسے پھر کے ناچار   پدر کے پاس آئے اپنے یکبار
کہا شدت ہے ایسی تشنگی کی   کہ نکلی جاتی ہے منہ سے زبان بھی
کہا حضرت نے اے جان پدر تو   نہ کھا غم تشنگی کا اسقدر تو
کہ آب حوض کوثر سے تو واللہ   بہت سیراب ہوگا حسب دلخواہ
علی اکبر ہوا اسکو جو سنکر   پھرا پھر جانب میدان دلاور
کہ ناگہ ہر طرف سے کافر آکر   ہوئے اوس صف شکن پر حملہ آور
زبس کھائے تھے اوسنے زخم کاری   بلائے تشنگی تھی اوسپہ طاری
بطعن نیزۂ ابن لمیشر آہ   گرا رہوار سے وہ عترت ماہ
لکھا بعضون نے از شمشیر منقد   گرا گھوڑے سے وہ ہمشکل احمد (یعنی علی اکبر ۱۲)

[illegible] ۱۲

کیا نعرہ کہ اب جلد آؤ بابا — یہانسے مجکو تم لیجاؤ بابا
سنی شہ نے جو آواز اوس پسر کی — زمین پیرونکی بس نیچے سے سرکی
اوڑا کے گھوڑے کو پہنچے وہان پر — تو دیکھا خاک خونین ہے وہ مضطر
لے آئے خیمے تک با سینہ چاک — گیا ماتم کا غوغا تا بہ افلاک
اوتارا گھوڑے سے پھر شہ نے یکبار — رکھا سر گود مین اور چومے رخسار
کہا رو رو کے اے بابا کی جان — خدارا منہ سے بول اور مجکو پہچان
علی اکبر نے آنکھین کھولدین پھر — تو دیکھا باپ کی ہے گود مین سر
ادھر ماکو ہے زاید بیقراری — اودھر کرتی ہین بہنین آہ و زاری
کہا پھر شاہ سے با چشم پُرنم — کہ در ہائے فلک ہین باز اس دم
کھڑی ہین لیکے حورین جام شربت — کہ لے آ مجکو کرتی ہین اشارت
یہ کلمہ کہہ کے وہ ابن حسین آہ — گیا جنت کو دنیا سے بصد جاہ
حرم اور بیٹیان اور خواہران سب — ہوئین یکبارگی گریہ کنان سب
حسین پاک نے بھی چشم تر سے — بہائے اشک خون لعل و گہر سے
کبھی کہتے تھے رو کر شاہ والا — کہ تو تو اپنے جد کے پاس پہنچا
پئے حورونسے لیکر جام شربت — کئے دربر جنان کی تو نے خلعت
مجھے تنہا لعینو مین ہے چھوڑا — مری جانب سے تو نے منہ کو موڑا
ازان بس ہو کے غمگین شاہ ذیجاہ — یہہ چند اشعار پڑھتے تھے بصد آہ
نہین اس مثنوی کی بحر مین گو — مگر قابل ہین سن لیجئے کے سنلو

غزل فارسی

اے عزیز پدر کجا رفتی | وز کنار پدر چرا رفتی
بر نخوردہ ز بوستان حیات | سوئے کاشانۂ بقا رفتی
نہ گزین کابۂ فنا رستی | بسرا پردۂ بقا رفتی
مصطفےٰ جد تست میدانم | کہ بہ نزدیک مصطفا رفتی
فرع زہرا و مرتضیٰ بودی | سوئے زہرا و مرتضیٰ رفتی

روایت دیگر در شہادت علی اکبر

علی احمد روایت دوسری کہہ | خدا کے واسطے خاموش مت رہ
علی اکبر نے جس دم کھا کے غصہ | کیا کل لشکر اعدا پہ حملہ
لیا اون کافروں نے گھیر اسکو | ہوا غایب نظر سے باپ کے جو
حسین ابن علی بس ہوکے مضطر | گئے لینے خبر ما بین لشکر
جو کرتے تھے وہ نعرہ یا علی کا | تو یہہ آواز آتی تھی کہ بابا
خبر لے جلد اب دم میری آکر | کہ میں زخمی ہوا از پائے تا سر
حسین ابن علی اوس سمت پہنچے | کہ یہہ آواز آتی تھی جدہر سے
نہ پایا کچھہ نشان اوس لقا کا | کیا پھر یا علی کا شہ نے نعرا
نہ آئی کان تک آواز اوسکی | تلاش اوس جا پہ کی شہ نے بہت سی
سبب یہہ تھا کہ منقذ بچیانے | لگایا زخم اک تھا سر پہ اوسکے
قریب اسکے ہوا جو شاہزادہ | زمیں پر گھوڑے سے ہوا وہ فتادہ
نکل از پائے مردی اوسپہ ٹھہرا | عیاں اسپ کو ہاتھوں نے پکڑا
مگر باگ اوسکی چھوڑی اوس نے یکبار | گیا لشکر سے اک جانب کو رہوار

نگر وہ سمت جیش شاہ دین تھی جو کی رہ قطع اوس گھوڑنے تھوڑی

علی اکبر ز پشت اسپ افتادہ وہ اسپش رو بسوئے دشت بنہادہ

امام پاک نے پھر نعرہ مارا جواب آیا نہ اوسجا سے کچھہ اصلا

ہوئے بیتاب و طاقت شاہ والا صف لشکر کو دل کی طرح پھاڑا

یعنی لشکر کفار را ۱۲

علی اکبر کا پر دیکھا نہ دیدار ہوئے شہ اپنے جینے سے بھی بیزار

نگہ پھر صحن میدانکی طرف کی نہ دیکھی نعش بھی آنکھوں سے اپنی

قضارا مرکب سبط پیمبر چلا جنگل کو مثل باد صرصر

امام پاک نے گو باگ کھینچی مگر ٹھہرا نہ گھوڑا اک ذرا بھی

غرض جنگاہ سے کچھہ راہ طی کی علی کی گھوڑیکی بس شکل دیکھی

یعنی علی اکبر ۱۲

علی کو جو نہ دیکھا اوسپہ اسوار یہ جانا دوڑ کر پکڑوں میں رہوار

کہ وہ گھوڑا ہوا فوراً فراری وہانسے صورت باد بہاری

امام پاک قدموں کے نشان پر گئے پیچھے تو پہنچے اک مکان پر

تو دیکھا ہے کھڑا گھوڑا وہیں پر علی اکبر ہے اوفتادہ زمین پر

میان خاک و خون بیہوش اوسجا بسان مرغ بسمل ہے تڑپتا

اوتر کر اسپ سے سبط پیمبر سرہانے اوسکے بیٹھے جلد جاکر

رکھا دست مبارک کو جبین پر علی اکبر نے دیکھا چشم وا کر

نظر آیا جمال ابن علی کا کہا اے باپ کچھہ یاں تمنے دیکھا

کہا بیٹے نہیں دیکھا بتا دے دیا تو آنکھہ سے مجکو دکھا دے

کہا اوسنے ہلہ ہاں اے پدر دیکھہ کدہر کو دیکھتا ہے تو ادہر دیکھہ

کہ جام عطائے ختم الرسالت
مجھے اک جام دیتے ہین کہ پی لے
نہایت تشنہ لب ہون ای شہنشاہ
تو فرماتے ہین مجھسے اسطرح پر
کہ وہ بھی تشنہ لب آئے گا اسجا
حسین پاک نے نعش اوسکی لیکر
لکھا ہے تا در خیمہ جو لایا
کیا مادر نے حال اپنا پریشان

پیئے ہین ہاتھ مین دو جام شربت
مین کہتا ہون کہ دونون مجکو دیجے
مجھے یہ تشنگی ہے درد جانکاہ
پدر کو تیرے دونگا جام دیگر
یہہ کہکر وہ ہوا راہی ز دنیا
یعنی علی اکبر
عقاب اک اسپ تھا کی البتہ اوسپر
قیامت ہو گئی ہر سو سے برپا
لگی پڑھنے یہہ نوحہ باصد افغان

نوحہ تصنیف جوش

بانو نے کہا مر گئے اے یوسف ثانی — ہے ہے علی اکبر
مادر کو بڑہاپے مین دیا داغ جوانی — ہے ہے علی اکبر
کپڑے ترے اے لعل بھرے خون مین دیکھے — افسوس صد افسوس
تقدیر نے دکھلائی نہ پوشاک شہانی — ہے ہے علی اکبر
دو دن کی جو تھی بھوک تو پھل برچھی کا کھاکر — جنت کو سدھارے
خنجر کا پلا آب دم تشنہ دہانی — ہے ہے علی اکبر
یا وار کے پانی مین پیا کرتی تھی تجھپر — اے نازونکے پالے
یا اوسکی عوض لاش پہ ہے اشک فشانی — ہے ہے علی اکبر
کہکر تجھے ناشاد سبھی روئینگے بیٹا — عالم مین ہمیشہ
مشہور رہے گی تری ماتم کی کہانی — ہے ہے علی اکبر

کیونکر نہ کرے بین یہہ ماکو جلی ہاے ملا
تم مر گئے صد درد و دریغ
بولو مرے دلبر مرے پیارے مرے جانی
ہے ہے علی اکبر
اس دشت پر آفت مین مرا گھر ہوا برباد
فریاد سے فریاد
لکھی تھی مقدر مین مری خاک اوڑانی
ہے ہے علی اکبر
اس چرخ جفاکار نے کچھہ رحم نہ کھایا
مٹی مین ملائی ہے
یہہ شکل یہہ صورت یہہ تری ہائے جوانی
ہے ہے علی اکبر
اٹھاروین سال آیا تجھے موت کا پیغام
اے میرے گل اندام
دیکھی نہ بہار خط آغاز جوانی
ہے ہے علی اکبر
اے جوشش سر لاش یہہ بانو کا بیان تھا
با نالہ و زاری
تم داغ جگر دے گئے مادر کو نشانی
ہے ہے علی اکبر

لکھا ہے بہنین بھی ہو ہو کے بے صبر
لگین رونے بشدت صورت ابر
حسین پاک بھی رو رو کے اوسدم
یہہ کہتے تھے بصد درد و بصد غم
دریغا اختر برج ولایت
دریغا گوہر بحر امامت
دریغا گلبن باغ جوانی
بشد برباد از جور خزانی

احوال شہادت حضرت امام حسین مظلوم معہ شہادت علی اصغر معصوم و دیگر سوانحہ جانگداز و حوادث ہوشربا

غرض دیکھا جو یہہ ابن علی نے
حسین پاک نے حق کے ولی نے
کہ یان کوئی نہین اب یار و یاور
سوائے فضل رب پاک و اطہر
ادھر گریہ کنان اہل حرم ہین
گرفتار بلائے درد و غم ہین

کہا اہل حرم سے شاہ دین نے
حسین ابن علی پاک دین نے

نہیں زیبا مناسب ہوں خاموش
ورنگ اچھی نہیں ہے اب ہوں خاموش

کرو نہ دشمنوں کو تم شماتت
بگوش دل سنو میری وصیت

کرو صبر و شکیبائی کی عادت
بری ہے شیون و زاری کی عادت

ثواب آخرت منظور رہے گر
تو چپ رہنا نہ کرنا گریہ بہتر

کہا سب نے دل نازک ہمارا
اوٹھا سکتا نہیں فرقت کا صدما

کہاں ہے طوق حال ابن حیدر
جواب یوں ہوا اک آہ بھر کر

کہ سچ ہے بار فرقت کا اوٹھانا
بہت دشوار ہے پر کیجئے کیا

اثر ان پر شہ کے ارشاد سے ہست
حسین ابن علی شاہ ولایت

سکینہ کی طرف ہو کر مخاطب
ہوئے اسباب کے بہنوں سے طالب

کہ یہ دختر یتیم امروز ہو گی
نہ کرنا اس سے تم بے اتفاقی

یتیموں کا ہے دل نازک بہت سا
عمل کرنا وصیت پر خبردار

اگر ہو واقعہ میرا ہماں پر
کرے کوئی نہ اپنا برہنہ سر

طمانچہ مارنا بیٹی پہ زنہار
نہ کرنا چاک جامے کو خبردار

مگر آہستہ رونیکی اجازت
تمہیں دیتے ہیں تم ہو در مصیبت

سوا اسکے مرے مرنیسے تم سب
پریشان اور ہو جاؤ گے تم سب

غرض کی شہ نے جب ایسی وصیت
ہوئے اہل حرم بے تاب و طاقت

لکھا ہے شہر بانو اور کلثوم
سکینہ اور زینب زار و مغموم

لگیں رونے یہ چاروں شمع آسا
زمین تھرا گئی اور چرخ کانپا

ہوئے بیتاب باشندے فلک کے — جگر ٹکڑے ہوئے جملہ ملک کے

تسلی سب کی کر کے شاہ کربل — ہوئے عازم کہ جاؤں سوئے مقتل

کہ ناگہ خیمے سے اک شور اوٹھا — ہوئے سنکر پریشان شاہ والا

کہا حضرت نے کیسا ہے یہ غوغا — بتاؤ تو مجھے جلدی خدارا

کہا سب نے کہ یہ چرخ ستمگار — نہیں دم لینے دیتا ہمکو زنہار

علی اصغر نہایت تشنہ لب ہے — یہی اوسکی ہلاکت کا سبب ہے

ہوا ہے شیر مادر خشک بالکل — یہی ہے وجہ کرتا ہے جو وہ غل

کہا حضرت نے میرے پاس لاؤ — مرے معصوم کو مجھکو دکھاؤ

اوٹھا کر لائی زینب اوسکو یکبار — جو دیکھا حال اوسکا شاہ نے زار

ہوئے گھوڑے پہ اپنے شاہ اسوار — لیا ہاتھوں پہ طفل ماہ رخسار

گئے پیش صف کفار اوسدم — کہا پھر شاہ نے اے قوم اظلم

مرا معصوم ہے بے آب دے شیر — نہیں اسکی ہلاکت میں ہے تاخیر

سمجھتے ہو اگر مجھکو گنہگار — نہیں معصوم تو میرا خطاوار

خدا کا واسطہ کچھ آب اسے دو — صواب آخرت ہے اسمیں لے لو

نہیں پستان مادر میں ذرا دود — مثال آب حیوان ہے وہ نابود

جفاکاران تیرہ دل سیہ فام — لگے کہنے کہ اے سید نکو نام

نہ لا اب نام پانی کا زبان پر — نہیں آئیگی آفت تیری جان پر

نہیں ملنے کا ہرگز قطرۂ آب — کہ تو اور تیرے لڑکے سب ہوں بیتاب

اگر ابن زیاد از شادمانی — اجازت دے تو ہم دیں تمکو پانی

کہ بڑھکر حرملہ نے تیر مارا
علی اصغر کے گردن سے وہ گذرا

چھدا بازوے شہ میں تیر ملعون
بہا حلق علی اصغر سے بس خون

لکھا ہے شاہ نے ہاتھوں سے اپنے
نکالا حلق سے وہ تیر اوس کے

جو اوسکے حلق سے تھا خون بہتا
اوسے بھی دامن سے اپنے شہ نے پونچھا

دیا گرنے کسی صورت نہ اوسکا
زمین پر اوسکے خونکا ایک قطرہ

وہاں سے خیمے میں پھر لاش لا کر
کہا مادر سے یہ اوسکی بلا کر

بگیر این را تو اے بانوی بیتاب
از آب حوض کوثر کردہ سیراب

کیا مادر نے اوسکی شور و افغان
ہوئیں بہنیں بھی داماں سب کیا پارہ گریبان

امام پاک بھی روئے بہت سا
پڑھے تب پھر شہ نے یہ اشعار اوسجا

نظم فارسی

تا جدا گشتی از کنار پدر
تیر دشمن رسید بر تو نگار پدر

غمگسار پدر تو بودی و بس
بے تو یاد تو غمگسار پدر

تو برفتی ز پیش من و ز تو
درد دل ماند یادگار پدر

رباعی

اے دل و دیدہ روان پدر
چہ خورسند بود جان پدر

اے گل سرخ ناشگفتہ ہنوز
زود رفتی ز بوستان پدر

لکھا ہے ما بھی اوسکی ہو کے ششدر
لگی پڑھنے رباعی یہ زبان پر

رباعی

رفتی و سیر ندیدہ رخ تو دیدہ ہنوز
گوشش یک نکتہ ز لب ہای تو نشنیدہ ہنوز

چنید دست اجل سے غنچۂ نورستہ تیرا | گل از شاخ امل دستت تو ناچیدہ بجو
یہاں ہے قول راوی اسطرح پھر | نہیں کچھ چھوٹا سا [illegible] ہے
کہ ہمراہ امام پاک داور | تھے باقی کل یہاں ہفتاد و دو تن
شہادت کا پیا اون سب نے شربت | گئے یاں سے سوئے گلزار جنت
سوا اُنکے عابد بیمار و مضطر | و رائے اہلبیت پاک و اطہر
یعنی امام زین العابدین ۱۲
رہا کوئی نہ باقی یار و یاور | ہوئے تنہا شہنشاہ دلاور
تو کھینچی وہ لے اک آہ جگر سوز | کہ پیدا جس سے تھا سب پر سوز
خیال آیا جو فرزند و نگار اپنے | حسین ابن علی کو اسطرح سے
یتیم و بیکس و مظلوم ہیں یہ | پریشان حال ہیں مغموم ہیں یہ
بہت روئے شہنشاہ دلاور | بہے دریائے غم ان دیدۂ تر

غزل فارسی

ای دو رنگا دیدۂ انصاف گر بینا بدی | سبط پیغمبر چرا در کربلا تنہا بدی
بر غریبی حسین و درد او بگریستی | حضرت ختم النبیین گرد آن صحرا بدی
کی توانستی کشیدن تیغ در رویش کسے | گر علی مرتضیٰ با ذوالفقار آنجا بدی
فاطمہ از حسرت و اندوہ آن لب تشنگان | جامہ بر تن چاک کردی گرد آن غوغا بدی
گر حسن بودی دران صحرا ز غم پر کوب و بلا | از غم و سوز برادر والہ و شیدا بدی
لکھا ہے نزد شاہ با خدا بس | رہا مردوں میں سے زین العبا بس
سو وہ بھی تھے بہت بیمار و رنجور | جو دیکھا باپ کو تنہا و مجبور
اسی حالت میں آئے سوئے میدان | مگر تھا جسم مثل بید لرزان

جو دیکھا شاہ دین نے اسطرح سے — کیا مہیا انکو یہہ ہتیار لڑنے
تڑپ کر آپ بھی پہنچے وہان پر — کہا پھر عبد اللہ پاس جاکر
خدا کا واسطہ پھر تو یہان سے — نہ لڑ ان کافران خوک جانسے
رہیگی نسل میری تجھسے باقی — خدا و مصطفی ہین تجھسے راضی
اماموں کا پدر کہلائیگا تو — بہت توقیر و عزت پائیگا تو
رہیگی نسل تیری تا قیامت — نہ ہوگی قطع یہہ اے ماہ طلعت
وصی اپنا تجھے کرکے حرم سب — کئے بیٹے حوالے تیرے بس اب
جو ہے جد و پدر کی کچھ امانت — اوسے کرتا ہون میں تجکو ودیعت
ہے اک قرآن کلام ربّ دنیا — دگر مصحف جناب فاطمہ کا
جفر ابیض جفر احمر و جامع — کہ جنمین ہے جہان کا حال لامع
دگر علم قیافہ اور مزبور — سوا اسکے جو ہین علم اور مسطور
امام اہلبیت اوسمین ہین ماہر — نہین اوروں پہ وہ زنہار ظاہر
ازان پس شاہ نے زین العبا کو — غم و درد و الم کے مبتلا کو
بٹھایا خیمے مین لاکر بدستور — ودیعت کی امانتہائے مذکور
رضائے حق مین اور تقوی مین یکسر — وصیت کے کئے کلمے برابر
بلاکر شہربانو کو بصد غم — کہا تیار لا اے میرے ہمدم
پڑہے پھر باب رخصت مین یہہ اشعار — کہ دل سنکر جنہین ہووے افکار

نظم فارسی

اینک آمد نوبت من الوداع — الوداع اے عترت من الوداع

زمبدم خواہید چون ابر بہار
زدود لہائے شما خواہد شدن
ازان پس سبط احمد ابن حیدر
رسول پاک کا عمامہ لیکر
سپر حمزہ کی لیکر پھر یکایک
حمایل کی علی کی تیغ خونخوار
ہو بیشک ذوالجناح اسم سمندش
کیا میدان کے جانے کا ارادہ
ہوئے اہل حرم بیتاب و مضطر
ہمین ایشاہ چھوڑا کس پہ تمنے
غریب و بیکس و مظلوم ہین ہم
کہا شہ نے پلٹ جاؤ یہان سے
خدا ہے حافظ و ناصر تمہارا
جو پہنچے رنمین جا کر شاہ والا
رجز خوان پھر ہوئے شہ اس طرح پر
ادا کی حمد پہلے کبریا کی

گریہ کرد از حسرت من الوداع
سوزناک از فرقت من الوداع
قبائے خز مصری کرد در بر
پھر اوسدم شہ نے باندھا اپنے سر
لکھا ہے پشت پر ڈالی بلا شک
ہوئے گھوڑے پہ پھر اسوار یکبار
نہایت چست و چالاک و پری وش
کہ لڑنے کافرونسے جاکے تنہا
لگے کہنے یہ قدمونسے لپٹ کر
چلے جو سوئے میدان آپ یا سنے
تمہارے جانیسے مغموم ہین ہم
خدا کو سونپا ہٹ جاؤ یہان سے
معین ہے غائب و حاضر تمہارا
زمین پر آکے نیزہ کو گاڑا
کہ کافر ہوگئے حیران و ششدر
پھر اوس کے بعد احمد کی ثنا کی

غزل اردو تصنیف جوش

فخر آدم رحمت اللعالمین ہین مصطفے
رہبر راہ خدا سلطان دین ہین مصطفے
عالم علم لدنی بالیقین ہین مصطفے
سرور کونین ختم المرسلین ہین مصطفے

نور سے انکے منور ہے زمین و آسمان
وہ جہان میں تم جہان کے کیونہ ہین ہین مصطفے

کیا عجب کہتے ہین جو محبوب رب العالمین
حسن میں یوسف سے بھی اونچے و جمیلین ہین مصطفے

فرق نہین کچھ نہین ہی ہین یہہ تو ہیں تو یک نور
جو علی خاتم ہین تو بیشک نگین ہین مصطفے

والی ملک عرب سلطان اقلیم عجم
مسند جاہ عز و تمکین کے مکین ہین مصطفے

جو کوئی شک اسمین لاے ہو وہ کافر روسیہ
کشور توحید کے مسند نشین ہین مصطفے

دافع کفر و ضلالت اعتضاد دین حق
تاج فرق افتخار مومنین ہین مصطفے

آفتاب روز محشر سے مجھے کیا خوف ہے
جوشش افضال الٰہی سے معین ہین مصطفے

ولہ از جوشش

شب معراج میں گیسو و منہ غل تھا آدم زاد
یہہ رتبہ تھا محمد کا یہہ رتبہ تھا محمد کا

کیونکہ عالم زیر و زبر کا پیشوا ہوتا
طریقہ تھا رسول اللہ میں حرف مشدد کا

پڑھی پھر سینہ غزل اک حسرت آمیز
کہ ہو سنے سے جسکے تار غم تیز

غزل فارسی

جد من خیر الوری افضل ترین انبیاست
آفتاب اوج عزت شمع جمع اصفیاست

منقبتہا مجید بیگر بیر شمارم دو نیست
درج لافتی و بدر برج ہل اتی است

مادرم خیر النسا فرزند خاص مصطفے
بر کمال او کلام بضعۃ منی گواست

و زیرا در گرامیم ہست شاہ دین حسن
آنکہ سبط مصطفا و نور چشم مرتضی است

ہست عمم جعفر طیار کاندر باغ خلد
دائما پروانہ او تا آشیان کبریاست

حمزہ سید خیل شہیدان باشدم عم پدر
اینچنین اصل نسب در جملہ عالم کجاست

ای ستمگاران سنگین دل کہ اخلاق شما
بیوفائی و نفاق حیلہ و جور و جفاست

جملہ فرزندان و خویشان و عزیزان مرا ۔ قتل کردید این چہ آئین است این طغیان کہ است
وین زمان بہر ہلاک من کمر بربستہ اید ۔ کشتن من در کدامی مذہب و ملت رواست
تا بہ رفتند یاران و من از پی میروم ۔ در قیامت حضرت حق حاکم ما و شماست
کہا پھر شاہ دین نے ہوکے برہم ۔ ڈرا از قہر خدا اے قوم اظلم
وہ ہی دیتا ہے روزی کل جہاں کو (یعنی امام حسین ۱۲) ۔ وہ ہی ہر ایک کی لیتا ہے جان کو
اگر دین خدا کے تم معتقد ہو ۔ محمد مصطفیٰ کے تم معتقد ہو
وگر لائے ہو تم ایمان اوس پر ۔ کہ ہے وہ جد مرا بس پاک و اطہر
روا رکھو نہ ایسا ظلم مجھ پر (یعنی بر رسول ۱۲) ۔ ڈرو اس سے کہ فردا روز محشر
مرے جد و پدر اور میرے مادر ۔ خفا ہونگے سب تم پر سراسر
نہ دینگے حوض کوثر سے تمہیں آب ۔ نہایت تشنگی سے ہوگے بیتاب
بہتر تم نے میرے یار و یاور ۔ عزیز و اقربا خویش و برادر
کیئے ہیں قتل بے تقصیر یارو ۔ مری جان کی ہے اب تدبیر یارو
اگر ہے ملک کی تمکو تمنا ۔ نہ مارو مجکو جانے دو خدارا
چلا جاؤنگا ترکستان و حبشہ ۔ رہے گا پھر نہ باقی کوئی خدشہ
عیال اطفال میرے سب ہیں بیتاب ۔ خدا کا واسطہ کچھ دو اسے آب
اگر ایسا نہیں کرنا ہے منظور ۔ تو جو مرضی خدا کی ہیں ہوں مجبور
سنی جو شامیوں نے ایسے کلمے ۔ تو ترساں ہوکے خود لشکر سے بھاگے
ہوئی کوفی بھی گریاں اور نالان ۔ لگے کرتے برابر آہ و افغان
جو دیکھا شمر و شیث و بحتری نے (ابن ربعی ۱۲) ۔ بنو سب کام اپنے آج بگڑے

کہ ہے کل اہل لشکر کا یہہ آہنگ
کریں اپنے ابھی سردار و نسے اب جنگ

کہا آکر قریب شاہ والا
کہ قصے کو نہ دو تم طول اتنا

غرور و کبر کو سر سے نکالو
چلو ہمرہ مرے اے شاہ خوشخو

عبید اللہ کی خدمت مین اس دم
کرو وقفہ نہ اے شاہ دو عالم

یزید شام کی بیعت وہ دے گا
پھر اوس کے بعد پانی تمکو دیگا

نہین اس تشنگی سے ہو کے غمناک
ہلاک اس جا پہ ہونگے زیر افلاک

حسین پاک نے یہہ سنکے کلما
سر اطہر کو نیچے کو جھکایا

عمر سعد لعین نے جو یہہ دیکھا
کہ ہے گریہ کنان کل جیش میرا

ڈرا اور قلب لشکر سے نکلکر
پیادونسے لگا کہنے وہ اکفر

کرو اب جلد اسکو تیرباران
نہ کہنے پائے یہہ دیگر سخن ہان

ہزار اور پانسو اسوار نے آ
لگائے تیر شہ کو بے محابا

لگا کوئی نہ گھوڑے کے نہ شہ کے
ہوئے شرمندہ تیرانداز سارے

اوسیدم پھر گئے میدانسے اعدا
میان خیمہ آئے شاہ والا

کتاب معتبر مین ہے یہہ لکھا
نہین ہے جھوٹ اسمین اک ذرا سا

کہ جسدم کربلا مین شاہ والا
بذات خود رہے تھے آہ تنہا

ادہر تھا رنج یاران شہ کو لبیا
اودہر تھے منتظر لڑنے کے کفار

جو چاہا شہ نے بھیجے اپنے حملا
شدہ گرد و غبار از دشت پیدا

پھٹا جو گرد کا یکبار دامن
ہوئے حیران سب کفار بدظن

ہوئی اک شکل چھپی اوسمین سے پیدا
ہوا ششدر وہ جسنے اوسکو دیکھا

لکھا ہے شخص تھا گھوڑے پہ اسوار | تھے اوسکے ہاتھ اور سر مثل کہسار
مثال پائے اشتر اوس کے پا تھے | غرض کل عضو تن شان خدا تھے
حضور شاہ دین آیا وہ جبار | سلام اوسنے کیا پھر جھک کے یکبار
سلام اوسکا لیا شہ نے یہہ کہکر | کہ تو ہے کون اے مرد سخنور
کہ ایسے وقت مین ہم بیکسون کو | تو کرتا ہے سلام اے مرد خوشخو
کہا یہہ یون کا ہون اے شاہ سرور | غلام احمد مختار و حیدر
علی شیر خدا کا ہون مین چاکر | مجھے کہتے ہین سب اے شاہ زعفر
جب آئے تھے برائے جنگ دیوان | چہ بیر العلم مین شاہ مردان (یعنی جناب امیر)
کئے تھے تیغ کے پھر ضرب سے ہان | بہت سے دیو اوس جا پہ مسلمان
پدر کو میرے پھر اون سب کا سردار | بنایا تھا پدر نے تیرے یکبار
غرض بعد وفات اب عالی ما | وہ سب ہین میرے زیر حکمرانی
چنانچہ ہے اسی جنگل مین لشکر یہ (یعنی پدر) | اجازت دے جو تو اے ابن حیدر
تو با لشکر مین آکر اس جگہ پر | کرون ان کافرون سے جنگ یکسر
کہا حضرت نے اے زعفر تجھے رب | یہہ نیکی مزد دیوے حسب مطلب
نہین ہے تم جنون کا ایسا دستور | کرو جو قتل انسانون کا منظور
سبب یہہ ہے لطیف اندام تم ہو | نظر آتے نہین اصلا تم اونکو
تم اونکو دیکھو اور مارو برابر | مرے نزدیک ہے یہہ ظلم یکسر
مگر جنگ حنین و بدر مین جو | ملک آئے تھے نانا کی مدد کو
وہ تھا حکم خداوند دو عالم | تو پھر جا یا نے اے زعفر ابا اسلام

ذرا دیکھو تو کیونکر مارتا ہون
کہان جاتے ہین سرور مارتا ہون

لگا کر تن پہ پھر ہتھیار اپنے
امام پاک کے پس آیا آگے

عراق و شام و روم و مصر مین ہان
سبھی سمجھتے تھے اوسے جرار انسان

جو دیکھا جنگ کرتے شہ سے اوسکو
ہوئے سرور کفار سیہ رو

نگر اطفال و اہلبیت سر ذر
ہوئے مغموم یہہ سنکر سراسر

یزید بیحیا سے شہ نے پھر تو
کہا پہچانتا ہے کچھہ تو مجکو

نواسا کسکا ہون بیٹا ہون کا
یزید پر جفا منہ سے نہ بولا

کیا کچھہ بھی نہ پاس شاہ دیندار
لگا فی کھینچکر اک تیغ خونخوار

لکھا ہے بیشید ستی کر کے شہ نے
کمر پر تیغ ماری اوسکے بڑھ کے

خیار تر کی صورت اوسکو کاٹا
ہوا دو ٹکڑے وہ کافر سراپا

کیا پھر شہ نے یہہ اوسدم ارادا
کہ پیجے چلکے تھوڑا آب دریا

بڑھایا گھوڑے کو بس سوئی دریا
جو شمر بیحیا نے ایسا دیکھا

کہا کل اہل لشکر سے خبردار
نہ پینے پائین پانی شاہ زنہار

اگر پیلین گے وہ تھوڑا سا پانی
نہ چھوڑین گے کسی کو زندہ باقی

کیا لشکر نے پھر تو اپنا غلبا
کہ تا پانی نہ پیوین شاہ والا

اوٹھایا شہ نے گھوڑا تیغ کھینچی
دکھائی ہاشمی پھر شان اپنی

کسی تے اسپ تیغ شاہ دین کی
صفت اس جا پہ ہے اسطرح لکھی

نظم فارسی

تیغ گوہر دار بود احق نیکو گوہری
آتش ہم رنگ آب و آب رنگ آتشین

گوہر او تابناک و آتش او آبناک
آب و آتش گشتہ یکجا مقران و متقرین

کردہ از خون دلیران در صف میدان جنگ
لعل خارا گون بسیش خاک را با خون عجین

تیز تگ چابک عنان پولاد سم خارا شگاف
خرد سر کوچک دہان نازک میان فربہ سرین

شیر صولت پیل پیکر کوہ کن دریا گذار
رعد ہیبت برق سرعت باد جنبش تیز بین

اینت مرکب اینت راکب اینت تیغ و اینت دست
الله الله آفرین بر جان پاکت آفرین

لکھا ہے ایسی ماریں تیغیں شہ نے
کہ سر کاٹے بہت سے کافروں کے

غرض شہ صف کو یس کر کے دریدہ
کنار آب دریا خود رسیدہ

جو ہیں چاہا کہ اس دم آب دریا
اوٹھا کر ہاتھ سے پیجے ذرا سا

کہ دی اک شخص نے آواز ایسی
کہ اے شہ تمنے جرات تیری دیکھی

یہاں پینے کو تو آیا ہے پانی
گھسے ہیں واں ترے خیمے میں ناری

پڑے ہیں لوٹ پر کفار بیدین
ترے اہل حرم از حد ہیں غمگین

امام پاک کو بس آئی غیرت
در خیمہ پہ پہنچے خود بعجلت

کسیکو بھی نہ دیکھا اوس جگہ پر
تو سمجھے ہے یہ مکر و غدر یکسر

لکھا ہے دوست کا تھا حکم ایسا
کہ شہ پانی نہ پیویں اک ذرا سا

مناسب ہے کہ امشب اپنا روزہ
شراب خلد سے کھولیں شہنشہ

زدریا آتے آتے تا بہ خیمہ
کیئے بس چار سو کفار کشتہ

جو پہنچے آ کے شہ خیمے میں آخر
ہوئے اہل حرم خدمت میں حاضر

کہا شہ نے کہ اوڑھو سر پہ چادر
کمر کو اپنی باندھو خوب کسکر

مری ماتم کی تیاری کرو تم
نہ پھاڑو جامہ غمخواری کرو تم

یتیموں کو جو رکھتا ہے شاد — اخیری ہے یہ حجت کر رکھو یاد
بلا کر پاس زین العابدین کو — کیا پیار اور چوما پس حسین کو
پڑھے پھر شاہ نے یہ چند اشعار — کہ سننے سے جگر ہوتا ہے افگار

نظم فارسی

بیا جانا نم و اکنم کن بیابی آتشم بنشان — کہ تیغ از استخوانم بگذشت آب از فرق و کار از جان
بیا زان پیش کز حلقم بریزد شمر ناکس خون — شود مرغ دل پاکم ز تاب کربلا بریان
کنارم گیر کز بوی تو شود جان حزینم خرم — سخن گو تا ز گفتار تو دل غمگین شود شادان
کہا پھر شہ نے زین العابدین سے — اگر یہ پہنچو کبھی جا کر مدینے
سلام اون دوستوں سے میرا کہنا — جو پوچھیں آ کے تم سے حال میرا
پھر اسکے بعد کہنا اے گل اندام — دیا ہے باپ نے تم کو یہ پیغام
اگر غربت میں پہنچے کچھ صعوبت — تو کرنا یاد تم میری مصیبت
اگر کشتہ کوئی دیکھو کسی جا — مرا حلق بریدہ یاد کرنا
اگر خوش ذایقہ پانی پیو تم — مری تشنہ دہانی سے ڈرو تم

غزل فارسی

ای ہمدمان مشفق و ای دوستان من — یاد آورید واقعہ داستان من
در جوی دیدہ چشمہ خونین روان کنید — از بہر آب دادن سرو روان من
شد آسمان عمامہ خورشید بر زمین — آندم کہ گشت غرقہ بخون طیلسان من
پژمردہ شد ز غم گل صد برگ آفتاب — تا دیدہ غرق خون رخ چون ارغوان من
آب فرات کف بسر و سر [illegible] زند — وقتیکہ تشنہ شد لب شکر فشان من

گر بُید خون تعزیت مین کہ مے رسد — بعد گو نہ فیض جان نثار از جان من

کہا پھر شہربانو نے یہہ آکر — مین ہون اس ملک مین بے یار و یاور

تری بہنین تری دختر تو سد و ر — ہین اولاد رسول پاک و اطہر

نہ ہوگا دسترس انپر کسی کا — نگہہ رکھینگے وہ حرمت کو شہا ہا

مجھے اصحاب کا رنج و الم ہے — مجھے اس امر کا ایشاہ غم ہے (یعنی رسول)

کہ وحشت یزد و جرد شہریارم — سوائے تو کسے را ہم ندارم

مبادا دشمنان خوک سیرت — ترے بعد آکے ہون خواہان عزت

کہا شہ نے کہ اے بی بی نہ غم کھا — نہ ہوگا دسترس تجھپر کسی کا

ہمیشہ تو رہے گی بس مکرم — نگذرے گا تری خاطر پہ کچھہ غم

روایت ہے کہ فرمایا یہ شہ نے — گرائینگے جو اعدا فاش زین سے

چلا آئیگا تیرے پاس گھوڑا — تو اوسپر بیٹھہ لینا بے محابا

بچاکر ظالمون سے پھر وہ گھوڑا — جہان رب چاہے گا پہنچا ہی دیگا

مگر اصح یہی ہے بڑھکے سب سے — کہ ہمرہ اہلبیت باصفا کے

بحال زار و خستہ شہربانو — بسوئے شام رفتہ شہربانو

کیا اولاد کو پھر شہ نے رخصت — بصد رنج و بصد اندوہ و حسرت

لکھا ہے وہ وداع آخرین تھی — کہ پھر شہ نے نہ صورت اونکی دیکھی

ہوئے گھوڑے پہ جبکہ شاہ اسوار — زبان حال سے پڑھتے تھے اشعار

غزل فارسی

لاابالی وار دستی بر جہان خواہم فشاند — ہر چہ دامن گیر وم دامن از ان خواہم فشاند

نہیں ہے گر خیال دین و عقبیٰ ‏ ‏ تو خوف قہر رب بھی سب بھلایا

اگر ہے قتل میرا تمکو مقصود ‏ ‏ تعرض ہے حرم سے میری بے سود

کہا پھر شمر نے اے شاہ والا ‏ ‏ کیا منظور ہمنے یہ تیرا کہنا

کہا پھر شمر نے اون کافروں سے ‏ ‏ گھسے تھے خیمے میں جو شاہ دین کے

تعرض سے حرم کے کیا ہی حاصل ‏ ‏ ہٹے آؤ بنو انکے نہ قاتل

ہمیں منظور قتل شاہ دین ہے ‏ ‏ جو فرزند امیر المومنین ہے (یعنی جناب امیر ۱۲)

اگر لڑنے پہ آمادہ ہو تم سب ‏ ‏ کرو یاں سعی تا حاصل ہو مطلب

دگر بارہ ہوئے لڑنے کو تیار ‏ ‏ لعین سنگدل مکار و غدار

حسین ابن علی شاہ دو عالم ‏ ‏ یہہ فرماتے تھے مضطر ہو کر اوس دم

نظم فارسی

بہر کہ می نگرم رو نمیکند سوئے من ‏ ‏ میان اینہمہ بیگانہ آشنائے نیست

کجا روم چہ کنم رہ چگونہ گیرم پیش ‏ ‏ دریں میان بیابان کہ رہ بجائے نیست

لکھا ہے گو بہت تھی فوج کفار ‏ ‏ جو شہ سے رکھتے تھے ہاں قصد پیکار

مگر خوف و لحاظ شاہ دین سے ‏ ‏ قدم کوئی بڑہاتا تھا نہ آگے

غرض ہو کر نہایت سب نے ناچار ‏ ‏ کیا پھر تیرباران شہ کو یکبار

اوتر آئے زمین پر شاہ والا ‏ ‏ کہ تا زخمی نہ ہو جائے یہ گھوڑا

مرے جد و پدر کی ہے نشانی ‏ ‏ غنیمت اسکی ہے یہہ زندگانی

جو دیکھا شاہزادے کو پیادا ‏ ‏ لعینوں نے قدم آگے بڑہایا

پھر اک نامرد نے جو تیر مارا ‏ ‏ جبین پاک شہ پر آکے بیٹھا

سنان بن انس نے نیزہ مارا — لکھا ہے پشت شہ پر بے محابا

ہوا اوسوقت صدما ایسا دل پر — زمین پر گر پڑے سبط پیمبر

لکھا ہے خولی ملعون ستمگر — اوتر کر گھوڑے سے آیا برابر

کیا ہے قصد سر شاہ زمن کا — جدا کیجے بدن سے بے محابا

مثال بید کانپا ہاتھ اوسکا — نہ اوس سے ہوسکا یہہ کام اصلا

ہوا رعشہ وہ اوسکا جسم تھا تمام — کیا اس کام کا اوسنے سرانجام

لکھا ہے جب زمین پر شاہ والا — گرے تھے ہو کے مضطر وا دیکھا

بڑھا اک کافر مردود ملعون — کہ کیجے شاہ دین کا آج ہی خون

جو دیکھا شاہ نے آتے تو پوچھا — کہ تو ہے کون کیون آیا ہے اسجا

کہا کاٹونگا سر تن سے تمہارا — کہا قاتل نہیں تو میرا ہے جا

مجھے افسوس آتا ہے یہہ ای یار — کہ ہوگا نار دوزخ میں گرفتار

یہ سنکر وہ نہیں رویا بہت سا — کہا یا ابن رسول دین و دنیا

کیا ہم لوگون نے تیرا یہہ عالم — مگر ہم لوگونکا کھاتا ہے تو غم

سنین تو چاہتا ہے ایسا تہار — کہ دوزخ کی جلاوے ہمکو بس نار

پھر آیا تب یہین ایکدہ ملعون آ — کہ جہان پر پڑا تھا جسم شاہ دیندار

گیا اک شخص کے پاس اوسکو — تو پوچھا اوسنے کیون آیا ہے یان تو

کیا اتمام کیا کار شہنشاہ — کہا اوسنے نہین واللہ یا شاہ

مگر مارونگا تجکو اے لعین مین — کرونگا دفن خود زیر زمین مین

یہ کہکر اوسنے وہ شمشیر خونخوار — عمر کے سر پہ ماری بڑ کے یکبار

کہا بارے یہ اک سچ ہے نشانی
ذرا سینے کو اپنے کہہ بہ ہنسہ
تو دیکھا برص کے داغوں سے سینہ
کہا پھر مدتیں جب ہوئے ہمجاہ
اٹھا اس بیں شہ سے بولے شہنشاہ (یعنی حسین ۱۲)
میاں خواب دیکھا جد کو میں نے
کہ فرماتے ہیں ہنگام اے شاہ
بتا مجھ کو جو قاتل کے نشان سب
بلاشک تو ہی ہے ہاں میرا قاتل
کہا اے شمر کیا دن آج ہے گا بد
کہا اے سبط شاہنشاہ مغفور (مراد از رسول است ۱۲)
کہا پھر شمر سے اے خوک صورت
کہا پڑھتے ہیں اس دم پیر و کودک
بحسرت پھر سنایا شہ نے اوسکو
وہ خطبہ پڑھتے ہیں منبر پہ اس دم
تو باہم ان کی ایسی ہی حسرت
کہا جس سینے پہ منہ اپنا جد نے
دیئے بوسے نبی نے جس گلو پر مہ
میں اس دم دیکھتا ہوں ایستگر

کہا پھر شہ نے یہ اے خصم جانی
اوتارا اوس نے جس دم اپنا جامہ
بنا ہے جیسے درہم کا خزینہ
نشان ہے دوسرا بھی رہت واسد
نہیں ہے جھوٹ اسمیں کچھ بھی واللہ
یہ فرماتی ہیں بس اپنی زبان سے
مرے نزدیک تو آئے گا واعد
وہ ہیں موجود تجھ میں یکیاں سب
کر اپنا کام کیوں بیٹھا ہے غافل
بتا دے مجکو تو جلدی خدارا
ہے یہ دن جمعہ کا اور روز عاشور
بتا تو کونسی اس دم ہے ساعت
نماز جمعہ اور خطبہ بلاشک
کہ جو ہیں امت احمد کے پیرو
ادا ساز ندا از دل نعت جدم
اوٹھائیگا بہت آخر ندامت
تو اوس پر بیٹھا ہے مردود چڑھ کے
تو اوس پر پھیرتا ہے تیغ و خنجر
نہیں ہے جھوٹ اسمیں ایک مو بھر

مرے دہنے یہ روح ذکریا ہے ۔ جو مقبول جناب کبریا ہے

ہے بائیں سمت روح یحییٰ معصوم ۔ مجھے آنکھوں سے ہوتا ہے یہ معلوم

اوتم سینے ست اے شمر ستمگر ۔ پڑھونگا میں نماز رب اکبر

پھر اوس دم جو تری مرضی ہو کرنا ۔ مرے حق میں وہ بہتر سب سے ہوگا

اسی صورت سے میرے باپ نے بھی ۔ شہادت پائی تھی لکھا ہے راوی

اوٹھا یکبارگی سینے سے وہ حز ۔ لگے پڑھنے نماز ظہر سرور

رکھا سجدے میں جسدم شہ نے سر کو ۔ نہ آیا صبر اتنا شمر خر کو

کہ شہ کرنے نماز اپنی ادا سب ۔ تو حاصل کیجے اپنے دل کا مطلب

لکھا ہے سجدے میں دست لعین سے ۔ شہادت پائی شاہ خوش یقین نے

ہوا جو سانحہ ایسا ہویدا اک ۔ غبار سرخ شد فی الفور پیدا

زمانہ ہو گیا تاریک بالکل ۔ پڑا نظروں میں لوگوں کے تخلل

نظر آتا نہ تھا کوئی کسیکو یہ ۔ کہ گر پڑتے تھے خود آنکھوں سے آنسو

گمان سبکو ہوا فی الفور اوسدم ۔ کہ ہے قہر خدائے رب عالم

لکھا ہے بعد اک ساعت کے عالم ۔ ہوا روشن تو دیکھا سبنے عالم

نگراہل حرم نے حال اپنا ۔ کیا ابتر جو پہنچا حد کا صدما

پڑھا یہہ قطعہ با صد آہ و افغان ۔ سنا جسنے ہوا وہ خوب گریان

قطعہ فارسی

برفلک دوش از خروش من دل اختر بسوخت ۔ شعلہ آہم چو پیدا شد ملک را پر بسوخت

زاہد از سوز غمش لب خشک و چشم دیدہ تر ۔ آہ ازین آتش کہ چون شعلہ خشک و تر بسوخت

اگر ہو وقت عالم جیسا ... نہ لکھا جائے جب کبھی حال غم کا
مگر ہے مجملاً اوس کا بیان کچھہ ... غزل سے فارسی کو ہے عیاں کچھہ
نہیں اس شغل کی بجز یہیں گو ... مگر قابل ہے سن لینے کے سن لو

غزل فارسی

اندرین غم نے ہمین ارض و سما بگریستند ... کاہل عالم از ثریا تا ثری بگریستند
در ہوائی آن لب محروم از آب فرات ... ماہی اندر آب مرغان در ہوا بگریستند
اولیا گشتند بہر مرتضی زاری کنان ... انبیا بر اتفاق مصطفےٰ بگریستند
در قصور جنت الفردوس حوران سر بسر ... از برائی خاطر خیر النسا بگریستند

لکھا ہے بعد قتل ابن حیدر (یعنی امام حسین) ... ہوا گھوڑا (یعنی ذوالجناح ۱۲) بہت حیران و ششدر
لگا وہ دوڑنے صحرا مین ہر سو ... ہوا وحشت زدہ مانند آہو
پھر اوسنے سوئے پیشانی کو اپنے ... بھرا خون مین شہید کربلا کے
روان کرتا ہوا آنکھوں سے آنسو ... گیا خیمے مین اسپ شاہ خوشخو
حرم نے شہ کے جو اسطرح دیکھا ... کہ خون آلودہ آتا ہے یہہ گھوڑا
نہیں ہین شاہ دین اسوار اسپر ... گیا پھر سینے ملکر حال ابتر
مخاطب ہو کے گھوڑے سے حرم سب ... یہہ فرمانے لگے با چشم نم سب

نظم فارسی

چہ کردی خداوند اسلام را ... چہ کردی شہنشاہ ایام را
چہ خاک است ای اسپ بر روئے تو ... ز خون کہ سرخ است این موئی تو
حرم کرتی تھے زاری ہو کر مضطر ... بہاتا تھا وہ (یعنی اسپ ۱۲) آنسو مثل گوہر

قدم پر شاہ زین العابدین کے ۔ دل و جان امیر المومنین کے
وہ منہ ملتا تھا اپنا وائے حسرت ۔ امام اوسپہ بہت کرتے تھے شفقت
یہہ سچ ہے سرزمین پر ایسا پٹکا ۔ کہ راہی ہوگیا دنیا سے گھوڑا
لکھا ہے بعد قتل شاہ مسعود ۔ گھسا خیمے مین آکر شمر مردود
(مراد از امام حسین ۱۲)
اثاث البیت جو کچھ اوسنے پایا ۔ نہ چھوڑا ایک تنکا خوب لوٹا
مگر عورات سے بولا نہ کوئی ۔ کچھ ایسی آگئی دلمین نکوئی
جو اوس خیمے مین پہنچا شمر بدکار ۔ جہان زین العبا بیٹھے تھے بیمار
علم کر تیغ کو یکبار دوڑا ۔ یہہ چاہا قتل کیجے بے محابا
حمید ابن مسلم نے کہا واہ ۔ سن اے شمر لعین کر اللہ اللہ
ہوا اسکے قتل سے کیا تجکو حاصل ۔ جو تو بنتا ہے اس کودک کا قاتل
لکھا بعضون نے ہے اسطرح یا پیر ۔ عمر نے دونو ہاتھ اوسکے پکڑکر
(یعنی عمر سعد ۱۲)
کہا ڈرتا نہین تو رب سے زنہار ۔ نہین آتی تجھے اس امر سے عار
(یعنی شمر لعین ۱۲)
کہ اس رنجور و بیمار و حزین کو ۔ شہ مظلوم زین العابدین کو
تو بے تقصیر کرتا ہے ہلاک اب ۔ نہین رکھتا ہی دلمین خوف و باک اب
غرض شمر لعین کہنے سے اوس کے ۔ رہا ہاں باز اس افعال بد سے
سر شہداء و اہلبیت سرور ۔ گیا کوفے کو وہ ہمراہ لیکر
(یعنی شمر لعین ۱۲)
لکھون کیا اسکے آگے اور احوال ۔ کہ کلک روسیہ کی ہے زبان لال
علی احمد برائے حق مزن دم ۔ سخن کوتاہ کن واللہ اعلم

التماس مصنف مثنوی ہذا

(نام مصنف مثنوی ہذا ۱۲)

سخنداں تو تکی خدمت میں ہے اب عرض — بگوش دل سنیں وہ میری عرض
اگر گنج شہیداں کو وہ دیکھیں — خطا میری کسی جا پر جو پاویں
کریں اغماض یا اصلاح دیویں — عنایت سے مجھے خالی نہ رکھیں
میں جاہل ہوں نہیں ہے مجھکو دعوا — اسی باعث سے ہوں اب عرض پیرا

فقط

نوشتہ بماند سیہ بر سفید — نویسندہ را نیست فردا امید

قطعہ تاریخ طبع از عبد الرحیم محرر مثنوی ہذا ولد مولوی علی بخش شاگرد حضرت جوش سلمہ ربہ

ہوئی طبع جو مثنوی یہ عجائب — تو چاہا لکھوں طبع کا سال ہجری
وہیں طبع اسطرح بلبل فکر بولا — گلستان شہادت کا تاریخ لکھی
۱۲۹۳ھ

خاتمۃ الطبع

لائق حمد و ثنا وہی جل و علا ہے کہ جسنے اپنی شان میں وہو علی کل شیٔ شہید فرمایا ہے اپنے جاں نثاروں کے حق میں لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ارشاد کیا اسی سے مجاہدین امت مرحومہ کو سرافراز کیا قابل نعت وہی حضرت ہیں کہ جسنے ادیان باطلہ کو مٹایا دین حق کو سارے عالم میں پھیلایا شہدائے امت کو جنات عدن کا مژدہ سنایا اونکے لئے عطائے آب کوثر کا وعدہ کیا صلوات اللہ علیہ و علی آلہ الکرام و اصحابہ العظام بعد اسکے غمزدگان آل عبا و نوحہ کنان سید الشہدا کے لئے ایک نئی خبر رقت اثر ہے جسکے سننے سے دیدہ دل تر ہو کہ ان دنوں یہ کتاب لاجواب مقبول انام گنج شہیداں ترجمہ روضۃ الشہدا نام منظومہ شاعر عزادار حضرات حسنین محب آل رسول ثقلین گزیدۂ بارگاہ صمد منشی علی احمد شاگرد شاعر با خرد جوش تخلص نواب محمد حسن خاں دام برکاتہ مطبع نامی جناب منشی نولکشور واقع کانپور میں ماہ ذی الحجہ ۱۲۹۳ھ مطابق شہر جنوری ۱۸۷۷ع بعد نظر ثانی استاد مولف چھپی ہے بحسن خط تیار ہوئی ہے حضرات شائقین جان دیکر خرید فرمائیں دیر نہ لگائیں فقط